تنظیم المدارس (اہلِ سنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالیہ

2

تنظیم المدارس (اہلِ سُنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

حل شُدہ پرچہ جات

المعروف

نورانی گائیڈ

برائے طلباء / برائے طالبات

درجہ عامہ سال اوّل	درجہ عامہ سال دوئم	درجہ عالیہ سال اوّل	درجہ عالیہ سال دوئم
درجہ خاصہ سال اوّل	درجہ خاصہ سال دوئم	درجہ عالمیہ سال اوّل	درجہ عالمیہ سال دوئم

شبیر برادرز ® زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار

تنظیم المدارس (اہلِ سُنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طلباء از 2014ء تا 2016ء

حل شُدہ پرچہ جات

مُفتی مُحمّد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

درجہ عالیہ ✿ سال دوئم

شبیر برادرز (رجسٹرڈ) زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

جملہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں
نورانی گائیڈ
باہتمام: ملک شبیر حسین
سن اشاعت فروری 2017
قیمت =/160 روپے
شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084
شبیر برادرز (رجسٹرڈ)
زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ترتیب

عرضِ ناشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَا حَبِیۡبَ اللّٰہِ

ہمارے ادارہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر، کتب احادیث نبوی کے تراجم وشروحات، کتبِ فقہ کے تراجم وشروحات، کتبِ درس نظامی کے تراجم وشروحات اور بالخصوص نصابِ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تراجم وشروحات کو معیاری طباعت اور مناسب داموں میں خواص وعوام اور طلباء وطالبات کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مختصر عرصہ کی مخلصانہ سعی سے اس مقصد میں ہم کس حدتک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ بات ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ تاہم بطورِ فخر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ہم اس حقیقت کا اظہار ضرور کریں گے کہ وطن عزیز پاکستان کا کوئی جامعہ، کوئی لائبریری، کوئی مدرسہ اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ہماری مطبوعات موجود نہ ہوں۔ فالحمد للہ علی ذٰلک

علوم وفنون کی اشاعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ طلباء وطالبات کی آسانی اور امتحان میں کامیابی کے لیے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سابقہ پرچہ جات حل کرکے پیش کیے جائیں۔ اس وقت ہم ''نورانی گائیڈ (حل شدہ پرچہ جات)'' کے نام سے تمام درجات کی طالبات کے لیے علمی تحفہ پیش کررہے ہیں، جو ہمارے قلمی معاون جناب مفتی محمد احمد نورانی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ نصابی کتب کا درس لینے کے بعد اس حل شدہ پرچہ جات کا مطالعہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے اور یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس کے مطالعہ سے ایک طرف تنظیم المدارس کے پرچہ جات کا خاکہ سامنے آئے گا اور دوسری طرف ان کے حل کرنے کی عملی مشق حاصل ہوگی۔ اگر آپ ہماری اس کاوش کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء دینا پسند کریں، تو ہم ان آراء کا احترام کریں گے۔

آپ کا مخلص: شبیر حسین

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس أھل السنۃ باکستان

شھادۃ العالیۃ فی العلوم العربیۃ والاسلامیۃ

(السنۃ الثانیۃ) الموافق سنۃ 1435ھ 2014ء

﴿عالیہ (بی اے) پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے   کل نمبر 100

نوٹ: حصہ اوّل کا سوال نمبر 1 لازمی ہے باقی سے کوئی دوسوال حل کریں، جبکہ حصہ ثانیہ سے کوئی تین سوال حل کریں۔

حصہ اوّل...... بیضاوی شریف

سوال نمبر 1: غیر المغضوب علیھم بدل من الذین علی معنی ان المنعم علیھم ھم الذین سلموا من الغضب والضلال

(الف) کلام باری تعالیٰ اور کلام مفسر کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مفسر نے اپنی عبارت ''علی معنی ان المنعم الخ'' سے بدل کی کس قسم کی طرف اشارہ کیا ہے اور کس قرینہ سے؟ (۱۰)

(ب) قاضی بیضاوی نے فرمایا ''وعلیھم فی محل الرفع لأنہ نائب مناب الفاعل'' ''نائب فاعل مسندالیہ ہوتا ہے جو اسم کا خاصہ ہے جبکہ ''علیھم'' کا مجموعہ اسم نہیں ہے تو اس کو نائب فاعل بنانا کیسے مستقیم ہوگا۔ نیز یہ کس کا نائب فاعل ہے؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (الف) سورت فاتحہ کے اسماء جو قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیے ہیں وہ تمام مع وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ (۱۵)

(ب) لفظ ''عالم'' کی صرفی تحقیق کریں اور قاضی بیضاوی نے اسے جمع لانے

کی جو وجوہ بیان کی ہیں، قلمبند کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: "یا أیھا الناس اعبدوا ربکم ۔ لما عدد فرق المکلفین وذکر خواصھم و مصارف أمورھم أقبل علیھم بالخطاب علی سبیل الالتفات ھزّا للسامع و تنشیطاً لہ و اھتماماً بأمر العبادۃ و تفخیما لشانھا وجبراً لکلفۃ العبادۃ بلذۃ المخاطبۃ" ۔

(الف) کلام الٰہی اور مفسر کی عبارت کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) التفات کی تعریف کرتے ہوئے ان نکات کی وضاحت کریں جو قاضی صاحب نے بیان کیے ہیں؟ (۱۰)

(ج) فرق المکلفین' سے کون سے فرقے مراد ہیں۔ کیا کفار و منافقین اعبدوا' کے مکلف ہیں؟ (۵)

سوال نمبر 4: "ومن الناس من یقول امنا باللہ و بالیوم الاخر" ۔

(الف) اس ارشاد کا معطوف علیہ متعین کریں؟ نیز معطوف و معطوف علیہ میں مناسبت ذکر کریں؟ (۱۰)

(ب) الناس کی اصل کیا ہے؟ قاضی بیضاوی نے کیا دلیل پیش کی ہے۔ کیا کلام عرب سے کوئی ایسی مثال پیش کی جاسکتی ہے، جس میں ہمزہ کے عوض الف لام آیا ہو۔ اگر یہ الف لام ہمزہ کے عوض ہے تو "الناس" میں عوض اور معوض عنہ جمع کیوں ہیں؟ (۱۰)

(ج) قاضی بیضاوی نے کلمہ مَن میں دو احتمال بیان کیے ہیں وہ دونوں تحریر کریں؟ (۵)

سوال نمبر 5: "اھبطوا مصرًا انحدروا الیہ من التیہ یقال ھبط الوادی اذا نزل بہ وھبط منہ اذا خرج منہ وقری بالضم و المصر البلد العظیم وأصلہ الحد بین الشیئین وقیل أرادبہ العلم وانما صرفہ لسکون وسطہ أوعلی تاویل البلد"

(الف) کلام باری تعالیٰ اور مفسر کی عبارت کا ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) مصر سے مصرِ فرعون مراد ہونے کو قیل کے ساتھ کیوں بیان کیا ہے۔ وجہ ضعف تحریر کریں؟ (۸)

(ج) وانما صرف الخ سے ایک نحوی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے آپ اس کی وضاحت کریں؟ (۷)

حصہ ثانیہ......التبیان

سوال نمبر 1: التبیان کی روشنی میں نزول قرآن کی کیفیت اور تنزیل اول وثانی کی تفصیل سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: قرآن مجید نجما نجما اتارنے کی حکمتیں تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: تفسیر بالروایہ کی صور مع امثلہ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: کاتبین وحی کے اسماء گرامی مع مختصر تعارف لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: حضرت صدیق اکبر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن کریم جمع کرنے میں فرق بیان کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿پہلا پرچہ...... تفسیر و اصول تفسیر﴾

﴿حصہ اوّل...... بیضاوی شریف﴾

سوال نمبر 1: غیر المغضوب علیهم بدل من الذين على معنى ان المنعم عليهم هم الذين سلمو امن الغضب و الضلال

(الف) کلام باری تعالیٰ اور کلام مفسر کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ مفسر نے اپنی عبارت "على معنى ان المنعم الخ" سے بدل کی کس قسم کی طرف اشارہ کیا ہے اور کس قرینہ سے؟ (۱۰)

(ب) قاضی بیضاوی نے فرمایا "و عليهم فى محل الرفع لأنه نائب مناب الفاعل" نائب فاعل مسندالیہ ہوتا ہے جو اسم کا خاصہ ہے جبکہ "علیھم" کا مجموعہ اسم نہیں ہے تو اس کو نائب فاعل بنانا کیسے مستقیم ہوگا۔ نیز یہ کس کا نائب فاعل ہے؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت: "نہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب ہوا" (یہ عبارت) اَلَّذِيْنَ سے بدل ہے تو معنی یہ ہوگا منعم علیھم (جن پر انعام ہوا) وہ لوگ ہیں جو ضلال اور غضب سے سالم رہے۔

بدل کا تعین: یہاں بدل سے بدل الکل مراد ہے اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ انعام یافتہ لوگ وہی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے اور گمراہی سے سالم ہوتے ہیں۔ اس کے غضب سے سلامت رہتے ہیں۔

(ب) مذکورہ اعتراض کا جواب: علیھم اسم کی تاویل میں ہو کر نائب فاعل بن رہا ہے۔ یعنی علیھم بمنزل اسم کے ہے۔ جب یہ بمنزل اسم کے ہے تو اس کا نائب فاعل

بنا درست ہے۔ المغضوب اسم مفعول کا نائب فاعل ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) سورت فاتحہ کے اسماء جو قاضی بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیے ہیں وہ تمام مع وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب) لفظ "عالم" کی صرفی تحقیق کریں اور قاضی بیضاوی نے اسے جمع لانے کی جو وجوہ بیان کی ہیں، قلمبند کریں؟

جواب: (الف) سورۃ فاتح کے اسماء دوران کی وجہ تسمیہ:

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتح کے متعدد نام ذکر کیے ہیں، جو درج ذیل ہے:

۱- سورۃ فاتحہ یا فاتحۃ الکتاب: اس کو سورۃ فاتح اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے کتاب اللہ کی ابتداء اور افتتاح ہو رہا ہے۔

۲- امّ القرآن: یہ سورۃ اس کتاب کا مفتح اور مبدا ہے تو گویا یہ اس کا اصل اور منشاء ٹھہری۔

۴- اساس: یہ سورت کتاب اللہ کی بنیاد اور اساس ہے۔

۵- سورۃ کنز: یہ سورۃ بہت سے امور و خزائن پر مشتمل ہے یعنی اللہ کی حمد و ثناء پر، اس کے احکام کی بجا آوری لانے پر، نواہی پر، وعدہ اور وعید کی بیان پر اور احکام نظریہ اور عملیہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے۔

۶- سورۃ وافیہ: اس کو سورۃ وافیہ اس لیے کہتے ہیں کہ یہ مذکورہ تمام امور پر مشتمل ہے جو تمام کے لیے وافی ہے۔

۷- سورۃ کافیہ: مذکورہ امور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اس کو کافیہ بھی کہتے ہیں کہ یہ سب کے لیے کافی ہے۔

گویا سورۃ کنز: اور کافیہ کی وجہ تسمیہ ایک ہی ہے۔

۸- سورۃ حمد: یہ اللہ تعالیٰ کی حمد پر مشتمل ہے۔

۹-سورۃ شکر: یہ سورۃ شکر پر بھی مشتمل ہے کہ انسان اللہ کی حمد کرتا ہے۔ گویا اس کا شکر بجالاتا ہے۔

۱۰-سورۃ دعا: یہ سورت افضل دعا پر مشتمل ہے۔

۱۱-تعلیم مسئلہ: یہ سورت مسائل پر مشتمل ہے۔

۱۲-سورۃ صلوٰۃ: نماز میں پڑھنا واجب ہے۔

۱۳-۱۴-سورۃ شافعیہ وسورۃ شفاء: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۃ فاتحہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔

۱۵-سبع مثانی: سبع تو اس لیے کے بالاتفاق اس کی سات آیات ہیں اور مثانی اس لیے کہ اس کے نزول میں تکرار ہے یا پھر اس لیے کہ یہ نماز میں اس کی قرأت مکرر کی جاتی ہے۔

(ب) لفظ عالم کی صرفی تحقیق: عالم اسم آلہ کا صیغہ ہے اور یہ اس چیز کا نام ہے جس کے ذریعے جانا جائے۔

جمع لانے کی وجہ: لفظ عالم کو جمع اس لیے لایا گیا ہے کہ یہ اپنے ماتحت مختلف اجناس کو شامل ہے یا نون کے ساتھ اس کی جمع لائی گئی ہے جو ذوی العقول کے ساتھ خاص ہے غلبہ کے طور پر۔ بعض نے کہا کہ یہ اسم ہے اور ذوی العلوم یعنی فرشتوں اور جن وانس کے لیے موضوع اور ان کے غیر کو استتباع کے طریقے پر شامل کیا گیا۔ بعض نے کہا کہ اس سے لوگ مراد ہیں، کیونکہ جواہر اور اعراض پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ان میں سے ہر ایک ایک عالم ہے۔

سوال نمبر3: "یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ" . لما عدد فرق المكلفين وذكر خواصهم و مصارف أمور هم أقبل عليهم بالخطاب على سبيل الالتفات هزّا للسامع و تنشيطاً له و اهتماماً بأمر العبادة وتفخيما لشانها وجبرًا لكلفة العبادة بلذة المخاطبة".

(الف) کلام الٰہی اور مفسر کی عبارت کا ترجمہ کریں؟

(ب) التفات کی تعریف کرتے ہوئے ان نکات کی وضاحت کریں جو قاضی صاحب نے بیان کیے ہیں؟

(ج) فرق المکلفین' سے کون سے فرقے مراد ہیں۔ کیا کفار ومنافقین اعبدوا، کے مکلّف ہیں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت: اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔ جب مکلفین کے گروہوں کی تعداد بیان کی اور ان کے خواص ذکر کیے اور ان کے امور کے مصارف ذکر کیے۔ ان پر خطاب کے ساتھ توجہ کی گئی التفات کے طریقے پر سامع کو جھنجھوڑنے کے لیے' اس کو خوش کرنے کے لیے' امر عبادت کا اہتمام کرنے کے لیے' عبادت کی عظمت کو بیان کرنے کے لیے اور عبادت کی تکلیف پورا کرنے کے لیے خطابت کی لذت کے ساتھ۔

(ب) مکلفین کے فرقے:

مکلفین کے تین فرقے ہیں۔

۱-مؤمنین ۲-کافرین۔۳-منافقین

اعبدوا کے مکلّف تمام فرقے ہیں۔ مگر کافروں اور منافقوں کو عبادت کی تکلیف صانع کا اقرار اور اس کی معرفت وپہچان کے بعد ہوگی یعنی پہلے وہ ایمان لائیں اس کے بعد ان پر عبادت ضروری ہوگی۔ جس طرح حدث (بے وضوگی) وجوب صلوٰۃ کو منع نہیں کرتی اسی طرح کفر بھی وجوب عبادت کو منع نہیں کرتا۔ جس طرح نماز کی ادائیگی کے لیے رفع حدث ضروری ہے اسی طرح عبادت کے لیے رفع کفر ضروری ہے۔

(ج) التفات کی تعریف: تین طریقوں (خطاب، تکلم، غائب) میں سے کسی ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہونا' التفات کہلاتا ہے۔

نکات کی وضاحت:

اس آیت کریمہ میں خطاب کی التفات درج ذیل نکات کی وجہ ہوا ہے:

☆ سامع کو جھنجھوڑنے کے لیے ☆ اس کو خوش کرنے کے لیے کیونکہ ایک ہی طرز کے کلام سے طبیعت بوجھل ہو جاتی ہے ☆ عبادت کے اہتمام کے لیے کہ عبادت ایک خاص عمل ہے اس لیے خطاب کے ساتھ توجہ کی گئی ☆ عبادت کی عظمت وشان کو بیان کرنے کے لیے ☆ خطاب کی لذت سے عبادت کی تکلیف کو پورا کرنے کے لیے' کیونکہ جو لذت خطاب میں ہے وہ غیبت میں نہیں ہے۔

سوال نمبر 4: "وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ" ۔

(الف) اس ارشاد کا **معطوف علیہ** متعین کریں؟ نیز **معطوف و معطوف علیہ** میں مناسبت ذکر کریں؟

(ب) **الناس** کی اصل کیا ہے؟ قاضی بیضاوی نے کیا دلیل پیش کی ہے۔ کیا کلام عرب سے کوئی ایسی مثال پیش کی جاسکتی ہے، جس میں ہمزہ کے عوض الف لام آیا ہو۔ اگر یہ الف لام ہمزہ کے عوض ہے تو "الناس" میں **عوض اور معوض عنہ** جمع کیوں ہیں؟

(ج) قاضی بیضاوی نے کلمہ مَنْ میں دو احتمال بیان کیے ہیں وہ دونوں تحریر کریں؟ (۵)

جواب: (الف) معطوف علیہ کا تعین: یہ جملہ کا عطف جملے پر کے قبیلہ سے نہیں ہے کہ مناسبت طلب کی جائے بلکہ یہ قصہ کا عطف قصد پر ہے یعنی جملے جو کسی غرض کے لیے چلائے گئے ہوں کا عطف ہے دوسرے جملوں پر جو کسی اور غرض کے لیے چلائے گئے ہیں۔ دونوں گروہوں میں وجہ مناسبت ظاہر ہے یعنی کافر اور منافق میں ایمان کی نفی وجہ مناسبت ہے۔

(ب) الناس کی اصل: الناس اصل میں اناس تھا۔ ہمزہ کو حذف کیا گیا اور اس کے عوض شروع میں الف لام حرف تعریف لائے تو الناس ہو گیا، جس طرح کہ لوقہ میں حذف کیا گیا ہے لوقہ کی اصل الوقہ ہے۔ الناس کی اصل اناس ہے اس پر دلیل عربوں قول ہے کہ وہ کہتے ہیں: انسان، انس، اناسی۔

عوض اور معوض عنہ کا مسئلہ: الناس میں جو ہمزہ ہے وہ عوض وصلی حرف تعریف ہے جبکہ اُناس میں جو ہمزہ ہے وہ اصل قطعی غیر حرف تعریف ہے۔ جب دونوں کی جہت الگ الگ ہے تو پھر اجتماع کیسے ہوا۔ الناس میں ہمزہ وصلی حرف تعریف ہے یہی وجہ ہے کہ یا الناس نہیں کہہ سکتے' کیونکہ الف لام تعریف کے جمع ہوں گے جو جائز نہیں ہے۔ یا اللہ کہہ سکتے ہیں کیونکہ لفظ اللہ پر الف لام تعریف کا نہیں ہے۔

(ج) کلمہ مَنْ میں احتمال:

مَنْ یا تو موصوفہ ہے یا پھر موصولہ ہے۔ اگر موصوفہ ہو تو پھر اس سے مراد غیر معین افراد بھی ہو سکتے ہیں اور معین بھی ہو سکتے یعنی وہ جنہوں نے کفر کیا۔ اگر موصولہ ہو تو اس سے مراد ابن ابی' اس کے ساتھی اور ان کی ہم مثل ہوں گے۔

سوال نمبر 5: **"اهبطوا مصرا الحدروا اليه من التيه يقال هبط الوادی اذا نزل به وهبط منه اذا خرج منه وقری بالضم و المصر البلد العظيم وأصله الحدبين الشيئين وقيل أرادبه العلم وانما صر فه لسكون وسطه أوعلى تاويل البلد"**

(الف) کلام باری تعالیٰ اور مفسر کی عبارت کا ترجمہ کریں؟

(ب) مصر سے مصرِ فرعون مراد ہونے کو قیل کے ساتھ کیوں بیان کیا ہے۔ وجہ ضعف تحریر کریں؟ (۸)

(ج) وانما صرف الخ سے ایک نحوی مسئلہ کی طرف اشارہ کیا ہے آپ اس کی وضاحت کریں؟ (۷)

جواب: (الف) ترجمۃ العبارت: شہر میں اتر جاؤ یعنی بستی تیہ سے اس کی طرف جلدی کرو (ھبط کا معنی اترنا ہے اس پر دلیل عربوں کا محاورہ ہے) کہا جاتا ہے: هَبَطَ الْوَادِیَ جب وہاں کوئی اترے اور کہا جاتا ہے ھبط منہ جب کوئی وادی سے کوچ کر جائے۔ اهبطوا کو ہمزہ اور باء کے ضمہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ مصر شہر عظیم کو کہتے ہیں اور اس کا لغوی معنی

ہے: ''دو چیزوں کے درمیان رکاوٹ''۔ بعض نے کہا: اس سے مراد علم ہے۔ البلد کی طرح ساکن الاوسط ہونے کی وجہ سے اس کو منصرف پڑھا گیا ہے۔

(ب) وجہ ضعف: وجہ ضعف یہ ہے کہ بے شک جب وہ مصر فرعون کی گھاٹیوں اور بستیوں سے گزرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ارض مقدس میں داخل ہو جاؤ کہ جو اللہ نے تمہارے لیے مقرر کی ہے اور اس مصر کی طرف واپس نہ آنا تو پھر وہ اس مصر کی طرف واپس نہ آتے۔ مصر سے مراد شہر تیہ کے امصار ہے۔

(ج) نحوی مسئلہ: مصر میں تانیث معنوی پائی جاتی ہے اور تانیث معنوی کے وجوبی طور پر غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرط تینوں باتوں میں سے ایک کا ہونا ہے۔ یا تو چار حرفی ہو یا پھر تین حرفی لیکن درمیان والا حرف متحرک ہو یا پھر عجمی زبان کا لفظ ہے۔ مصر میں چونکہ درمیان والا حرف ساکن ہے متحرک نہیں ہے۔ لہٰذا ھِنْدُ کی طرح اس کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ آیت مبارکہ میں منصرف ہو کر استعمال ہوا ہے۔

﴿القسم الثانی:......اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 1: التبیان کی روشنی میں نزول قرآن کی کیفیت اور تنزیل اول وثانی کی تفصیل سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

جواب: اللہ رب العزت نے انبیاء علیہم السلام پر مختلف صحائف اور کتابیں نازل فرمائیں۔ کتابیں جو نازل فرمائیں ان کی تعداد چار ہے: تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور قرآن پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ حالات وواقعات کے مطابق تھوڑا تھوڑا کر کے تقریباً 23 سال کے عرصہ میں نازل ہوا۔ قرآن کی موجودہ ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے مطابق ہے۔ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر تو یکبارگی ہی اترا لیکن آسمان دنیا سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا حالات وواقعات کے مطابق اترتا گیا۔ کبھی ایک آیت تو کبھی دو تو کبھی زیادہ آیتیں اور کبھی پوری پوری سورت، جب پہلی وحی نازل ہوئی تو کریم صلی اللہ علیہ وسلم شدت رعب اور سردی محسوس ہونے کی وجہ سے کانپتے ہوئے گھر تشریف لائے۔ چادر اوڑھ کر لیٹ گئے جس وجہ سے آپ کو یاایھا المزمل کے خطاب سے نوازا گیا۔ آسمان دنیا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول کا سلسلہ تقریباً 23 سال تک جاری رہا۔ اسی کو تنزیل اوّل کہتے ہیں اور آسمان دنیا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے کو تنزیل ثانی۔

سوال نمبر 2: قرآن مجید نجما نجما اتارنے کی حکمتیں تحریر کریں؟ (۱۰)

جواب: اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک آہستہ آہستہ اور تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا۔ تھوڑا تھوڑا کر کے اتارنے میں بہت سی حکمتیں ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاطر مبارک پر بار محسوس نہ ہو۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک وطاہر اور مطہر قلب مبارک کو کفار ومشرکین کے مقابلہ میں تسلی دینا مقصود تھا۔

☆ اس لیے کہ بار بار جبرئیل علیہ السلام کے آنے جانے سے اللہ عزوجل کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وکرم کا اظہار ہو جائے۔

☆ اس لیے کہ احکامات پر عمل کرنا آسان ہو۔

☆ مختلف واقعات اور حوادثات کے مطابق سوالات کے جوابات فراہم کرنا مقصود تھا کہ کہیں زمان الگ تو کہیں جگہ الگ۔

☆ اسے یاد کرنا آسان ہو جائے۔

☆ قرآن کی عظمت وہیبت ظاہر ہو جائے۔

سوال نمبر 3: تفسیر بالروایہ کی صور مع امثلہ لکھیں؟

جواب: قرآن کی تفسیر قرآن سے یا قرآن کی تفسیر حدیث سے یا صحابہ کے اقوال سے کرنا تفسیر بالروایت کہلاتا ہے۔

قرآن کی تفسیر قرآن سے ہو تو اس کی مثال جیسے: ''اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ '' اس آیت مبارکہ کے آخری حصہ یعنی اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ کی تفسیر اس آیت سے کی گئی: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ۔ اسی طرح: وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ میں الطارق کی تفسیر آیت: اَلنَّجْمُ الثَّاقِبُ سے کی گئی۔

سوال نمبر4: کاتبین وحی کے اسماء گرامی مع مختصر تعارف لکھیں؟ (۱۰)

جواب: چند مشہور کاتبین وحی کے اسماء گرامی اور ان کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

۱-حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار خادم ہیں اور یار غار بھی۔ آپ کی فضیلت کی بابت قرآن وحدیث کی متعدد آیات واحادیث وارد ہیں۔ آپ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے خلیفہ ہیں۔

۲-حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ: مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے اسلام کو بہت تقویت ملی۔ آپ کی فضیلت قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ بہت سی قرآنی آیات مبارکہ آپ کی رائے کے موافق اتریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی آپ کے عقد میں آئیں، یوں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ٹھہرے۔

۳-حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ کے عقد میں آئیں اسی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کے معزز لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ نے اپنا کثیر مال خدمت اسلام کے لیے پیش کیا۔ مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ آپ ہی ہیں۔ آپ نے قرآن کو ایک نسخے پر جمع فرمایا۔ یوں تدوین قرآن کے حوالے سے آپ کا دور سنہری

حروف سے لکھا جاتا ہے۔

۴-حضرت علی رضی اللہ عنہ: آپ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے آپ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ سے بہت محبت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری اور لاڈلی صاحبزادی حضرتِ فاطمہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ سے کیا۔

۵-حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ: آپ رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں جن کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کے لیے ڈیوٹی لگائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہیتے اور خاص صحابی ہیں۔ آپ قرآن کے بہت بڑے قاری تھے۔

۶-حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

آپ قرآن پاک کے بہت بڑے قاری تھے، قرآن پاک بہت خوش الحانی سے پڑھتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی قرأت بہت پسند تھی۔

۷-حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ:

آپ بھی کاتبین وحی سے تھے۔ قرآن وسنت کے بڑے ماہر تھے۔ آپ کا شمار عظیم و کبار صحابہ میں ہوتا ہے۔ آپ یمن کے حاکم بھی رہے۔

۸-حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت بڑے اور جید صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کی فضیلت میں بہت سے آثار وارد ہیں۔

سوال نمبر5: حضرت صدیق اکبر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے قرآن کریم جمع کرنے میں فرق بیان کریں؟ (۱۰)

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کے دور خلافت میں بہت اہم کارنامے انجام دیئے گئے۔ بہت سی اہم فتوحات ہوئیں۔ علاوہ ازیں تدوین قرآن وجمع قرآن جیسا اہم کام بھی آپ کے دور

خلافت میں انجام پایا۔ جب مسلیمہ کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو آپ نے اس کا قلع قمع کرنے اور اس کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے اس کے ساتھ جنگ لڑی اور اس کو عبرت کا نشان بنایا۔ اس جنگ میں کثیر حفاظ صحابہ بھی تھے۔ تقریباً ستر کے قریب جید، ماہر قرآن، قاری قرآن اور حفاظ قرآن صحابہ اس میں شہید ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ سے تدوین قرآن کے بارے میں مشاورت کی تو آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا: جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہوا میں اس کو ہرگز نہیں کروں گا۔ مگر بار بار اصرار کرنے پر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بحکم الٰہی راضی ہو گئے تو دونوں پاک ہستیوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا کہ وہ قرآن کو جمع کریں۔ انہوں نے بھی یہ کہہ کر انکار کر دیا: جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا میں وہ ہرگز نہیں کروں گا۔ چنانچہ ان کا سینہ بھی اللہ تعالیٰ نے کھول دیا اور وہ بھی راضی ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے قرآن جمع کیا۔ مختلف چیزوں مثلاً کھجور کے پتوں، ہڈیوں اور دوسری اشیاء پر آپ نے قرآنی نسخہ مکمل کیا تو بارگاہ یارِ غار میں پیش کیا۔ اس نسخہ کو مصحف صدیق کہا جاتا ہے۔

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مبارک دور آیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آرمینیہ اور آذربائیجان کو فتح کرنے کے لیے شام اور عراق میں مصروف جنگ تھے۔ وہاں انہوں نے لوگوں کو سنا اور دیکھا کہ وہ قرآن کو مختلف قراءتوں سے پڑھتے ہیں۔ یہ معاملہ دیکھ کر انہوں نے بارگاہ عثمانی میں عرض کیا: اے مومنوں کے امیر! میں نے دیکھا ہے کہ لوگ قرآن کو مختلف زبانوں میں پڑھتے ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ یہود و نصاریٰ کی طرح قرآن کو بدل ڈالیں۔ لہٰذا جلد اس کا سد باب فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے تمام اطراف سے نسخے منگوا کر جید اور مستند صحابہ کو ذمہ داری سونپی کہ وہ ایک نسخہ تیار کریں۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن زبیر، سعید بن وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہم جیسے جید اور مستند صحابہ کی جماعت نے ایک نسخہ تیار کیا اور امیر المؤمنین کی بارگاہ میں پیش کیا۔ پھر آپ نے ان تمام نسخوں کو جلا دیا جو اطراف سے منگوائے تھے۔ آپ کے جمع کردہ نسخہ کو

مصحف عثمانی کہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نسخوں اور جمع کرنے میں فرق چند وجوہ سے ہے۔ وہ یہ کہ مصحف صدیق سات جبکہ مصحف عثمانی ایک قراءت پر مشتمل ہے۔ مصحف صدیق صرف ترتیب آیات پر مشتمل تھا، لغتوں کا اجتماع اور اختلاط تھا لیکن مصحف عثمانی میں ترتیب آیات کے ساتھ ساتھ صرف لغت قریش کا اعتبار کیا گیا ہے۔ یعنی مصحف عثمانی لغت قریش پر جمع کیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں جمع کا سبب حفاظ صحابہ کی شہادت بنا جبکہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مبارک دور میں جمع کا قراءتوں کا مختلف ہونا بنا۔

☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باكستان

شهادة العالية فی العلوم العربية والاسلامية

(السنة الثانية) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿عالیہ (بی اے) دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: دونوں قسموں سے صرف دو دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل ...... مشکوٰۃ شریف

سوال نمبر1: ''ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم''۔

(۱) ترجمہ کریں اور بتائیں دنیا کون سا صیغہ ہے؟ ہفت اقسام میں کیا ہے، دنیا کی تعریف بتائیں؟ (۱۵)

(۲) قتل مومن سے زوال دنیا اھون کیوں ہے؟ (۱۰)

(۳) قتل ناحق کی مذمت میں کوئی تین حدیثیں بیان کریں؟ (۵)

سوال نمبر2: ''اذا سلم علیکم اھل الکتاب فقولوا وعلیکم''۔

(۱) ترجمہ کریں اور مفہوم بیان کریں؟ (۵)

(۲) وعلیکم سے مراد کیا ہے اگر وعلیکم السلام ہے تو یہ ناجائز ہے پھر کیا مراد ہے؟ (۱۰)

(۳) بعض روایات میں علیکم ہے داؤ کے بغیر۔ آپ بتائیں ان دونوں روایتوں میں راجح کون سی ہے؟

ہر دو روایت کے مطابق معنی کیا ہوگا؟ (۱۵)

سوال نمبر3: ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر''۔

(۱) ترجمہ کریں اور مفہوم اپنے لفظوں میں واضح کریں؟ (۱۰)

(۲) بہت سارے مسلمان بے حد مال و دولت کے مالک ہیں اور بظاہر دنیا کے بادشاہ نظر آتے ہیں دنیا ان کے لئے بظاہر جنت ہے ان کے مقابلے میں بہت سارے کافر مفلس و نادار اور کسمپرسی کا شکار ہیں دنیا ان کے لیے بظاہر قید خانہ ہے۔ لہٰذا ان دونوں گرہوں پر یہ حدیث کیسے صادق آئیگی؟ تفصیلی بحث مطلوب ہے۔

﴿القسم الثانی ...... تیسیر مصطلح الحدیث﴾

سوال نمبر1: (الف) مشھور غیر اصطلاحی کی کتنی اور کون سی قسمیں ہیں؟ حدیث مبارک سے مثال دے کر واضح کریں؟ (۱۵)

(ب) اس قسم کے بارے میں تین تصنیفات مع نام مصنف تحریر کریں؟ (۵)

سوال نمبر2: (الف) سقط الاسناد اور طعن فی الراوی سے کیا مراد ہے؟ (۱۰)

(ب) خبر کی کون سی قسم میں ان اصطلاحات کا استعمال بطور سبب کے ہوتا ہے؟ (۵)

(ج) میزان الاعتدال میں کس چیز کا تذکرہ ہے؟ مصنف کون ہے؟ اسی فن میں کسی اور کی تصنیف بتائیں؟ (۵)

سوال نمبر3: (الف) جرح و تعدیل پر دلالت کرنے والے الفاظ میں سے تین تین لکھیں؟ (۵)

(ب) جرح و تعدیل پر لکھی گئی پانچ کتب کے نام بمع تذکرہ مصنف تحریر کریں؟ (۵)

(ج) ثقاھت کا اعلیٰ ترین مرتبہ کیا ہے؟ اس کے لیے کون سا لفظ استعمال کیا جاتا ہے؟ (۱۰)

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿دوسرا پرچہ.........حدیث واصول حدیث﴾

القسم الاوّل...... حدیث پاک

سوال نمبر1: ''ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الزوال الدنیا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم''۔

(۱) ترجمہ کریں اور بتائیں دنیا کون سا صیغہ ہے؟ ہفت اقسام میں کیا ہے، دنیا کی تعریف بتائیں؟ (۱۵)

(۲) قتل مومن سے زوال دنیا اھون کیوں ہے؟ (۱۰)

(۳) قتل ناحق کی مذمت میں کوئی تین حدیثیں بیان کریں؟ (۵)

جواب: (الف)، ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق اللہ کے نزدیک دنیا کا فنا ہوجانا آسان ہے ایک مرد مسلمان کے قتل کرنے سے۔

دنیا صیغہ: دُنیا فُعْلٰی کے وزن پر ہے۔ اصل میں دُنوٰی تھا واؤ کو یا سے بدلا تو دنیا ہوگیا۔ دُنُوّ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے قریب اور ناقص واوی سے اس کا تعلق ہے۔

دنیا کی تعریف: دنیا آخرت کی ضد ہے۔ فنا ہوجانے والے جہاں کو دنیا کہتے ہیں۔ اس کو دنیا اسی لیے کہتے ہیں کہ یہ دُنُوّ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے قریب تو چونکہ یہ فنا ہونے کے قریب ہے اس لیے اس کو دنیا کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں دنیا کو مومن کے لیے قید خانہ کہا گیا ہے۔ دار قربی جو کہ دار آخرت کے لیے کھیتی ہے، کو دنیا کہتے ہیں۔

(ب) قتل مومن سے زوال دنیا اھون ہونے کی وجہ:

اس حدیث میں مومن سے مراد کامل مومن ہے۔ مخلوق کو پیدا کرنے کا مقصد معرفت الٰہی ہے تو جو اللہ کا عارف ہے وہ اللہ کی آیات و اسرار کا مظہر ہے۔ حدیث شریف میں ہے

کہ جس نے کسی جان کو بغیر نفس کے قتل کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا۔ دنیا کو حاصل کرنا انسانی تخلیق کا مقصد نہیں ہے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد صرف اور صرف معرفت الٰہی ہے۔ جس بندہ نے کسی عارف باللہ کو ناحق قتل کیا تو گویا اس نے مقصودی چیز کو زائل کر دیا، لہٰذا مقصودی چیز کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے خلاف دنیا غیر مقصودی چیز ہے اور ظاہر بات ہے غیر مقصودی چیز کا زوال آسان ہوتا ہے۔

(ج) قتل ناحق کی مذمت میں احادیث مبارکہ:

۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آسمان و زمین کے تمام رہنے والے ایک مومن کا خون بہانے میں شریک ہو جائیں تو اللہ ان کو دوزخ کی آگ میں ڈال دے گا۔

۲- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کا خون گرانا جائز نہیں مگر تین خصلتوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے: ''(۱) محصن ہونے کے بعد زنا کرنا۔ (۲) اسلام کے بعد کفر اختیار کرنا۔ (۳) کسی کو ناحق قتل کرنا جس کے بدلے اسے قتل کیا جائے''۔

۳- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن ہمیشہ تیز رفتار اور نیکی کرنے والا ہوتا ہے جب تک وہ حرام خون کو نہ پہنچے۔ پس جب وہ خون حرام کو پہنچ جاتا ہے تو سست رفتار ہوجاتا ہے۔

سوال نمبر2: ''اذا سلم علیکم اھل الکتاب فقولوا وعلیکم''۔

(۱) ترجمہ کریں اور مفہوم بیان کریں؟ (۵)

(۲) وعلیکم سے مراد کیا ہے اگر وعلیکم السلام ہے تو یہ نا جائز ہے پھر کیا مراد ہے؟ (۱۰)

(۳) بعض روایات میں علیکم ہے واؤ کے بغیر۔ آپ بتائیں ان دونوں روایتوں میں راجح کون سی ہے؟

ہر دو روایت کے مطابق معنی کیا ہوگا؟

جواب: (الف) ترجمہ و مفہوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم ''وعلیکم'' کہو''...... اس حدیث پاک میں غیر مسلم لوگوں کو سلام کا

جواب دینے کی تعلیم ارشاد فرمائی گئی ہے کہ غیر مسلم لوگوں کے سلام کے جواب میں: وعلیکم السلام نہیں کہنا بلکہ صرف وعلیکم کہنا ہے۔ اب وعلیکم سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت اگلی جزء میں آرہی ہے۔

(ب) وعلیکم سے مراد: وعلیکم سے وعلیکم السلام مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ تم پر وہ چیز ہو جس کے تم حقدار ہو یعنی ہلاکت۔

(ج) راجح روایت: کافر لوگوں کے سلام کا جواب دینے میں وعلیکم (واؤ کے ساتھ) اور علیکم (حذف واؤ کے ساتھ) دونوں وجہیں جائز ہیں لیکن کہا گیا ہے کہ حذف واؤ والی روایت مختار ہے، کیونکہ اس صورت میں مشارکت کا احتمال ختم ہو جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تشریک میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ موت تمام کے درمیان مشترک ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ واؤ اس جگہ مشارکت کے لیے نہیں ہے بلکہ استیناف کے لیے رہے۔

سوال نمبر3: ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر''۔

(۱) ترجمہ کریں اور مفہوم اپنے لفظوں میں واضح کریں؟

(۲) بہت سارے مسلمان بے حد مال و دولت کے مالک ہیں اور بظاہر دنیا کے بادشاہ نظر آتے ہیں، دنیا ان کے لئے بظاہر جنت ہے۔ ان کے مقابلے میں بہت سارے کافر مفلس و نادار اور کسمپرسی کا شکار ہیں دنیا ان کے لیے بظاہر قید خانہ ہے۔ لہٰذا ان دونوں گرہوں پر یہ حدیث کیسے صادق آئیگی؟ تفصیلی بحث مطلوب ہے۔

جواب: (الف) ترجمہ و مفہوم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔

مومن کا مقصد معرفت الٰہی اور اس کا قرب ہے۔ دنیا مومن کا مقصد نہیں ہے۔ دنیا ایک ایسی شیء ہے جو انسان کو اس کے اصل مقصد سے روکتی ہے۔ جب دنیا مومن کے لیے اپنے محبوب تک پہنچنے میں رکاوٹ بنی تو یہ مومن کے لیے قید خانہ ہوئی۔ کافر کے لیے دنیا جنت بایں معنی ہے کہ کافر دنیا کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور دنیا ہی اس کا مقصد ہے۔ لہٰذا دنیا

اس کے لیے جنت ٹھہری کہ وہ اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

(ب) دونوں گروہوں پر حدیث کا اطلاق: یہاں دو باتیں ہیں:

پہلی بات ہے دنیا کو استعمال کرنا دوسری بات ہے دنیا کو پوجنا۔ دنیا کی محبت اپنے دل میں پیدا کرنا اور اصلی مقصد سے ہٹ جانا۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی بندۂ مومن کو بہت سا مال دے دیتا ہے۔ پھر وہ اس کو صرف استعمال کرتا ہے۔ اس کو پوجتا نہیں ہے۔ کثیر مال کو اپنے اصلی مقصد میں آڑے نہیں آنے دیتا۔ دنیا کو ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں سمجھ بیٹھتا تو دنیا بھی اس کے لیے قید خانہ ہی ہے۔ اس لیے کہ مومن کا عقیدہ ہے کہ دنیا ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں ہے۔ جب ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں ہے تو پھر مومن اس سے نکلنے کا ارادہ کرتا ہے۔ اللہ رب العزت کی طرف خروج کرے جو باقی ہے دائمی۔ دنیا کو استعمال کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ دنیا کو استعمال تو انبیاء علیہم اسلام بھی کرتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس تجارت کا کاروبار فرماتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال عطا فرمایا تھا اور وہ استعمال بھی کرتے تھے۔ ممانعت جس چیز کی ہے وہ یہ کہ دنیا کی محبت کو اپنے دل میں بسا لینا اور اس کی پوجا کرنی شروع کر دینا ہے۔ یہ چیز مقصد اصلی کے منافی ہے۔ پتہ چلا کثیر مال جو مومن کے پاس آجاتا یہ قید خانے کے منافی نہیں ہے، کیونکہ مومن اس کو فنا ہو جانے والا مال تصور کرتا ہے۔ کافر مفلس اگر چہ اس کے پاس وقتی مال نہیں ہے مگر وہ دنیا کے فنا کا عقیدہ تو نہیں رکھتا۔ وہ غریب ہو کر بھی اپنے دل سے دنیا کی محبت نہیں نکالتا۔ پھر دنیا اس کے لیے جنت بھی ٹھہری۔ کافر غریب کے لیے دنیا جنت بایں معنی ہے کہ اگر چہ وہ دنیا میں غریب ہے لیکن جہنم کے عذاب جیسی عبرتناک سزا بری ہے لیکن جب آخرت میں عذاب کا مزا چکھے گا تو اس کے مقابلہ میں دنیا اس کے لیے جنت ٹھہری مومن دنیا میں جتنی چاہے عیش و عشرت کرے لیکن اس کے باوجود وہ جنت کی نعمتوں کا متمنی رہتا ہے، کیونکہ دنیا کی نعمتیں جنت کی نعمتوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے بھی دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے کہ اخروی نعمتوں سے لذت اٹھانے کے لیے رکاوٹ ہے۔

﴿القسم الثانی ...... تیسیر مصطلح الحدیث﴾

سوال نمبر 1: (الف) **مشہور غیر اصطلاحی** کی کتنی اور کون سی قسمیں ہیں؟ حدیث مبارک سے مثال دے کر واضح کریں؟

(ب) اس قسم کے بارے میں تین تصنیفات مع نام مصنف تحریر کریں؟

جواب: (الف) مشہور غیر اصطلاحی کی اقسام: مشہور غیر اصطلاحی کی کثیر اقسام ہیں۔ جن میں سے چندایک درج ذیل ہیں:

۱-صرف اہل حدیث (محدثین کرام) کے درمیان مشہور ہو جیسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ رکوع میں قنوت پڑھی رعل اور ذکوان (قبیلوں کے نام) کے خلاف۔

۲-وہ حدیث ہے جو محدثین، اہل علم اور عوام کے درمیان مشہور ہو جیسے: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ

۳-وہ حدیث ہے جو فقہاء کے درمیان مشہور ہو جیسے: ''ابغض الحلال الی اللہ الطلاق''۔

۴-وہ حدیث ہے جو اصولیین کے درمیان مشہور ہو جیسے: ''میری امت سے خطاء نسیان اور جبر اٹھا دیا گیا ہے''۔

۵-وہ حدیث ہے جو نحویوں کے درمیان مشہور ہو جیسے: ''نعم العبد صهيب لولم يخف الله لم يعصه'' (اس حدیث کی کوئی اصل نہیں)۔

۶-وہ حدیث ہے جو عام لوگوں کے درمیان مشہور ہو جیسے: ''جلدی کرنا شیطان کا کام ہے''۔

(ب) تین تصنیفات:

۱-المقاصد الحسنة علی الالسنة: از امام سخاوی

۲-کشف الخفاء و مزیل اللباس: از امام عجلونی

۳-تمییز الطیب من الخبیث: از امام دیبع الشیبانی

سوال نمبر 2: (الف) **سقط الاسناد اور طعن فی الراوی** سے کیا مراد ہے؟ (۱۰)

(ب) خبر کی کون سی قسم میں ان اصطلاحات کا استعمال بطور سبب کے ہوتا ہے؟

(ج) میزان الاعتدال میں کس چیز کا تذکرہ ہے؟ مصنف کون ہے؟ اسی فن میں کسی اور کی تصنیف بتائیں؟

جواب: (الف) سقط من الاسناد: حدیث کی سند سے کسی راوی کا گر جانا سقط فی الاسناد کہلاتا ہے۔ خواہ ایک راوی ہو یا زیادہ، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، سند کے شروع میں ہو یا آخر میں۔ اس کی دو قسمیں ہیں: ۱-سقوط جلی۔ ۲-سقوط خفی۔ سقط من الاسناد دونوں قسموں کو شامل ہے۔

طعن فی الراوی: راوی کی زبان پر جرح کرنا اور راوی کے بارے میں اس کی عدالت دین، ضبط، حفظ اور اس کے تیقن کے بارے کلام کرنا، طعن فی اسناد کہلاتا ہے۔

(ب) ان اصطلاحات کا استعمال: سقوط عن الاسناد اور طعن فی الراوی کا استعمال حدیث کی قسم ''المردود'' میں بطور سبب کے استعمال ہوتا ہے۔

(ج) میزان الاعتدال: اس کتاب میں جرح اور تعدیل کا تذکرہ ہے۔ اس کے مصنف کا نام امام شمس الدین ذہبی ہے۔ اس فن میں دیگر مصنفین نے بھی کتابیں لکھی ہیں مثلاً التاریخ الکبیر للبخاری، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم۔ تہذیب التهذيب اور الکمال فی اسماء الرجال وغیرہ۔

سوال نمبر 6: (الف) **جرح و تعدیل** پر دلالت کرنے والے الفاظ میں سے تین تین لکھیں؟ (۵)

(ب) **جرح و تعدیل** پر لکھی گئی پانچ کتب کے نام مع تذکرہ مصنف تحریر کریں؟ (۵)

(ج) ثقاہت کا اعلیٰ ترین مرتبہ کیا ہے؟ اس کے لیے کون سا لفظ استعمال کیا جاتا ہے؟ (۱۰)

جواب: (الف) تین الفاظ جرح: فلان لین الحدیث، فلان ضعیف، فلان لا یکتب حدیثہ۔

تعدیل کے الفاظ: فلان اثبت الناس، ثقۃ ثقۃ، فلان شیخ، فلان صالح الحدیث۔

(ب) کتب کے نام:

ا-التاریخ الکبیر، للامام بخاری۔ ۲-الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم۔ ۳-الثقات لابن حبان۔ ۴-الکامل فی الضعفاء لابن عدی۔ ۵-میزان الاعتدال للذھبی۔

(ج) ثقاہت کا اعلیٰ مرتبہ: وہ راوی جس میں عدالت، صداقت، تام الضبط اور حاضر الذہن جیسی تمام صفات پائی جائیں۔ ایسے راوی کے لیے ثقہ اور اوثق کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النھائی تحت اشراف تنظیم المدارس أهل السنة باکستان

شهادة العالية فی العلوم العربية و الاسلامية

(السنة الثانية) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿عالیہ (بی اے) تیسرا پرچہ: فقہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: کوئی سے پانچ سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: درج ذیل اصطلاحات کا لغوی معنیٰ اور اصطلاحی تعریف لکھیں اور مثالوں سے واضح کریں؟

(الف) قضا، مضاربة، هبة، اجارہ غصب؟

(ب) مضاربت اور مشارکت میں کیا فرق ہے؟ مثال سے واضح کریں۔

سوال نمبر 2: من اشتری ثوبین علی أن یأخذأیهماشاء بعشرة و هو بالخیار ثلاثه أیام فهو جائزو کذلك الثلاثة فان کانت اربعة أثواب فالبیع فاسد۔

(i) عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح لکھیں؟ (۸)

(ii) مذکورہ مسئلہ میں امام زفرو امام شافعی علیهما الرحمة کا مؤقف بالدلائل لکھیں؟ (۸)

(iii) ولو هلکا جمیعا معایلز مه نصف ثمن کل واحد۔ مسئلہ کی وضاحت کریں؟

سوال نمبر 3: (i) بیع باطل اور بیع فاسد کی تعریفات اور حکم بیان کریں؟ (۸)

(ii) بیع باطل کی اقسام میں سے ہر ایک کی چار چار مثالیں تحریر کریں؟ (۱۲)

سوال نمبر 4:(i) قاضی کے آداب مختصراً تحریر کریں؟ موجودہ دور کے ججوں کے متعلق کیا رائے ہے؟ (۱۰)

(ii) پنچائیت اور جرگہ سسٹم پر شرعی نقطۂ نگاہ مدلل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5:(i) ھبہ کے ارکان، الفاظ اور صحت وتمامیت کے شرائط لکھیں؟ (۱۰)

(ii) ھبہ میں رجوع کب جائز ہے اور کب ناجائز؟ (۱۰)

سوال نمبر 6:(i) صحت اجارہ کے شرائط لکھیں؟ آج کل کی کرایہ داری کو کس زمرے میں شمار کریں گے؟ (۶)

(ii) لایجوز اجارة المشاع عند أبی حنیفة رحمه الله الا من الشريك و قالا اجارة المشاع جائزة . ترجمہ وتشریح کریں؟ (۶)

(iii) مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے دلائل تحریر کریں؟ (۸)

سوال نمبر 7:(i) ناجائز کاروبار کرنے والی کمپنیوں میں ملازمت کا حکم مدلل تحریر کریں؟ (۱۰)

(ii) رب المال اور مضارب کے مابین اختلاف کی صورتیں بیان کریں اور بتائیں کہ ان میں کس کے قول کو تسلیم کیا جائے گا؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

سوال نمبر 1: درج ذیل اصطلاحات کا لغوی معنیٰ اور اصطلاحی تعریف لکھیں اور مثالوں سے واضح کریں۔

(الف) قضاء، مضاربة، هبة، اجارہ غصب؟

(ب) مضاربت اور مشارکت میں کیا فرق ہے؟ مثال سے واضح کریں۔

جواب: قضاء: اس کا لغوی معنیٰ ہے: فیصلہ کرنا جبکہ اصطلاح میں لوگوں کے جھگڑوں اور تنازعات کا شرعی اصولوں کے مطابق فیصلہ کرنے کو قضاء کہتے ہیں مثلاً اگر کوئی مسلمان مرگیا اور اس کی بیوی نصرانیہ تھی وہ مسلمان ہوگئی۔ اس کی موت کے بعد اب وہ کہتی ہے کہ میں اس کے مرنے سے پہلے اسلام لائی ہوں اور اس میت کے ورثاء کہتے ہیں کہ یہ اس کی موت کے بعد اسلام لائی ہے اس صورت میں وارثوں کا قول معتبر ہوگا۔

مضاربت: کا لغوی معنی ہے زمین پر پھرنا اور گشت کرنا۔

شرعی معنیٰ ہے جانبین میں سے ایک کے مال اور دوسرے کے کام کے ساتھ شرکت کے عقد کو مضاربت کہتے ہیں۔ یعنی ایک عقد ہے جو جانبین میں سے کسی ایک کے مال اور دوسرے کے عمل کے ساتھ نفع پر شرکت ہوتی ہے جیسے: زید مالدار ہو لیکن وہ کام نہیں کرسکتا وہ عمرو کو کہے کہ پیسے میرے کام تم کرو اور منافع آدھا آدھا ہوگا۔

ھبة: لغت میں ھبہ یہ ہے کہ کسی دوسرے کو ایسی چیز دی جائے جو اس کے لیے نافع ہو خواہ مال ہو یا غیر مال۔ شرع میں ھبہ بغیر کسی عوض کے مال کا مالک بنا دینا ہے جیسے: زید عمرو کو کہے: وهبتك هذا الكتاب . میں نے تجھے یہ کتاب گفٹ کی۔

اجارۃ:

لغت میں اجرت کا نام ہے اور شرع میں وہ عقد ہے جو کسی عوض کے ساتھ منافع پر ہو۔ جیسے: مکانوں اور رہائشوں کو کرائے پر دینا۔

غصب: لغوی معنیٰ چوری کرنا ہے یعنی غیر کی چیز کو زبردستی لینا خواہ مال ہو یا غیر مال۔ اصطلاحی معنیٰ ہے مال متقوم محترم کو بغیر مالک کی اجازت کے اس طریقے پر لے لینا کہ وہ چیز مالک کے ہاتھ سے زائل ہو جائے۔

(ب) مضاربت اور مشارکت میں فرق: مضاربت میں مال صرف ایک شخص کا ہوتا ہے اور منافع میں دونوں شریک ہوتے ہیں اور کام دوسرا آدمی کرتا ہے جبکہ مشارکت میں رأس المال اور منفعت دونوں میں دونوں شریک ہوتے ہیں۔ یعنی رأس المال اور منفعت دونوں میں شریک ہونا، مشارکت کہلاتا ہے۔ اگر صرف نفع میں شرکت ہے تو مضاربت اور اگر صرف مال میں شرکت ہے تو بضاعت کہتے ہیں۔

سوال نمبر2: من اشتری ثوبین علی أن یأخذ أیهما شاء بعشرة و هو بالخیار ثلاثة أیامه فهو جائز و کذلك الثلاثة فان کانت اربعة أثواب فالبیع فاسد۔

(i) عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح لکھیں؟ (۸)

(ii) مذکورہ مسئلہ میں امام زفر و امام شافعی علیهما الرحمة کا مؤقف بالدلائل لکھیں؟ (۸)

(iii) ولو هلکا جمیعا معایلز مه نصف ثمن کل واحد۔ مسئلہ کی وضاحت کریں؟ (۴)

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح: جس شخص نے دو کپڑے خریدے اس شرط پر جو کپڑا لے گا وہ جو چاہے دس درہم کے بدلے اور وہ تین دن تک اختیار پر ہے' تو یہ جائز ہے۔ ایسا ہی تین کپڑوں کا حکم ہے۔ اگر کپڑوں کی تعداد چار ہوگئی تو بیع فاسد ہے۔

اس عبارت میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص سے دو

کپڑوں میں غیر میں کپڑا خریدا اور ایک کپڑے کی قیمت دس درہم ہوا اور ساتھ ہی تین دن کا اختیار لے لیا کہ اگر میں چاہوں تو تین دن کے اندر اندر تجھے واپس بھی کر سکتا ہوں تو یہ جائز ہے۔ اسی طرح اگر تین کپڑوں میں ایک غیر معین تین دنوں کے اختیار سے لے تو یہ بھی جائز ہے۔ اگر کپڑوں کی تعداد چار ہو جائے اور ان میں ایک غیر معین دس درہم کے بدلے خریدے تو یہ بیع جائز نہیں ہوگی۔ قیاس تو چاہتا ہے کہ تمام صورتوں میں بیع فاسد ہو، اس لیے بیع مجہول ہے، کیونکہ بیع کپڑوں میں ایک کپڑا ہے اور وہ غیر معین ہے تو یہ مجہول ہوئی جو جھگڑے تک پہنچا سکتی ہے۔ پہلی دو صورتوں میں استحسانا جائز قرار دی گئی۔ استحسان کی وجہ یہ ہے کہ اختیار کی شرط غبن فاحش کو دور کرنے کی ضرورت کی وجہ سے ہے تاکہ وہ چیز اختیار کی جائے جو ارفق ہو اور اس کے حال کے زیادہ موافق ہو۔ اس قسم کی بیع جس میں اختیار کا تعین ہو' کی حاجت متحقق اور ثابت ہے۔ مگر یہ حاجت تین تک تو ٹھیک ہے، کیونکہ اتنی مقدار میں جید، وسط اور ردی موجود ہوتے ہیں۔ ان میں جہالت مفضی الی المنازعۃ بھی نہیں ہوئی مگر چار کی طرف حاجت غیر متحقق ہے۔ لہٰذا وہ جائز نہیں ہے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں امام زفر وامام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف:

امام زفر اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذکورہ مسئلہ میں مؤقف یہی ہے کہ تمام صورتوں میں بیع فاسد ہوگا۔

دلیل: ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ مبیع مجہول ہے اس واسطے مجہول شئی کی بیع ناجائز ہے۔ مبیع مجہول اس لیے ہے کہ ان صورتوں میں مبیع چیز دو کپڑوں میں سے ایک ہے اور وہ کپڑا غیر مبیع ہے۔ لہٰذا وہ مجہول ہے ہوا۔

(ج) مسئلہ کی وضاحت: اس عبارت میں مسئلہ یہ بیان ہوا ہے کہ اگر کسی نے خیار شرط کی وجہ سے کسی دو غیر معین کپڑوں سے ایک کپڑا خریدا اور وہ تمام کپڑے مدت خیار میں ضائع ہو جاتے ہیں تو اس صورت میں ان میں سے ہر ایک کا نصف ثمن لازم ہے۔ خواہ ثمن متفق ہو یا مختلف بیع کے شائع ہونے کی وجہ سے اور ویسے بھی وہ دونوں کپڑے اس کے پاس امانت تھے۔

سوال نمبر3: (i) بیع باطل اور بیع فاسد کی تعریفات اور حکم بیان کریں؟

(ii) بیع باطل کی اقسام میں سے ہر ایک کی چار چار مثالیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) بیع باطل: وہ بیع ہے جو نہ باعتبار اصل مشروع ہو اور نہ ہی باعتبار وصف مشروع یعنی جو اصل اور وصف دونوں کے اعتبار سے مشروع نہ ہو جیسے: حرام شئی کو مبیع بنانا۔

بیع فاسد: وہ ہے جو اصل کے اعتبار سے مشروع ہو اور وصف کے اعتبار سے غیر مشروع ہو جیسے: ثمن میں خلل کا واقع ہونا۔

حکم: یہ دونوں قسمیں ناجائز ہیں اور ان سے روکا گیا ہے۔ بیع باطل کسی بھی طرح مفید ملک نہیں ہوتی جبکہ بیع فاسد قبضہ کے اتصال کے وقت مفید ملک ہوتی ہے۔

(ب) ربیع باطل کی اقسام کی مثالیں:

مردار اور خون کی بیع باطل ہے۔ اسی طرح آزاد آدمی کی بیع باطل ہے‘ کیونکہ بیع کا رکن نہیں پایا جاتا یعنی مبادلۃ المال بالمال۔ شراب اور خنزیر کی بیع فاسد ہے‘ کیونکہ ان میں بیع کی حقیقت تو پائی جاتی ہے مگر یہ بعض کے نزدیک مال ہے۔ اُم الولد، مدبر اور مکاتب کی بیع بھی باطل ہے۔

سوال نمبر4: (i) قاضی کے آداب مختصراً تحریر کریں؟ موجودہ دور کے ججوں کے متعلق کیا رائے ہے؟ (۱۰)

(ii) پنچائت اور جرگہ سسٹم پر شرعی نقطۂ نگاہ مدلل تحریر کریں؟ (۱۰)

جواب: (الف) قاضی کے آداب: اس میں شرائط شہادت موجود ہوں جیسے: مسلمان، عاقل، بالغ اور عادل ہونا۔ وہ صاحب فراست ہو۔ اہل اجتہاد سے ہو اور اسے اپنے اوپر اعتماد ہو کہ وہ فرائض کو احسن طریقے سے ادا کر سکتا ہے۔ جو شخص اچھی طرح فیصلہ نہ کر سکتا ہے یا اس کو اپنے اوپر ظلم کا خوف ہو تو وہ قضاء میں داخل نہ ہو۔ مناسب یہ ہے کہ یہ عہدہ طلب نہ کرے اور نہ ہی اس کا سوال کرے۔ ظالم بادشاہ کے عہد میں اس عہدے پر فائز ہونا جائز ہے۔ قاضی کسی بھی شخص سے ہدیہ قبول نہ کرے اور خصمین میں سے کسی کو مہمان نہ بنائے۔ دونوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرے۔ فریقین میں سے کسی ایک کے

ساتھ سرگوشی سے بات نہ کرے۔ فریقین میں سے کسی ایک کے ساتھ مزاح بھی نہ کرے۔ اس طرح اس کا دبدبہ اور رعب جاتا رہے گا۔ کسی ایک کے سامنے نہ ہنسے۔ البتہ جنازہ میں شرکت اور تیمارداری کر سکتا ہے۔

فی زمانہ ججوں میں اگر مذکورہ شرائط موجود ہوں تو ان کا فیصلہ قابل قبول ہوگا‘ اور ان کے فیصلہ کو شرعی فیصلہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اگر مذکورہ شرائط نہ ہوں تو پھر ان کے فیصلے کو شرعی فیصلہ قرار نہیں دیا جائے گا۔ پھر یہ آئین کی حد تک جج ہوں گے اور ان کو شرعی جج نہیں کہا جائے گا۔

(ب) پنچائیت اور جرگہ سسٹم: جس طرح مسائل کو قاضی اور جج حضرات حل کرتے ہیں اسی طرح مسائل کو حل کرنے کا ایک طریقہ پنچائیت بھی ہے۔ اگر پنچائیت اور جرگہ کے شرکاء شرعی احکام سے واقف ہوں اور تعصب سے ہٹ کر فیصلہ کریں۔ شرع کے مطابق فیصلہ کریں تو ان کا فیصلہ قابل قبول ہوگا اور اگر وہ شرع کے احکام کی پاسداری کریں تو پنچائیتوں کے فیصلہ کو تسلیم نہ کیا جائے گا‘ کیونکہ ان کا فیصلہ شرعی نہ ہوگا۔

سوال نمبر5: (i) ھبہ کے ارکان، الفاظ اور صحت و تمامیت کے شرائط لکھیں؟

(ii) ھبہ میں رجوع کب جائز ہے؟ اور کب ناجائز؟

جواب: (الف) ہبہ کے ارکان: ایجاب وقبول ہبہ کے ارکان ہیں؟

الفاظ ہبہ: وَهَبْتُ، نَحَلْتُ، اَعْطَيْتُ، اَطْعَمْتُكَ هٰذَا الطَّعَامَ، جَعَلْتُ هٰذَا الثَّوْبَ لَكَ، اَعْمَرْتُكَ هٰذَا الشَّيْءَ، حَمَلْتُكَ عَلٰى هٰذِهِ الدَّابَّةِ (جب حمل سے ہبہ مراد ہو)۔

صحت کی شرائط: جب ایجاب وقبول اور قبضہ ہو جائے تو ہبہ صحیح اور تام ہو جاتا ہے۔

(ب) رجوع کب جائز اور کب ناجائز:

جب اجنبی کو کوئی چیز ہبہ کی تو اس کا واپس لینا جائز ہے۔ ہاں اگر وہ اجنبی اس کا عوض دے دے تو رجوع نہیں ہوگا۔ یا اس میں زیادتی کر دے یا متعاقدین میں سے کوئی مر جائے یا وہ چیز موہوب کی ملک سے نکل جائے تو رجوع جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر اپنے ذی محرم

کوکوئی چیز ہبہ کرے تو رجوع جائز نہیں ہے۔ زوجین میں سے کوئی ایک دوسرے کو ہبہ کرے تو بھی رجوع جائز نہیں ہے۔ اسی طرح جب موہوب لہ نے واہب کو کہا اپنے ہبہ کا عوض لے لو یا اس کا کوئی مقابل چیز لے لو تو واہب وہ لے لیتا ہے تو رجوع ساقط ہو جائے گا۔ اسی طرح اجنبی نے نیکی کے طور پر کوئی چیز دے دی تب بھی ہبہ ساقط ہو جائے گا۔

سوال نمبر 6: (i) صحت اجارہ کے شرائط لکھیں؟ آج کل کی کرایہ داری کو کس زمرے میں شمار کریں گے؟ (۶)

(ii) لایجوا اجارة المشاع عندأبی حنیفة رحمه الله الا من الشریك و قالا اجارة المشارع جائزة ۔ ترجمہ وتشریح کریں؟

(iii) مذکورہ مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے دلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) صحت اجارہ کی شرائط: اجارہ کے صحیح ہونے کی شرائط درج ذیل ہیں:

صاحب عقل ہو☆ ملک و ولایت کا حصول ہو☆ اجارہ کے حوالے سے صاحب اختیار ہو☆ منافع کی وضاحت معلوم ہو☆ اجارۃ کا وقت معلوم ہو☆ منافع مقصود بھی ہو معاملہ اجارہ میں کوئی ایسی شرط نہ ہو جو مانع ہو☆ جانور کرائے پر لینے کی صورت میں وقت یا جگہ کا بیان کرنا ضروری ہو۔

(ب) ترجمہ وتشریح: اور نہیں جائز مشاع کا اجارہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مگر یہ کہ وہ شریک میں سے ہو اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کا اجارہ جائز ہے۔

یعنی زیادہ کمائی کرنے والے شخص کو بطور اجارہ رکھنے میں امام صاحب اور صاحبین کا اختلاف ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ زیادہ کمائی کرنے والے کا اجارہ صرف شراکت کی صورت میں درست ہو سکتا ہے ورنہ نہیں جبکہ صاحبین کا مؤقف ہے کہ مطلقاً اس کا اجارہ جائز ہے۔

(ج) مذکورہ مسئلہ میں اختلاف:

مذکورہ مسئلہ میں امام صاحب کا مؤقف یہ ہے کہ شراکت کی صورت میں اجارہ درست

ہے۔ آپ کی دلیل اجیر کی محنت ہے کہ اس کی محنت و مشقت کے نتیجہ میں جو منافع حاصل ہوئے ہوں اس میں اس کا بھی حصہ ہونا چاہیے۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ شراکت ہو یا نہ ہو بہر صورت یہ اجارۃ ہو سکتا ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ عام معاملہ کی طرح فریقین میں اجارۃ کی بات ہو جائے تو اس کے جواز میں کوئی حرج نہیں ہے۔ گویا صاحبین نے ایسے اجارۃ کو عام معاملات پر قیاس کرتے ہوئے جواز کا قول کیا ہے جبکہ امام صاحب نے اجیر کی محنت کو پیش نظر رکھا ہے۔

سوال نمبر 7: (i) ناجائز کاروبار کرنے والی کمپنیوں میں ملازمت کا حکم مدلل تحریر کریں؟ (۱۰)

(ii) رب المال اور مضارب کے مابین اختلاف کی صورتیں بیان کریں؟
اور بتائیں کہ ان میں کس کے قول کو تسلیم کیا جائے گا؟

جواب: (الف) ناجائز کاروباری کمپنیوں میں ملازمت کا حکم: ناجائز کاروبار کرنے والی کمپنیاں مثلاً بینکرز اور لائف انشورنس کا روبار صرف اور صرف سودی کاروبار ہے۔ یہ کمپنیاں چلتی ہی سود کی بنیاد پر ہیں۔ بلاشبہ ان کا کاروبار ناجائز اور حرام ہے۔ اس لیے ان اداروں میں ملازمت کرنا حرام ٹھہرا۔ حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ سود کھانے والا، کھلانے والا، اس پر معاونت کرنے والا، اس پر گواہ اور ہر طرح اس پر کام کرنے والے پر خدا کی لعنت ہے۔

البتہ اگر مجبوری ہو تو عارضی طور پر یہ ملازمت اختیار کر سکتا ہے لیکن جیسے ہی کوئی دوسری ملازمت ملے فوراً اس سے دستبردار ہو جائے۔

(ب) رب المال اور مضارب کے درمیان اختلاف کی صورتیں:

رب المال سے مراد مالک رقم ہے اور مضارب سے مراد وہ شخص ہے جس کو کاروبار کرنے کے لیے رقم دی جائے۔ مالک نے مضارب کو طے شدہ پروگرام کے تحت رقم دی، اس نے کاروبار شروع کر دیا۔ دونوں کے درمیان اختلافی صورت پیدا ہو جاتی ہے مثلاً مالک کہتا ہے میں نے تجھے دو لاکھ روپے اور مضارب کہتا ہے کہ کم دیئے ہیں تو اس صورت

میں رب المال دلیل پیش کرے۔ اگر وہ دلیل نہ دے سکے تو پھر مضارب چونکہ منکر ہے لہٰذا وہ قسم اٹھائے گا۔ کیونکہ مشہور قاعدہ ہے:

اَلدَّلِيْلُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ

یعنی مدعی پر دلیل پیش کرنا ہے اور منکر پر قسم ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس أهل السنة باكستان

شهادة العالية فی العلوم العربية والاسلامية

(السنة الثانية) الموافق سنة 1435ھ **2014ء**

﴿عالیہ (بی اے) چوتھا پرچہ: بلاغت (مطول)﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: سوال نمبر ایک لازمی ہے بقیہ میں سے کوئی تین حل کریں

سوال نمبر 1: ولم آل من الالو وهو التقصير جهدا بالضم والفتح الاجتهاد وعن الفرا الجهد بالضم الطاقة و بالفتح المشقة ،وقد استعمل الالو فی قولهم لاالوك جهدا متعديا الى المفعولين، والمعنىٰ لاامنعك جهدا .

(i) عبارت کی تشریح جس سے ماتن وشارح کی اغراض واضح ہوجائیں۔ نیز متن و شرح کو الگ کریں؟ (۱۰)

(ii) (آلو) کون سا صیغہ ہے؟ لغویوں نے اس کے کون سے معانی لکھے؟ کب کون سا معنیٰ مراد ہوتا ہے؟ (۱۰)

(ب) مالكم تكاء كاء تم على تكاكؤكم على ذی جنة افرنقعوا عنی .

(i) عبارت مذکور کا درست ترجمہ کریں؟ یہ کس نے کب کہا تھا؟ اور سننے والوں نے کیا تبصرہ کیا تھا؟ (۱۲)

(ii) علامہ تفتازانی نے اس کو کس کی مثال بنایا ہے؟ اس جیسی کوئی مثال آپ کو آتی

ہوتو وہ تحریر کریں؟(۸)

سوال نمبر2:(الف)الفصاحة فی المتکلم ملکة یقتدربها علی التعبیر عن المقصود ۔

تشریح یوں کریں کہ فصاحت فی المتکلم کی تعریف تحریر کریں؟(۱۰)

(ب)فان قلت هذا التعریف غیر مانع لصدقه علی الادراك والحیوة ونحو هما مما یتوقف علیه الاقتدار المذکور ۔مذکورہ بالاعبارت میں کیا جانے والاسوال واضح کرتے ہوئے اس کا جواب بھی تحریر فرمائیں؟(۱۰)

سوال نمبر3:(الف)علم المعانی ، بیان اوربدیع کی تعریف۔نیزعلم المعانی کو علم البیان پرمقدمہ کیوں کیا گیا؟(۱۰)

(ب) ینحصر المقصود فی ثمانیة ابواب انحصار الکل فی اجزائه لاالکلی فی جزئیاته

(i)خط کشیدہ عبارت کی مفصلاً وضاحت کریں؟(۵)

(ii)ثمانیہ ابواب کے نام تحریر کریں؟(۵)

سوال نمبر4:(الف) قرآن کریم میں استعمال ہونے والی مجاز عقلی کی کوئی سی پانچ مثالیں لکھیں؟(۱۰)

(ب)مندرجہ ذیل کاتعلق کس (بحث) سے ہے تحریر فرمائیں۔ممثل لہ کی وضاحت وانطباق کریں؟(۱۰)

(i)احی الارض شباب الزمان ۔ (ii)جاء شقیق عارضا رمحه ۔

(iii)لاتخاطبنی فی الذین ظلموا ۔

سوال نمبر5:(i)درج ذیل جزالف میں مذکورہ کلمات کو جزب کے مناسب کلمات کے ساتھ اکٹھا کریں؟(۱۰)

(الف)مجاز......فعلی......ایجاز......مقتضی......تنافر......مثنی......
تعقید......توالی...... جاحظ ...... تلخیص

(ب)حروف......مفتاح......حال......نظام......مرسل......عقلی......اضافات......
اطناب ......مسند ...... معنوی

(ii)علامہ سکاکی، علامہ قزوینی اور علامہ تفتازانی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں، تحریر کریں؟(۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿چوتھا پرچہ:...... بلاغت﴾

سوال نمبر1: ولم آل من الالو وهو التقصير جهدا بالضم والفتح الاجتهاد وعن الفرأالجهد بالضم الطاقة و بالفتح المشقة ،وقد استعمل الالوفي قولهم لاالوك جهدا متعديا الى المفعولين، والمعنىٰ لاامنعك جهدا .

(i) عبارت کی تشریح جس سے ماتن وشارح کی اغراض واضح ہو جائیں۔ نیز متن و شرح کو الگ کریں؟

(ii) (آلو) کون ساصیغہ ہے؟ لغویوں نے اس کے کون سے معانی لکھے؟ کب کون سامعنیٰ مراد ہوتا ہے؟

جواب: (الف) (i) عبارت مذکورہ کی تشریح: یہاں سے ماتن علامہ قزدینی اپنی مختصر کی تحسین کررہے ہے کہ میں نے اپنی مختصر کی تحقیق میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور اپنی عملی استطاعت کے مطابق ہرطرح سے اس کو جامع ومانع بنانے کی کوشش کی۔ شارح علیہ الرحمہ نے لفظ ال کی صرفی ولغوی تحقیق کرنے کے لیے عبارت چلائی ہے۔ شارح الالو کا معنی بیان کرتے ہیں کہ اس کا معنی کمی وکوتاہی کرنا ہے۔ آگے لفظ جهد کی لغوی ومعنوی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لفظ جهد کو فتح اورضمہ دونوں کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں۔ خواہ فتحہ کے ساتھ پڑھیں یا ضمہ کے ساتھ دونوں قراتوں میں ایک ہی معنی ہے "کوشش کرنا"۔ لفظ جهد کی معنوی تحقیق میں امام فراء کا مذہب نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام فراء فرماتے ہیں کہ اگر لفظ جهد کو ضمہ کے ساتھ تو پڑھا جائے تو اس کا معنی ہوگا: طاقت۔ اگر فتح کے ساتھ پڑھیں تو اس کا معنی ہوگا: مشقت۔ عربوں کے اس محاورے "لَا اٰلُوكَ جُهْدًا" میں یہ دومفعولوں

کی طرف متعدی ہوکر استعمال ہوا ہے۔ اس تقدیر پر معنی ہوگا: میں تجھے کوشش کرنے سے منع نہیں کرتا۔ یہ عربوں کا محاورہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ یہاں دومفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے۔ پھر متن میں مفعول اوّل کو کیوں حذف کیا گیا؟ تو اس کا جواب دیا کہ وہ غیر مقصود تھا اس لیے اس کو حذف کردیا۔

متن کا تعین: مذکورہ عبارت: لم ال جهدا' متن کے الفاظ ہیں جبکہ باقی عبارت شرح مطول کی ہے۔

(ii) آلو صیغہ کی تحقیق:

صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف الفاناقص واوی از باب نَصَرَ يَنْصُرُ ۔

لفظ جهد میں لغویوں کے بیان کردہ معانی: آلو الو سے مشتق ہے جس کا لغوی معنی ہے تقصر کمی وکوتاہی کرنا۔ لفظ جهد کے لغوی معنیٰ ہے۔ اجتهاد بمعنیٰ کوشش کرنا، خواہ ضمہ کے ساتھ پڑھیں یا کسرہ کے ساتھ۔ بعض (امام فراء) کہتے ہیں کہ اگر جهد کو ضمہ کے ساتھ پڑھیں تو اس کا لغوی معنیٰ طاقت ہے اور اگر کسرہ کے ساتھ پڑھیں تو اس کا لغوی معنیٰ ہوگا: مشقت۔

آلو کا معنی تقصیر اس وقت مراد ہوگا جب وہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہو اور اگر وہ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو جیسا کہ اس جگہ ہے تو اس کا معنیٰ ہوگا: "منع کرنا۔ مطلب ہوگا میں تجھے کوشش کرنے سے نہیں روکتا۔

(ب) مالكم تكاء كاء تم على تكا كؤكم على ذى جنة افرنقعوا عنى .

(i) عبارت مذکور کا درست ترجمہ کریں۔ یہ کس نے کب کہا تھا؟ اور سننے والوں نے کیا تبصرہ کیا تھا؟

(ii) علامہ تفتازانی نے اس کو کس کی مثال بنایا ہے؟ اس جیسی کوئی مثال آپ کو آتی ہو تو وہ تحریر کریں؟ (۸)

جواب: (ب) (i) ترجمہ: تمہیں کیا ہے کہ تم جمع ہوئے مجھ پر ایسے جیسے تم کسی باغ

پر جمع ہوتے ہو اور پھر مجھ سے علیحدہ ہو گئے۔

اس مقولہ کے قائلین، وقت کا تعین اور سامعین کا تبصرہ:

ذَكَرَهُ الْجَوْهَرِيُّ فِي الصِّحَاحِ وَذَكَرَ جَارُ اللهِ فِي الْفَائِقِ، اَنَّهُ قَالَ الْجَاحِظُ مَرَّ اَبُوْ عَلْقَمَةَ بِبَعْضِ طُرُقِ الْبَصْرَةِ وَ هَاجَتْ بِهٖ مَرَّةٌ فَوَثَبَ عَلَيْهِ قَوْمٌ يَعْصِرُوْنَ اِبْهَامَهٗ وَ يُؤَذِّنُ فِيْ اُذُنِهٖ فَاَفْلَتُ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ فَقَالَ مَالَكُمْ تَكَأْكَأْتُمْ الخ ۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ دَعُوْهُ فَاِنَّ شَيْطَانَهٗ يَتَكَلَّمُ بِالْهِنْدِيَّةِ ۔

(ii) مثل کا تعین: یہ غرابت کی مثال دی ہے۔

دوسری مثال: جیسے عجاج کا قول ہے:

ومقلة و حاجبا مزججا و فاحما و مرسنا مسرجا ۔

اس میں لفظ مسرج غریب ہے۔

سوال نمبر2: (الف) الفصاحة فی المتکلم ملکة یقتدر بها علی التعبیر عن المقصود ۔

(الف) تشریح اس انداز سے یوں کریں کہ فصاحت فی المتکلم کی تعریف واضح ہو جائے، نیز ملکہ کی تعریف بھی کریں؟

(ب) فان قلت هذا التعریف غیر مانع لصدقه علی الادراک والحیوة ونحو هما مما یتوقف علیه الاقتدار المذکور ۔ مذکورہ بالا عبارت میں کیا جانے والا سوال واضح کرتے ہوئے اس کا جواب بھی تحریر فرمائیں؟

جواب: (الف) تشریح العبارت: یہاں سے ماتن فصاحت کی تیسری قسم فصاحت فی المتکلم کی تعریف کر رہے ہے کہ فصاحت فی المتکلم وہ ملکہ ہے جس کے باعث اپنے مقصود اور مافی الضمیر کو لفظ فصیح سے تعبیر کرنے پر قادر ہو جائے۔

ملکہ کی تعریف: ایسی کیفیت ہے جو نفس میں اس طرح راسخ ہو کہ کسی طرح بھی زائل نہ ہو جیسے اشعار کا ملکہ۔

(ب) سوال کی تقریر: یہاں سے فصاحت فی المتکلم کی تعریف پر اعتراض ہوتا ہے۔

شارح اس اعتراض کو نقل کر کے اس کا جواب دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آپ کی بیان کردہ فصاحت فی المتکلم کی تعریف دخول غیر سے مانع نہیں ہے، کیونکہ یہ تعریف تو ادراک اور حیوٰۃ اور ان کی مثل جن پر اقتدار موقوف ہے۔ حالانکہ کوئی بھی حیوٰۃ اور ادراک وغیرہ کو فصاحت فی المتکلم نہیں کہتا...... اس سوال کا جواب دیا کہ ہم ان مذکورہ چیزوں یعنی ادراک اور حیوٰۃ وغیرہ کو اسباب نہیں مانتے کہ آپ کا اعتراض ہو کہ ان چیزوں سے بھی انسان کو مقصود ادا کرنے پر قدرت معنی ہے۔ لہٰذا ان کو بھی فصاحت فی المتکلم کہنا چاہیے بلکہ یہ تو شرطیں ہیں اور شرط پر مؤثر کی تاثیر موقوف ہوتی ہے، اقتدار نہیں۔ لہٰذا مذکورہ اعتراض نہ ہوا۔

سوال نمبر3: (الف) علم المعانی، بیان اور بدیع کی تعریف۔ نیز علم المعانی کو علم البیان پر مقدمہ کیوں کیا گیا؟

(ب) ینحصر المقصود فی ثمانیة ابواب انحصار الکل فی اجزائه لاالکلی فی جزئیاته

(i) خط کشیدہ عبارت کی مفصلاً وضاحت کریں؟

(ii) ثمانیہ ابواب کے نام تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم معانی کی تعریف: وہ علم ہے جس کے باعث لفظ عربی کے وہ احوال معلوم ہوں جن کے ذریعے لفظ مقتضی الحال کے مطابق ہوتا ہے۔

علم بیان: وہ علم ہے جس سے ایک معنی کو مختلف طریقوں اور ترکیبوں سے ادا کرنے کا طریقہ معلوم ہو، تاکہ اس معنی کی مزید وضاحت ہو جائے۔

علم بدیع: وہ علم ہے جس سے کلام کو حسین اور خوبصورت بنا کی وجوہ معلوم ہوں، علم معانی اور بدیع کی رعایت کرنے کے بعد۔

علم معانی کو علم بیان پر مقدم کرنے کی وجہ:

علم معانی کو علم بیان پر مقدم اس لیے کیا کہ علم معانی بمنزل مفرد کے ہے اور علم بیان بمنزل مرکب کے، منفرد مرکب پر مقدم ہوتا ہے طبعی طور پر تو ہم نے وضعی طور پر بھی علم معانی

کو مقدم کر دیا۔

(ب)(i) خط کشیدہ عبارت کی توضیح:

انحصار الکل فی اجزاء لاالکلی فی جزیاتہ   اس عبارت کو شارح نے
بتانے کے لیے چلایا کہ انحصار دو طرح کا ہوتا ہے: ایک کل کا اپنے اجزاء میں بند ہونا ا
دوسرا کلی کا اپنی جزئیات میں بند ہونا۔ اس جگہ علم معانی کا آٹھ ابواب میں جو انحصار ہے ا
سے پہلا انحصار یعنی کل کا اپنے اجزاء میں بند ہونا مراد ہے۔ دوسری قسم کا انحصار مراد نہیں ہے
، کیونکہ اگر دوسری قسم مراد لیں یعنی حصر فی الجزئیات تو پھر علم معانی ہر باب پر صادق آئے
حالانکہ ہر باب کو علم معانی نہیں کہتے بلکہ ان ابواب کے مجموعے کا نام علم معانی ہے۔ گویا
معانی کل ہوا اور یہ ابواب اس کل کے اجزاء ہوئے تو یہ کل اپنے اجزاء میں بند ہے۔

(ii) ابواب ثمانیہ:

۱- اسناد خبری کے احوال۔ ۲- مسند الیہ کے احوال۔ ۳- مسند کے احوال
۴- متعلقات فعل کے احوال۔ ۵- قصر۔ ۶- انشاء۔ ۷- فصل و وصل۔ ۸- ایجاز واطنا
ومساوات

سوال نمبر 4: (الف) قرآن کریم میں استعمال ہونے والی مجاز عقلی کی کوئی سی پا
مثالیں لکھیں؟

(ب) مندرجہ ذیل کا تعلق کس (بحث) سے ہے تحریر فرمائیں۔ ممثل لہ ک
وضاحت وانطباق کریں؟

(i) اَحیَ الْاَرْضَ شَبَابُ الزَّمَانِ (ii) جَاءَ شَقِیْقٌ عَارِضًا رِمْحَہٗ،
(iii) لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا

جواب: (الف) مجاز عقلی کی قرآن کریم سے مثالیں:

۱- وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا ۔ ۲- یُذَبِّحُ اَبْنَاءَهُمْ
۳- یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا ۔ ۴- یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا ۔ ۵- اَخْرَجَ

الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۔
پہلی مثال میں ایمان زیادہ کرنے کی نسبت آیات کی طرف کی گئی جو حقیقت میں اللہ کا
فعل ہے۔ دوسری مثال میں ذبح کرنے کی نسبت نمرود کی طرف کی گئی ہے' مثال میں نزع
لباس کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی' میں چوتھی مثال میں بوڑھا کرنے کی نسبت وقت کی
طرف کی گئی اور پانچویں مثال میں اخراج اثقال کی نسبت زمین کی طرف کی گئی' حالانکہ یہ
سب کام حقیقت میں اللہ کے ہیں۔

(ب) مذکورہ مثالوں کے متعلق اور ممثل لہ:

۱- اَحْیَی الْاَرْضَ شَبَابُ الزَّمَانِ: طرفین کے حقیقت اور مجاز ہونے کے اعتبار
سے چونکہ مجاز عقلی کی چار اقسام ہیں تو یہ دوسری قسم کی مثال ہے جس میں مسند اور مسند الیہ
دونوں اپنے مجازی اور لغوی معنی میں استعمال ہیں۔

(ii) جَاءَ شَقِیْقٌ عَارِضًا رُمْحَهٗ کلام کو مقتضی الحال کے خلاف لانے کی ایک
صورت یعنی غیر منکر کو منکر کے قائم مقام کرنے کی مثال ہے۔ وہ اس طرح کی شقیق اس بات
کا منکر تو نہیں تھا کہ اس کے چچا کے بیٹوں کے پاس نیزہ نہیں ہیں لیکن اس کا نیزے
عرضا رکھ کر آنے کی حالت بتا رہی ہے کہ وہ منکر ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ منکر جیسا کلام کیا گیا
یعنی تاکید والا' حالانکہ وہ غیر منکر ہے۔ یہ مقتضی الظاہر کے خلاف ہے۔

لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا: یہ بھی کلام کو مقتضی الظاہر کے خلاف لانے کی
مثال ہے یعنی غیر سائل کو سائل کے قائم مقام کرنے کی ایک مثال ہے۔ یہ کلام ایک خبر کی
طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اب ان پر عذاب ثابت ہو چکا ہے۔ یہ مقام ایسا ہو گیا کہ جیسے
مخاطب اس بات میں شک کر رہا ہو کہ کیا ان پر اغراق کا حکم ہو گیا یا نہیں۔ استحسانا تاکید لاتے
ہوئے کہا گیا۔ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ۔

سوال نمبر 5: (i) درج ذیل جز الف میں مذکورہ کلمات کو جزب کے مناسب کلمات
کے ساتھ اکٹھا کریں؟

(الف) مجاز......فعلی......ایجاز......مقتضی......تنافر......مثنی

تعقید...... توالی...... جاحظ ...... تلخیص

(ب)حروف......مفتاح......حال......نظام......مرسل......عقلی......اضافات......
اطناب ...... مسند ...... معنوی

جواب:

۱-مجاز عقلی

۲-ایجاب وطناب

۳-مقتضی الحال

۴-تنافر حروف

۵-ثنی ومسرسل

۶-تعقید معنوی

۷-توالی اضافات

۸-حافظ ونظام

۹-تخلیص المفتاح

۱۰-فعلی مسند

(ii) علامہ سکا کی علامہ قزوینی اور علامہ تفتازانی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں، تحریر کریں؟

جواب: ۱-علامہ سکاکی: یہ سراج الدین ابو بکر یوسف بن ابی بکر بن محمد المعروف علامہ سکاکی ہیں جو ۵۵۵ھ میں خوارزم میں پیدا ہوئے۔ ۶۲۶ھ میں وصال فرمایا۔ ''مفتاح العلوم'' آپ کی مشہور تصنیف ہے۔

۲-علامہ قزوینی: یہ تلخیص المفتاح کے مصنف محمد بن عبدالرحمٰن المعروب علامہ قزوینی ہیں، جو اپنے وقت کے ممتاز عالم دین اور مصنف تھے۔ آپ کا ۷۳۹ھ میں انتقال ہوا۔

۳-علامہ تفتازانی: یہ خراسان کے مشہور عالم دین تھے، جو ۷۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام سعد الدین تفتازانی ہے۔ وقت کے ممتاز فضلاء اسے علوم وفنون کی تکمیل کی۔

آپ کی مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

۱-شرح التصریف العزی۔ ۲-شرح رسالہ شمسیہ۔ ۳-مختصر المعانی، آپ کا وصال ۷۹۲ھ میں ہوا۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس أهل السنة باكستان

شهادة العالية فى العلوم العربية و الاسلامية

(السنة الثانية) الموافق سنة 1435ھ **2014ء**

﴿عالیہ (بی اے) پانچواں پرچہ: فلسفہ ومناظرہ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: دونوں قسموں سے دو،دو سوالات حل کریں۔

﴿القسم الاوّل ......مناظرہ﴾

سوال نمبر 1: (الف) علم مناظرہ کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں اور مناظرہ کی وجہ تسمیہ لکھیں؟ (۶)

(ب) دعویٰ کے مختلف حیثیت سے بیان کردہ اسماء تحریر کریں؟ (۹)

(ج) تعریف حقیقی اس کے اقسام اور تعریف لفظی کی تعریف بمعہ مثال تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (الف) معارضہ اور اس کی اقسام کی تعریف بمعہ مثال بیان کریں؟ (۱۵)

(ب) مناظرہ۔ مجادلہ اور مکابرہ کی تعریف کریں اور ان کے مابین پائی جان والی نسبت واضح کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: (الف) دلیل کی تعریف کریں؟ نیز دلیل کی تعریف پر وارد ہونے والا اعتراض بمع جواب قلمبند کریں؟ (۱۰)

(ب) دلیل لمی اور انی کی تعریف بمعہ مثال تحریر کریں؟ (۵)

(ج) درج ذیل میں سے صرف پانچ کی تعریف ومثال تحریر کریں؟ (۱۰)

۱-تعلیل ۔ ۲-تقریب ۔۳-سند ۔۴-سائل ۔۵-سندمساوی ۔
۶-اوساط ۔۷- مقاطع ۔

القسم الثانی ......فلسفہ

سوال نمبر 1: ابطال الجزء الذی لایتجزی

(الف) عبارت کوتوضیح وتشریح ایسے کریں کہ عنوان کا مفہوم واضح ہوجائے؟ (۹)

(ب) عنوان بالا پر مصنف کے بیان کردہ دلائل میں سے کوئی ایک دلیل تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) جسم کے متعلق متکلمین، اشراقیین اور مشائین کا مسلک واضح کریں؟ (۶)

سوال نمبر2: فصل فی الحرکة السکون

(الف) حرکت و سکون کی تعریف قلمبند کریں اور بتائیں کہ ان میں تقابل کونسا ہے؟ (۵)

(ب) حرکت کی اقسام اربعہ بمعہ مثال بتائیں۔ کیا یہ اقسام حرکت ذاتیہ ہیں یا حرکت عرضیہ واضح کریں؟ (۵)

(ج) حرکت ذاتیہ اور اس کے اقسام کی تعریف بمع امثلہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(د) حرکت عرضیہ کی تعریف بمعہ مثال لکھیں۔ (۵)

سوال نمبر3: فصل فی الجوهر والعرض

(الف) جوهر اور عرض کی تعریف هداية الحكمة کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۵)

(ب) جوهر کی اقسام خمسہ بیان کریں اور بتائیں کہ کیا جوهر ان کی جزء ہے؟ (۵)

(ج) عرض کی اقسام بیان کریں اور کسی تین کی تعریف بمع مثال قلمبند کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿پانچواں پرچہ......مناظرہ وفلسفہ﴾

القسم الاوّل: مناظرہ

سوال نمبر 1: (الف) علم مناظرہ کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں اور مناظرہ کی وجہ تسمیہ لکھیں؟ (۶)

(ب) دعویٰ کے مختلف حیثیت سے بیان کردہ اسماء تحریر کریں؟ (۹)

(ج) تعریف حقیقی، اس کے اقسام اور تعریف لفظی کی تعریف بمعہ مثال تحریر کریں؟ (۱۰)

جواب: (الف) مناظر کی تعریف: متخاصمین کا دو چیزوں کے درمیان نسبت میں اظہار حق کے لیے متوجہ ہونا۔

موضوع: دلائل اس حیثیت سے کہ وہ غیر پر دعویٰ کو ثابت کریں۔

غرض: مطلوب تک پہنچنے میں ذہن کو غلطی سے بچانا۔

وجہ تسمیہ: مناظرہ یا نظر بمعنی مقابل سے مشتق ہوگا یا پھر اس کو مناظرہ اس لیے کہتے ہیں کہ اس میں متخاصمین ایک دوسرے کے مدمقابل ہوتے ہیں یا نظر بمعنی انتظار سے مشتق ہے۔ پھر اس کو مناظر اس لیے کہتے ہیں کہ متخاصمین میں سے ہر ایک دوسرے کو گفتگو ختم اور مکمل ہونے کا انتظار کرے۔ یا نظر سے مشتق ہے۔ جس کا معنی ہے ہم مثل، چونکہ اس میں متخاصمین کا ہم مثل ہونا ضروری ہے۔ یا مناظرہ نظر بمعنی دیکھنا سے مشتق ہے تو مناظرے کو مناظرہ اس لیے کہتے ہیں کہ متخاصمین میں سے ہر ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

(ب) دعویٰ کے اسماء:

بحیثیت اختلاف اعتبارات دعویٰ کو نتیجہ، مطلوب، مسئلہ بحث، قانون، خبر اور مقدمہ

بھی کہتے ہیں۔

(ج) تعریف حقیقی:

اس چیز کا نام ہے جو کسی اسم کی شرح یا کسی موجود نفس الامر کی حقیقت کو بتادے۔

اقسام تعریف حقیقی: تعریف حقیقی کی دو اقسام ہیں:

۱-تعریف حقیقی بحسب الحقیقۃ ۲-تعریف حقیقی بحسب الاسم

تعریف حقیقی بحسب الحقیقیۃ: ذہن میں آنے والی صورت کا وجود اگر پہلے معلوم ہو تو یہ تعریف حقیقی بحسب الاسم کہلائے گی۔

تعریف حقیقی بحسب الاسم:

ذہن میں آنے والی صورت کا وجود اگر پہلے معلوم نہ ہو تو یہ تعریف بحسب الاسم کہلاتی ہے۔

تعریف لفظی: شیء کی صورت پہلے حاصل تھی پھر وہ چلی گئی، چلے جانے کے بعد پھر حاصل ہوئی تو یہ تعریف لفظی ہے جیسے: اَلْغَضَنْفَرُ اَسَدٌ، یعنی ایک لفظ کے مدلول کی دوسرے لفظ کے ساتھ تعریف کرنا۔

سوال نمبر2:

(الف) معارضہ اور اس کی اقسام کی تعریف بمعہ مثال بیان کریں؟

(ب) مناظرہ مجادلہ اور مکابرہ کی تعریف کریں اور ان کے مابین پائی جان والی نسبت واضح کریں؟ (۱۰)

جواب: (الف) معارضہ کی تعریف: جس جس مسئلہ پر خصم نے دلیل قائم کی ہو اس کے خلاف دلیل قائم کرنا، معارضہ کہلاتا ہے۔

اقسام: معارضہ کی تین اقسام ہیں:

(۱) معارضہ بالقلب: معلل کی دلیل کے بالعکس معارض دلیل پیش کرے مگر مادہ اور صورت کے لحاظ سے دونوں دلیلیں باہم متفق ہوں جیسے ایک آدمی دعویٰ کرتا ہے کہ عالم حادث ہے، یہ دعویٰ ثابت ہے، اگر یہ ثابت نہ ہو تو اس کی نقیض ثابت ہوگی اور نقیض بھی

ایک شئی ہے۔ لہٰذا اگر مدّعیٰ ثابت نہ ہو تو کوئی نہ کوئی شئی ضرور ثابت ہوگی۔ اس کا عکس نقیض یہی ہے کہ جب کوئی نہ کوئی شئی ثابت نہ ہوگی تو پھر مدّعیٰ ثابت ہوگا اور یہ محال ہے' کیونکہ مدعیٰ بھی ایک شئی ہے۔ محال ثبوت نقیض سے لازم آیا۔ لہٰذا نقیض کا ثابت ہونا محال ہوا۔ جب نقیض محال ہوئی تو دعویٰ ثابت ہوا۔

۲- معارضہ بالمثل: معلل جو دلیل قائم کرے معارض بھی اس کی مثل پیش کرے لیکن مادے کے اعتبار سے دونوں دلیلیں مختلف ہوں جیسے ایک دلیل عقلی ہو اور دوسری نقلی۔ دونوں شکل اوّل یا ثانی پر ہوں جیسے معلل حدوث عالم پر یوں دلیل قائم کرے۔ مثلاً:

اَلْعَالَمُ مُحْتَاجٌ اِلَی الْمُؤَثِّرِ، وَکُلُّ مُحْتَاجٍ اِلَی الْمُؤَثِّرِ فَهُوَ حَادِثٌ تو نتیجہ آیا: اَلْعَالَمُ حَادِثٌ، معارض اس کے برعکس دلیل پیش کرتے ہوئے کہتا ہے: اَلْعَالَمُ مُسْتَغْنِیٌّ عَنِ الْمُؤَثِّرِ، وَکُلُّ مُسْتَغْنِیٍّ عَنِ الْمُؤَثِّرِ فَهُوَ قَدِیْمٌ تو نتیجہ آیا اَلْعَالَمُ قَدِیْمٌ۔ اب دونوں دلیلیں صورت کے اعتبار سے متحد ہیں لیکن مادہ الگ الگ ہے۔

۳- معارضہ بالغیر: معلل جو دلیل قائم کرے معارض اس کے خلاف دلیل پیش کرے یعنی دونوں دلیلیں صورۃ اور مادہ دونوں میں متحد نہ ہوں جیسے ایک شخص کہتا ہے: اَلْعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ وَکُلُّ مُتَغَیِّرٍ حَادِثٌ تو نتیجہ آیا اَلْعَالَمُ حَادِثٌ، دوسرا شخص اس کا معارضہ کرتے ہوئے کہتا ہے: لَوْ کَانَ الْعَالَمُ حَادِثًا، لَایَکُوْنُ مُسْتَغْنِیًا لٰکِنَّہٗ مُسْتَغْنٍ تو نتیجہ آیا فَلَیْسَ بِحَادِثٍ۔ اس میں دونوں دلیلیں مادہ اور صورت میں مختلف ہیں۔

(ب) مناظرہ: تعریف پیچھے گزر چکی ہے۔

مجادلہ: وہ جھگڑا ہے جس میں یہ مقصود ہوتا ہے کہ مدمقابل کو الزام دیا جائے' اس میں اظہار حق مقصود نہیں ہوتا۔

مکابرہ: وہ جھگڑا ہے جو نہ اظہار حق کے لیے ہوتا ہے اور نہ ہی الزام دینے کے لیے۔

مجادلہ ومکابرہ کے درمیان نسبت:

مجادلہ اور مکابرہ کے درمیان عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔

سوال نمبر 3: (الف) دلیل کی تعریف کریں؟ نیز دلیل کی تعریف پر وارد ہونے والا

اعتراض بمع جواب قلمبند کریں؟

(ب) دلیل لمی اور انی کی تعریف بمعہ مثال تحریر کریں؟

(ج) درج ذیل میں سے صرف پانچ کی تعریف ومثال تحریر کریں؟

۱- تعلیل ۔ ۲- تقریب ۔ ۳- سند ۔ ۴- سائل ۔ ۵- سندمساوی ۔

۶- اوساط ۔ ۷- مقاطع

جواب: (الف) دلیل کی تعریف: جو قضیوں سے مرکب ہوتا کہ مجہول نظری تک پہنچادے۔

اعتراض: سوال یہ ہے کہ مصنف نے اسلاف کی بیان کردہ دلیل کی تعریف یعنی مَایَلْزَمُ مِنَ الْعِلْمِ بِہٖ بِشَیْءٍ سے اعراض کیوں کیا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اسلاف کی بیان کردہ تعریف یعنی مایلزم من العلم بہ بشیء میں لفظ شئی مذکور ہے اور شئی کہتے ہی موجود کو جبکہ مدلول تو کبھی عدمی بھی ہوتا ہے۔

اس لیے مصنف نے نئی تعریف ایجاد کی اور اسلاف کی تعریف سے اعراض کیا ہے۔

دلیل انّی: وہ دلیل ہے جس میں معلول سے علت پر استدلال کیا گیا ہو جیسے: هٰذَا مَحْمُوْمٌ وَکُلُّ مَحْمُوْمٍ مُتَعَفِّنُ الْاِخْلَاطِ تو نتیجہ آیا هٰذَا مُتَعَفِّنُ الْاِخْلَاطِ ۔

دلیل لمّی: وہ دلیل ہے جس میں علت سے معلول پر استدلال کیا گیا ہو جیسے: هٰذَا مُتَعَفِّنُ الْاِخْلَاطِ، وَکُلُّ مُتَعَفِّنِ الْاِخْلَاطِ فَهُوَ مَحْمُوْمٌ تو نتیجہ آیا هٰذَا مَحْمُوْمٌ۔

(ج) تعلیل: کسی شئی کی علت کو بیان کرنا۔

سائل: مدعی کے کلام پر اعتراض کرنے والا خواہ منع کرے یا نقص یا معارضہ

مقاطع: وہ مقدمات ہیں جن پر بحث ختم ہو جائے۔

ارساط: اس سے مراد دلائل ہیں، چونکہ یہ دلائل دی مبادی اور مقاطع کے درمیان میں ہوتے ہیں اس لیے ان کو اوساط کہتے ہیں۔

سند: وہ چیز ہے جس سے منع کو تقویت ملے۔

تقریب: کسی دلیل کو اس طرح چلانا کہ وہ مقصود کو مستلزم ہو۔

﴿القسم الثانی ......فلسفہ﴾

سوال نمبر 1: ابطال الجزء الذی لایتجزی

(الف) عبارت کی توضیح وتشریح ایسے کریں کہ عنوان کا مفہوم واضح ہو جائے؟ (۹)

(ب) عنوان بالا پر مصنف کی بیان کردہ دلائل میں سے کوئی ایک دلیل تحریر کریں؟

(ج) جسم کے متعلق متکلمین، اشراقیین اور مشائین کا مسلک واضح کریں؟ (٦)

جواب: (الف) تشریح العبارۃ: اس عبارت میں مصنف جزء الذی الخ کے بطلان کا دعویٰ کررہے ہیں کہ جزء الذی لایتجزی باطل ہے۔ لارجزء الذی لایتجزی کیا ہے؟ جزء الذی لایتجزی وہ جزء ہے جو کسی بھی تقسیم کو قبول نہ کرے یعنی نہ تقسیم قطعی، نہ کسری، نہ وہمی اور نہ ہی فرضی کو۔

(ب) مذکورہ دعویٰ پر دلیل: جزء الذی لایتجزی باطل ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ ہم تین جزء لیتے ہیں، ان میں سے دو کو نیچے رکھیں اور تیسری کو دونوں کے ملتقی پر رکھتے ہیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ یہ درمیان والی جزء تلاقی طرفین سے مانع ہے یا نہیں؟ اگر تم کہو کہ مانع نہیں ہے تو پھر تداخل اجزاء لازم آئے گا جو کہ باطل ومحال ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وسط وسط نہ رہے گا اور طرف طرف نہ رہے گی۔ یہ خلاف مفروض ہے، کیونکہ ہم نے ان کو وسط اور طرفین فرض کیا تھا۔ اگر درمیان والا جزء تلاقی طرفین سے مانع ہو تو پھر اس کی تقسیم ہوگئی۔ وہ اس طرح کہ اس جزء کا وہ حصہ جو ایک طرف کو ملا ہوا ہے وہ غیر ہے اس کا جو دوسری طرف کو ملا ہوا ہے۔ اپنی دونوں طرفوں میں بھی تقسیم ہوگئی کہ طرف کا ہر وہ حصہ جو جزء وسط سے ملا ہوا ہے وہ غیر ہے اس کا جو وسط سے نہیں ملا۔ معلوم ہوا کہ جزء الذی لا یتجزی باطل ہے۔

(ج) جسم کے بارے میں مذہب:

متکلمین کے نزدیک جسم سے مراد جسم طبعی حقیقت کی بناء ہے۔ اشراقیوں کے نزدیک جسم دونوں میں مشترک لفظی ہے یعنی ہر ایک کے لیے الگ الگ وضع ہے۔ مشائیوں کے

نزدیک جسم دونوں میں مشترک معنوی ہے یعنی وضع عام مفہوم ہے اور ابعاد ثلاثہ یعنی طول، عرض اور عمق کے لیے ہے۔

سوال نمبر 2: فصل فی الحرکۃ السکون

(الف) حرکت و سکون کی تعریف قلمبند کریں اور بتائیں کہ ان میں تقابل کونسا ہے؟ (۵)

(ب) حرکت کی اقسام اربعہ بمعہ مثال بتائیں۔ کیا یہ اقسام حرکت ذاتیہ ہیں یا حرکت عرضیہ واضح کریں؟ (۵)

(ج) حرکت ذاتیہ اور اس کے اقسام کی تعریف بمع امثلہ تحریر کریں؟

(د) حرکت عرضیہ کی تعریف بمعہ مثال لکھیں؟

جواب: (الف) حرکت وسکون کی تعریفیں: اپنی قوت سے ایک چیز کا دوسری چیز کی طرف آہستہ آہستہ جانا، حرکت کہلاتا ہے۔ اس چیز کا حرکت نہ کرنا، سکون کہلاتا ہے۔

مقابل کا تعین: ان میں تقابل بالعدم والملک ہے۔

(ب) حرکت کی اقسام: حرکت کی اقسام اربعہ کی تعریفات درج ذیل ہیں:

۱- حرکت فی الکم: یعنی جسم کا بڑھنا اور سمٹنا۔

۲- حرکت فی الکیف: یعنی کسی جسم کا ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف حرکت کرنا اور بدلنا جیسے پانی کا گرم اور ٹھنڈا ہونا۔

۳- حرکت فی الاین: یعنی کسی جسم کا ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف آہستہ آہستہ منقلب ہونا۔

۴- حرکت فی الوضع: جسم کے اجزاء مکان کے اجزاء سے مختلف ہو جائیں مگر جسم کا کل اسی مکان میں رہے، جیسے گیند کا حرکت کرنا۔

حرکت کی یہ چاروں اقسام حرکت عرضیہ ہیں۔

(ج) حرکت ذاتیہ کی تعریف: وہ حرکت ہے جو جسم کو بلاواسطہ لاحق ہو۔

اقسام: حرکت ذاتیہ کی تین اقسام ہیں:

۱-حرکت قسریہ: ایسی حرکت جس کی قوت خارج سے لاحق ہو جیسے پتھر کی حرکت جب اسے نیچے سے اوپر کی طرف پھینکیں۔

۲-حرکت ارادیہ: ایسی حرکت ہے جو قصد و شعور کے بعد لاحق ہو جیسے انسان کا بالقصد حرکت کرنا۔

۳-حرکت طبعیہ: وہ حرکت ہے جو شعور اور ارادے کے بعد لاحق نہ ہو جیسے پتھر کا اوپر سے نیچے کی طرف آنا۔

(د) حرکت عرضیہ کی تعریف: ایسی حرکت ہے جو جسم کو بالواسطہ لاحق ہو جیسے جسم کا بڑھنا اور گھٹنا۔

سوال نمبر3: **فصل فی الجوهر والعرض**

(الف) جوھر اور عرض کی تعریف ھدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں تحریر کریں؟ (۵)

(ب) جوھر کی اقسام خمسہ بیان کریں اور بتائیں کہ کیا جوھر ان کی جزء ہے؟ (۵)

(ج) عـــــرض کی اقسام بیان کریں اور کسی تین کی تعریف بمع مثال قلمبند کریں؟ (۱۵)

جواب: (الف) جوہر اور عرض کی تعریفیں: جوہر ایسی ماہیت ہے اگر وہ خارج میں موجود ہو تو موضوع میں موجود نہ ہو جبکہ عرض ایسی ماہیت کا نام ہے جو موضوع میں موجود ہو۔

(ب) جوہر کی اقسام خمسہ:
ہیولی، صورت، جسم، نفس اور عقل

(ج) عرض کی اقسام: عرضیات نو ہیں ان کو مقولات تسعہ بھی کہتے ہیں۔
۱-کَمْ۔ ۲-کَیفْ۔ ۳-اَیْنَ۔ ۴-مَتٰی۔ ۵-اَضَافَت۔ ۶-مِلْکْ۔
۷-وَضْعْ۔ ۸-فِعْل اور ۹-اِنْفِعَالْ

اَیْنَ: کسی شئی کی وہ حالت جو کسی مکان میں ہونے کی وجہ سے اس کو عارض ہوتی ہے جیسے دولہن کی حجلۃ العروسۃ (وہ کمرہ جو دولہا اور دُلہن کے لیے پہلی رات سجایا جاتا ہے) میں ہونے کے وقت کی حالت۔

فعل: کسی شئی کی وہ حالت جو غیر پر اثر اور کام کرتے وقت اس کو عارض ہوتی ہے جیسے: دولہے کی وہ حالت جو دُلہن کو ملتے (ہم بستری کرتے) ہوئے اس کو عارض ہو، فعل کہلاتی ہے۔

اِنْفِعَال: انفعال شئی کی وہ حالت ہے جو غیر کا اثر قبول کرتے وقت اس کو عارض ہوتی ہے جیسے: دُلہن کی وہ حالت جو دولہا کا اثر لیتے ہوئے (یعنی اس سے ملتے ہوئے) دُلہن کو عارض ہوتی ہے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس أهل السنة باكستان

شهادة العالية فی العلوم العربية و الاسلامية

(السنة الثانية) الموافق سنة 1435ھ 2014ء

﴿عالیہ (بی اے) چھٹا پرچہ: ادب عربی﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

(حصہ الف: دیوان حماسہ)

نوٹ: دونوں قسموں سے صرف دو دو سوال حل کریں۔ (حصہ الف)

سوال نمبر 1: اشعار کا سلیس اُردو ترجمہ کریں؟ (۱۵)

(ب) خط کشیدہ کی لغوی تحقیق کریں؟ (۱۰)

(ج) خط کشیدہ مفرد کے مفرد و جمع لکھیں؟ (۵)

شهدن مع النبی مسومات	حنينا وهی دامية الحوامی
ووقعة خالد شهدت و حكمت	سنا بكها علی بالبلد الحرام
نعرض للسيوف اذا التقينا	وجوها لا تعرض للطام
ولست بخالع عنی ثيابی	اذا هر الكماة ولا ارامی
ولكنی يجول المهر تحتی	الی الغارات بالعضب الحسام

سوال نمبر 2: (الف) اشعار کا اُردو میں ترجمہ کریں؟ (۱۵)

(ب) خط کشیدہ کی لغوی و صرفی تحقیق کریں۔ (۱۵)

ابعد بنی امی الذين تتابعوا	ارجی الحيوة ام من الموت اجزع
ثمانية كانوا ذؤابة قومهم	بهم كنت اعطی ما اشاء وامنع
اولئك اخوان الصفاء رزئتهم	وما الكف الا اصبع ثم اصبع

لعمرك انی بالخليل الذی له	علی دلال واجب لمفجع
وانی بالمولی الذی ليس نافعی	ولا ضائری فقدانه لممتع

سوال نمبر 3: (الف) صاحب دیوان حماسہ کے حالات و کتاب کی خصوصیات سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

(ب) علم ادب کی تعریف، غرض اور موضوع لکھیں؟ (۱۰)

(حصہ ب)

سوال نمبر 4: (الف) اشعار کا اُردو ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) خط کشیدہ کی لغوی و صرفی تحقیق کریں؟ (۱۰)

حصہ ب: دیوان متنبی

لما رأين صروف الدهر تغدر بی	وفين لی و وفت صم الانابيب
فتن المهالك حتی قال قائلها	ما ذا لقينا من الجرد السراحيب
تهوی بمنجرد ليست مذاهبه	للبس ثوب وما كول و مشروب
ورب مريد ضره ضر نفسه	وهاد اليه الجيش أهدی و ماهدی
ومستكبر لم يعرف الله ساعته	رأی سيفه فی كفه فتشهدا

سوال نمبر 5: (الف) اشعار کا اُردو ترجمہ کریں؟ (۱۰)

(ب) خط کشیدہ کی لغوی و صرفی تحقیق کریں؟ (۱۰)

حتی اتوا جدثا كأن ضريحه	فی قلب كل موحد محفور
بمزود كفن البلی من ملكه	مغف و اثمد عينه الكافور
فيه السماحة و الفصاحة والتقی	والبأس اجمع والحجی والخير
كفل الثناء برد حياته	لما انطوی فكأنه منشور
وكأنما عيسی ابن مريم ذكره	و كأن عاذر شخصه المقبور

سوال نمبر 6: اشعار کا ترجمہ اُردو میں لکھیں اور انہیں سے تین تین مفرد اور جمع علیحدہ

لکھ کران کا معنیٰ لکھیں؟ (۲۰)

ولو کان النساء کمن فقدنا	لفضلت النساء علی الرجال
وما التانیث لاسم الشمس عیب	ولا التذکیر فخر للهلال
وافجع من فقدنا من وجدنا	قبیل الفقد مفقود المثال
یدفن بعضنا بعضا ویمشی	اواخرنا علی هام الاوالی
وکم عین مقبلة النواحی	کحیل بالجنا دل والرمال

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2014ء

﴿چھٹا پرچہ: ادب عربی﴾

حصہ اوّل: دیوان حماسہ

سوال نمبر 1:

شهدن مع النبی مسومات	حنینا وهی دامیة الحوامی
ووقعة خالد شهدت و حکمت	سنا بکها علی بالبلد الحرام
نعرض للسیوف اذا التقینا	وجوها لا تعرض للطام
ولست بخالع عنی ثیابی	اذا هر الکماة ولا ارامی
ولکنی یجول المهر تحتی	الی الغارات بالعضب الحسام

(الف) اشعار کا سلیس اُردو ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ کی لغوی تحقیق کریں؟

(ج) خط کشیدہ مفرد کی جمع اور جمع کے مفرد لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار:

۱- نشان زدہ گھوڑے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں حاضر ہوئے اور گھوڑوں کے سم خاک آلودہ تھے۔

۲- اور وہ حاضر ہوئے حضرت خالد کی جنگ میں اور انہوں نے اپنے سموں کو مکہ مکرمہ میں رگڑا۔

۳- جب ہم لڑتے ہیں تو وہ اپنے چہرے تلواروں کے لیے پیش کردیتے ہیں جو طمانچوں کے لیے پیش نہیں کرتے۔

۴- جب مسلح نوجوان گھبرا جاتے ہیں تو میں اپنے کپڑے نہیں اتارتا اور نہ تیراندازی

کرتا ہوں۔

۵- لیکن بچھیرا میرے نیچے ہے جو جنگوں کی طرح قاطع تلوار کے ساتھ پھرتا ہے۔

(ب) خط کشیدہ کی لغوی تحقیق:

مسومات: صیغہ جمع مؤنث اسم مفعول مسواس کا واحد ہے جس کا معنی ہے نشانزدہ گھوڑے۔

البلد، جمع بلاد:

سُیُوْف: سیف کی جمع بمعنی تلواریں۔

اَلْمهر: جمع مهامر بمعنٰی بچھیرا

غَارَات: غَارَةٌ کی جمع ہے، بمعنی جنگیں وغزوات۔

(ج) مفرد کے جمع وعکسہ:

مسومات: اس کا مفرد مسومة ہے۔

بلد: مفرد ہے اس کی جمع بلاد ہے۔

سیوف: جمع ہے اور اس کا مفرد سیف ہے۔

مهر: مفرد ہے اس کی جمع مهامر ہے۔

غارات: جمع ہے اور اس کا مفرد غارة ہے۔

سوال نمبر2:

ابعد بنی امی الذین تتابعوا   ارجی الحیوة ام من الموت اجزع

ثمانیة کانوا ذؤابة قومهم   بهم کنت اعطی ما اشاء وامنع

اولئك اخوان الصفاء رزئتهم   وما الكفا لااصبع ثم اصبع

لعمرك انی بالخلیل الذی له   علی دلال واجب لمفجع

وانی بالمولی الذی لیس نافعی   ولا ضائری فقدانه لممتع

(الف) اشعار کا اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار:

۱- کیا میں اپنے بھائیوں کے بعد جو یکے بعد دیگر فوت ہو گئے، زندگی کی امید کروں یا موت کے بارے میں بے صبری کا ثبوت دوں؟

۲- بھائی آٹھ تھے وہ اپنی قوم کے سردار تھے، ان کی وجہ سے میں جسے جو چاہتا تھا دیتا تھا اور روکتا تھا۔

۳- وہ نیک سیرت بھائی تھے جن کی مشقت مجھے پہنچائی گئی اور نہیں ہتھیلی نہ ایک انگلی پھر ایک انگلی۔

۴- مجھے اپنی زندگی کی قسم بے شک مجھے ایسے دوست کا صدمہ پہنچایا گیا جس پر مجھے فخر ہے۔

۵- میرا وہ چچا زاد بھائی جس کا وجود میرے لیے مفید اور نہ ہونا میرے لیے نقصان دہ نہیں ہے، مجھے کامیابی دی گئی۔

(ب) خط کشیدہ الفاظ کی تحقیق:

اَبَعْدُ: ہمزہ استفہام کے لیے اور بعد اسم ظرف کا صیغہ ہے۔

اُرجی: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مزید از باب افعال بمعنٰی امید کرنا۔

اَجْزَعُ: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع مؤنث از باب فَتَحَ يَفْتَحُ بمعنی جزع وفزع کرنا۔

كُنْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف از باب نَصَرَ يَنْصُرُ فعل از افعال ناقصہ بمعنی ہونا۔

لَمُفَجَّعُ: لام برائے تاکید، مُفَجَّعٌ صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ثلاثی مزید فیہ از باب تفعیل بمعنی بے صبری کا مظاہرہ کرنا۔

سوال نمبر 3: (الف) صاحب دیوان حماسہ کے حالات وکتاب کی خصوصیات سپرد قلم کریں؟

(ب) علم ادب کی تعریف، غرض اور موضوع لکھیں؟

جواب: (الف) حالات زندگی: دیوان حماسہ کے مصنفہ کا پورا نام یوں ہے: ابوتمام حبیب بن اوس بن الحارث۔ ان کی ولادت 188 یا 198 ہجری میں دمشق کے جاسم نامی گاؤں میں ہوئی۔ دمشق چھوڑ کر مصر کی طرف عازم سفر ہوئے، وہاں جامع مسجد عمرو میں لوگوں کو گھڑے سے پانی پلاتے تھے اور مسجد میں موجود علماء سے کسب علم بھی کیا۔ انہوں نے علوم وفنون میں وہ مقام حاصل کر لیا کہ اس کے ہمعصروں میں سے کسی کو بھی نصیب نہ ہوا۔ ابوتمام حاضر دماغ، واضح گو اور قوی حافظہ کے مالک تھے۔ انہیں قصائد، مقاطیع اور خلفاء کی مدح میں کہے ہوئے اہل عرب کے اشعار مدح زبانی یاد تھے۔ انہوں نے مختلف ممالک کا سفر کیا اور ہر ملک میں پہنچ کر علماء فضلاء اور علم دوست لوگوں میں اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔

کتاب کی خصوصیات:

ان کی تصانیف میں اہم ترین ''دیوان حماسہ'' ہے۔ علامہ تبریزی کا بیان ہے کہ ان کی تالیف کا سبب یہ ہے کہ ابوتمام ایک مرتبہ عبداللہ بن طاہر والی خراسان کے پاس آیا اور اس کی خوب مدح سرائی کی۔ والی خراسان کا یہ دستور تھا کہ اس وقت تک کسی شاعر کو انعام سے نہ نوازتا تھا جب تک ابوالعمیل اور السعید العزیز اشعار کو پسند نہ کر لیتے تھے۔ چنانچہ ابوتمام نے ان دونوں کے پاس کھڑے ہو کر اپنا تحریر کردہ قصیدہ پڑھا۔ ان دونوں نے اس قصیدے کو بہت پسند کیا اور والی نے بہت سے انعام سے نوازا۔ ابوتمام نے ابوالوفا کے کتب خانہ میں کتابوں کا خوب مطالعہ کیا اور اشعار جمع کیے تو پانچ ضخیم کتابیں تیار ہو گئیں۔ ان میں سے ایک کتاب ''دیوانِ حماسہ'' ہے۔ دیوان حماسہ درج ذیل خصوصیات پر مشتمل ہے۔

☆ یہ قدیم ادب عربی کا ماخذ ہے ☆ اس کا اسلوب دلنشین وسہل ہے، ☆ یہ ہجو، مرثیہ، مدح اور نسب وغیرہ موضوعات پر مشتمل ہے۔

☆ زمانہ قدیم سے لے کر تا حال جامعات اور دینی مدارس کے نصاب کی زینت

بنا ہوا ہے ☆ اشعارات وتلمیحات پر مشتمل ہے۔

(ب) علم ادب کی تعریف

ادب وہ علم ہے جس کے ذریعے کلام عرب میں لفظی تحریر ہر قسم کی غلطی سے بچا جا سکے۔

موضوع: فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے اس کا موضوع نظم ونثر ہے۔

غرض: اپنے ما فی الضمیر کو مرصع ومقفع کلام کے ذریعے بیان کرنا اور فن نثر ونظم میں اسالیب عرب کے مطابق مہارت پیدا کرنا اور عقل ودل کو ستھرا کرنا۔

﴿القسم الثانی : ...... دیوان متنبی﴾

سوال نمبر 4:

۱-لما راین صروف الدهر تغدر بی — وفين لی و وفت صم الانا بيب

۲-فتن المهالك حتى قال قائلها — ما ذا لقينا من الجرد السراحيب

۳-تهوی بمنجرد ليست مذاهبه — للبس ثوب وما كول و مشروب

۴-ورب مريد ضره ضر نفسه — وهاد اليه الجيش أهدى و ماهدى

۵-ومستكبر لم يعرف الله ساعته — رأى سيفه فی كفه فتشهدا

(الف) اشعار کا اُردو ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار:

۱- جب ان گھوڑوں نے زمانے کی گردشوں کو میرے ساتھ فریب کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے میرے ساتھ وفا کی اور ٹھوس نیزوں نے میرے ساتھ وفا کی۔

۲- وہ گھوڑے ہلاکت گاہوں سے گزر گئے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے کہا: ہم نے دراز قامت اور کمزور گھوڑوں سے کیا پایا؟

۳- وہ لے کر چلے اسے پختہ کار کو جس کا مقصد صرف کپڑے پہننا اور کھانا پینا نہیں

تھا۔

۴- بسا اوقات اس کا نقصان چاہنے والے اپنا نقصان کرتے ہیں اور اس کی طرف اپنی فوج کو لے جاتے ہیں لیکن پہنچ نہیں پاتے۔

۵- اور کتنے ہی تکبر کرنے والے ہیں کہ اللہ کو ایک لمحہ بھی نہیں پہچانتے، انہوں نے بھی اس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر کلمہ شہادت پڑھا۔

(ب) خط کشیدہ الفاظ کی تحقیق:

تَغْدُرُ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف از نَصَرَ یَنْصُرُ، غدر سے ماخوذ بمعنیٰ دھوکہ دینا۔

وَفَیْنَ: صیغہ جمع مؤنث غائب فعل ماضی معروف مثال واوی ناقص یائی، از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ بمعنی وفا کرنا۔

تَهْوِیْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف ناقص واوی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ بمعنی خواہش کرنا۔

مُرِیْدٌ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال بمعنی ارادہ کرنا۔

اَهْدِیْ: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ بمعنی ہدایت کرنا، رہنمائی کرنا۔

سوال نمبر 5:

۱-حتی اتوا جدثا کأن ضریحه — فی قلب کل موحد محفور

۲-بمزود کفن البلی من ملکه — مغف و اثمد عینه الکافور

۳-فیه السماحة و الفصاحة والتقی — والبأس اجمع والحجی والخیر

۴-کفل الثناء برد حیاته — لما انطوی فکأنه منشور

۵-وکأنما عیسی ابن مریم ذکره — و کأن عاذر شخصه المقبور

(الف) اشعار کا اُردو ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں؟

جواب: ترجمۃ الاشعار:

۱- یہاں تک کہ وہ قبر پر آئے گویا اس کا گڑھا ہر درد دل میں کھودا گیا ہے۔

۲- اسے اپنے وطن میں پرانا کفن ملا وہ سویا ہوا ہے اور اس کی آنکھوں میں کافور لگا ہوا ہے۔

۳- اس میں فصاحت وسخاوت ہے، تقویٰ اور طاقت ہے، تمام کی تمام عقلمندی ہے اور بھلائیاں ہیں۔

۴- کفیل ہوگئی اس کی تعریف اس کی دوبارہ زندگی لانے کی جب اسے کفن میں لپیٹا گیا تو گویا وہ دوبارہ زندہ ہوگیا۔

۵- اور گویا عیسیٰ بن مریم تذکرہ اس کا اور گویا عاذر نامی جسم اس کی قبر میں ہے۔

(ب) خط کشیدہ کی تحقیق:

اَتَوْا: صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف مہموز الفاء ناقص یائی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ بمعنی آنا۔

ضَرِیْحَةٌ: بروزن فعیل بمعنیٰ قبر۔ اس کی جمع ضَرَائِحُ آتی ہے۔

مَحْفُوْرٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ بمعنی کھودنا۔

اِنْطَوٰی: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از باب انفعال بمعنی لپیٹنا۔

مَنْشُوْرٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب نَصَرَ یَنْصُرُ بمعنی پھیلانا کھولنا۔

سوال نمبر 6:

۱-ولو کان النساء کمن فقدنا — لفضلت النساء علی الرجال

۲-وما التانیث لاسم الشمس عیب — ولا التذکیر فخر للهلال

۳-وافجع من فقدنا من وجدنا — قبیل الفقد مفقود المثال

۴-یدفن بعضنا بعضا ویمشی — اواخرنا علی هام الاوالی

۵-وکم عین مقبلة النواحی — کحیل بالجنا دل والرمال

اشعار کا ترجمہ اُردو میں لکھیں اور انہیں سے تین تین مفرد اور جمع علیحدہ لکھ کر ان کا معنی

(ج) الآی کا مفرد اور معنی لکھیں اور واضح کریں کہ اس سے مفسر کی مراد کیا ہے؟ (۵)

السوال الثالث: وعلموا الصالحات الصالحات جمع صالحة وهي من الصفات الغالبة التي تجري مجرى الاسماء كالحسنة وهي من الاعمال ماسوغه الشرع و حسنه و تانيثها على تاويل الخصلة اوالخلة

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور صالحات کو اسماء کے قائم مقام کرنے کی وجہ تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) الصالحات میں صالحة کی تاء موجود نہیں ہے تو یہ کون سی جمع کہلائے گی؟ نیز حذف تاء کی وجہ لکھیں؟ (۱۰)

(ج) صالحات سے جب اعمال مراد ہیں تو اس کو مؤنث کیوں لایا گیا؟ (۵)

السوال الرابع: والكذب هو الخبر عن الشيء على خلاف ماهو به وهو حرام كله لانه علل به استحقاق العذاب حيث و تب عليه وماروى ان ابراهيم عليه السلام كذب ثلث كذبات فالمراد التعريض .

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر ترجمہ کریں؟ (۱۳)

(ب) بتائیں تعریض کیا ہوتی ہے؟ نیز وہ تین مواضع کون سے ہیں جن میں کذب جائز ہے؟ (۱۲)

﴿القسم الثاني ...... اصولی التفسیر﴾

السوال الخامس: درج ذیل میں سے کوئی تین اجزاء حل کریں۔ (۳۰)

(الف) قرآن کریم کی تعریف اور تمام اسماء قرآن تحریر کریں؟

(ب) نزول کے اعتبار سے پہلی اور آخری آیت مع شان نزول تحریر کریں؟

(ج) تفسیر و تاویل کی تعریف اور ان میں فرق لکھیں؟

(د) اعجاز قرآن کی چار وجوہ تحریر کریں؟

(ھ) مفسر کے لیے کن کن علوم کی مہارت ضروری ہے؟

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿پہلا پرچہ...... تفسیر واصول تفسیر﴾

(القسم الأول ...... تفسير البيضاوي)

السوال الأول: واذقلنا للملائكة اسجدوا لآدم .

(الف) لفظ ملائکة کی صرفی تحقیق کریں؟ نیز بتائیں کہ اس میں تاء کون سی ہے؟ (۷)

(ب) سجدہ کے لغوی اور شرعی معنی تحریر کریں؟ نیز بتائیں کہ جس سجدہ کا فرشتوں کو حکم دیا گیا تھا وہ کون سا سجدہ تھا؟

(ج) ملائکہ کو سجدہ کرنے کا حکم خلق آدم سے پہلے ہوا یا بعد میں؟ تمام ملائکہ کو حکم ہوا یا بعض کو؟ (۶)

جواب: (الف) لفظ ملائکہ کی صرفی تحقیق: مَلَائِكَةٌ مَلْئَكٌ کی جمع ہے جس طرح شمائل شمأل کی جمع ہے۔

تاء کا تعین: اس میں تاء جمع کی تائید کے لیے ہے اور مَلْئَكٌ مَالِكٌ کا الٹ ہے۔ الوکة سے مشتق ہے جس کا معنی ہے: پیغام۔ چونکہ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کے پیغام مخلوق کی طرف پہنچاتے ہیں اس لیے ان کو ملائکہ کہتے ہیں۔

(ب) سجدہ کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ: سجدہ کا لغوی معنیٰ ہے: تذلل یعنی جھکتے ہوئے ذلت و عاجزی کا اظہار کرنا جبکہ شرع میں پیشانی کو عبادت کے ارادے سے (زمین پر) رکھنا۔

مامور بہ سجدہ: جس سجدے کا فرشتوں کو حکم ہوا یا تو شرعی سجدہ تھا پھر مسجود لہ حقیقت میں

اللہ تعالیٰ کی ذات ہوگی اور آدم کو ان کے سجدے کا قبلہ بنانا ان کی عظمتِ شان اور بلندی کے لیے تھا۔ یا اس لیے کہ وہ وجوب سجدہ کا سبب بنے۔ یا سجدے سے مراد لغوی سجدہ یعنی سرنگوں کرنا۔ آدم کو سلام اور ان کی عظمت بیان کرنے کے لیے۔ جس طرح کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سرنگوں ہونا۔ یا سجدہ سے مراد محض عاجزی کا اظہار کرنا ہے۔

(ج) سجدہ کرنے کا حکم:

بعض نے کہا کہ ملائکہ کو حکم سجدہ تخلیق سے پہلے تھا ان کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: "فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ"۔

اظہر قول یہ ہے کہ سجدے کا حکم تخلیق آدم کے بعد ہوا۔

سجدے کا حکم: سجدے کا حکم تمام فرشتوں کو ہوا، کیونکہ جب کہا: سَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ تو احتمال تھا کہ تمام نے کیا یا بعض نے۔ جب کہا: كُلُّهُمْ تو احتمال ختم ہوا اور ثابت ہوا کہ سب نے کیا۔ پھر احتمال تھا کہ اکٹھے کیا یا الگ تو جب اَجْمَعُوْنَ یہ احتمال بھی ختم ہوگیا۔ ثابت ہوگیا کہ سب نے اکٹھے کیا۔

سوال نمبر2: **ایاك نعبد و ایاك نستعین کرر الضمیر للتنصیص علی انه المستعان به لا غیر و قدمت العبادة علی الاستعالة ليتوافق رؤس الای ویعلم منه ان تقدیم الوسیلة علی طلب الحاجة ادعی الی الاجابة**

(الف) مفسر کی عبارت کا ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں، نیز نَسْتَعِيْنُ یہاں متعدد بنفسہ کیوں ہے؟ حالانکہ وہ تو متعدی بالباء ہوتا ہے۔

(ب) قاضی بیضاوی نے و قیل الواو للحال کہہ کر واو حالیہ بنانے کو ضعیف کیوں قرار دیا ہے؟

(ج) الآی کا مفرد اور معنی لکھیں اور واضح کریں کہ اس سے مفسر کی مراد کیا ہے؟ (۵)

جواب: (الف) ترجمہ: "تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے

ہیں"، ضمیر کا تکرار اس بات پر نص کرنے کے لیے کیا ہے کہ حقیقی مستعان وہی ذات ہے اس کا غیر نہیں ہے۔ عبادت کو استعانت پر مقدم اس لیے کیا تاکہ آیتوں کا آخر ایک جیسا ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ وسیلہ کو طلب حاجت پر مقدم کرنا اجابت کے زیادہ لائق ہے۔

تشریح: مفسر علیہ الرحمۃ ایک سوال کا جواب دیتے ہیں سوال کی تقریر یہ ہے کہ اِيَّاكَ ضمیر کا تکرار کیوں کیا؟ اس کا جواب دیا کہ اس بات پر تنبیہ کرنے کے لیے حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اس کا غیر نہیں۔ البتہ غیر اس کی توفیق اور طاقت سے دوسرے کی استعانت کرے گا تو یہ مجاز ہوگا۔ پھر ایک اور سوال ہوا نعبد کو نستعین پر مقدم کیوں کیا؟ تو اس کے دو جواب ہے: پہلا جواب یہ ہے: آیتوں کا آخر ایک جیسا ہو جائے' کیونکہ اس سے پہلی آیتوں کا آخر یاء اور نون آ رہا ہے۔ دوسرا جواب دیا اس لیے مقدم کیا کہ عبادت ایک وسیلہ ہے اور اس کی مدد لینا ایک حاجت اور ضرورت ہے تو کسی بھی کام کو کروانے کے لیے اگر کوئی وسیلہ پیش کیا جائے تو اس کام کے ہونے کا زیادہ امکان ہوتا ہے۔

(ب) واو حالیہ کو ضعیف قرار دینے کی وجہ:

واو کو حالیہ بنانا اس لیے ضعیف ہے کہ نحویوں کا قاعدہ ہے کہ فعل مضارع مثبت واو کے ساتھ مقرون ہو کر حال واقع نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ لفظ قد کے ساتھ متلبس ہوتا ہے اور اس جگہ ایسا نہیں ہے۔

(ج) الآی کا مفرد:

الآی کا مفرد آیت ہے: آیت سورۃ کے کچھ حصے کو کہتے ہیں' جس کے آخری کلمہ کو فاصلہ کہتے' کیونکہ وہ کلمہ ایت کو مابعد سے جدا کر دیتا ہے۔ اس جگہ آیتوں سے مراد سورۃ فاتحہ کی آیات مبارکہ ہیں، کیونکہ سورۃ فاتحہ کے تمام آیتوں کے آخر میں یاء اور نون پر وقف آ رہا ہے۔

سوال نمبر3: **وعلموا الصالحات الصالحات جمع صالحة و هی من الصفات الغالبة التی تجری مجری الاسماء کالحسنة وهی من الاعمال ماسوغه الشرع و حسنه و تانیثها علی تاویل الخصلة او الخلة**

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور صالحات کو اسماء کے قائم مقام کرنے کی وجہ تحریر کریں؟ (١٠)

(ب) الصالحات میں صالحة کی تاء موجود نہیں ہے تو یہ کون سی جمع کہلائے گی؟ نیز حذف تاء کی وجہ لکھیں؟

(ج) صالحات سے جب اعمال مراد ہیں تو اس کو مؤنث کیوں لایا گیا؟

جواب: (الف) ترجمہ: ''انہوں نے اچھے اعمال کیے'' صالحات صالحة کی جمع ہے اور یہ صفات غالبہ سے تعلق رکھتی ہے جو اسم کے قائم مقام ہوتی ہے، جس طرح کہ حسنة ہے۔ صالحات وہ اعمال ہیں جن کو شریعت نے وضع کیا اور ان کو حسین قرار دیا ہو اور اس کو مؤنث لانا خصلت اور خلة کی تاویل پر ہے۔

(الف) صالحات کو اسماء کے قائم مقام کرنے کی وجہ: صالحات کا تعلق ویسے تو صفات سے ہے کہ اچھا ہونا صفت ہے۔ اچھا کام وغیرہ لیکن کبھی کبھی وضعی معنیٰ پر اسمیت کا غلبہ آجاتا ہے اور وہ کسی کا نام بن جاتا ہے۔ پھر وہ وصف اسم غلبہ کی وجہ سے اسم کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ اس جگہ بھی غلبہ کی وجہ سے صالحات کو اسماء کے قائم مقام کیا گیا ہے۔ جس طرح کہ اسود اور ارقم میں کہ اصل وضع میں تو ان میں وصف ہے لیکن بعد میں اسمیت کا غلبہ ہوا اور یہ سانپوں کے نام بن گئے۔

(ب) صالحات کی صرفی تحقیق: صالحات جمع مؤنث سالم کا صیغہ ہے۔ مذکورہ تاء جمع کی ہے۔ اصلی تاء کو اس لیے حذف کیا تاکہ دو تاء کا تکرار بطور علامت لازم نہ آئے، جو کلام رب میں ناپسند سمجھا جاتا ہے تو درمیان میں الف آجاتا ہے مگر وہ ساکن ہونے کی وجہ سے مردہ کے قائم مقام ہے۔

(ج) صالحات کو مؤنث لانے کی وجہ: اس کو مؤنث خصلة اور خلة کے معنیٰ میں لیتے ہوئے لایا گیا ہے اور خصلة وخلة مؤنث ہیں۔

سوال نمبر4: **والکذب هو الخبر عن الشیء علی خلاف ماهو به وهو حرام کله لانه علل به استحقاق العذاب حیث رتب علیه وماروی ان**

ابراهیم علیه السلام کذب ثلث کذبات فالمراد التعریض ۔

(الف) مذکورہ عبارت پر حرکات وسکنات لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) بتائیں تعریض کیا ہوتی ہے؟ نیز وہ تین مواضع کون سے ہیں جن میں کذب جائز ہے؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ ذیل میں ملاحظہ کریں:

''اور کذب شئی کے خلاف خبر دینا ہے اور وہ سارے کا سارا حرام ہے، کیونکہ یہی استحقاق عذاب کی علت بنتا ہے۔ اسی پر عذاب مرتب ہوتا ہے، جو روایت میں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین بار کذب کا ارتکاب فرمایا تو وہ تعریض تھا (کذب نہیں تھا)۔

(ب) تعریض کی تعریف: فعل کا اسناد کسی اور کی طرف کرنا اور مراد کوئی اور معنیٰ لینا' تعریض کہلاتا ہے۔ جس طرح پنجابی کا محاورہ ہے۔

''آکھاں تہی نوں تے سمجھاواں نو (بہو) نوں''

تین مواضع جہاں کذب جائز ہے:

☆ جنگ کے دوران دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے۔

☆ دو ناراض شخصوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے۔

☆ اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے۔

﴿القسم الثانی ...... اصولی التفسیر﴾

سوال نمبر5: درج ذیل میں سے کوئی تین اجزء حل کریں۔

(الف) قرآن کریم کی تعریف اور تمام اسماء قرآن تحریر کریں؟

(ب) نزول کے اعتبار سے پہلی اور آخری آیت مع شان نزول تحریر کریں؟

(ج) تفسیر وتاویل کی تعریف اور ان میں فرق لکھیں؟

(د) اعجاز قرآن کی چار وجوہ تحریر کریں؟

(ھ) مفسر کے لیے کن کن علوم کی مہارت ضروری ہے؟

جواب: (الف) قرآن کی تعریف: قرآن وہ پاک ولاریب کلام ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ سے نقل تواتر کے ساتھ اترا۔

قرآن کے اسماء: کتاب اللہ میں استعمال ہونے والے اسماء قرآن کی تعداد پانچ ہے: (۱)۔قرآن (۲)۔فرقان (۳) تنزیل (۴) ذکر (۵) کتاب مبین۔

(ب) پہلی اور آخری وحی:

پہلی وحی یہ ہے: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (پانچ آیتیں)

آخری وحی یہ آیت مبارکہ ہے: وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللهِ الخ

(ج) تفسیر کی تعریف: لغت میں تفسیر کسی چیز کو کھول کر بیان کر دینے کو کہتے ہیں۔ اصطلاح میں تفسیر وہ علم ہے جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری جانے والی کتاب کے احکام ومسائل معلوم ہوں۔

تاویل کی تعریف: اس کا لغوی معنی رجوع کرنا ہے اور اصطلاحی معنی یہ ہے کہ وہ علم جس سے قرآن کے پوشیدہ اور باطنی معانی کا ادراک ہو۔

دونوں میں فرق: بعض علماء کرام تفسیر وتاویل میں کوئی فرق نہیں کرتے اور کہتے ہیں: دونوں ایک ہی چیز ہیں جبکہ بعض علماء کرام اس طرح فرق کرتے ہیں: تفسیر کا اطلاق ظاھری معانی پر ہوتا ہے جبکہ تاویل کا اطلاق باطنی معانی پر۔

(د) اعجازِ قرآن کی چار وجوہ:

☆ سابقہ قصوں اور ملتوں کے احکام کی خبر دینا۔

☆ قرآن کریم کا بلاغت کے اعتبار سے آسمان کی بلندی کو چھونا۔

☆ آنے والے احوال کی خبر دینا۔

☆ انسان کا اس کی مثل لانے سے قاصر ہونا۔

☆ اسلوب بدیع یعنی وہ نظم بدیع جو عربی زبان کے معروف نظم کے خلاف ہو۔

☆ اللہ تعالیٰ کا اس کی حفاظت کا ذمہ خود لینا

☆ تمام منکرین کو اس کی حقانیت کا چیلنج کرنا۔

(ھ) وہ علوم جن کا مفسر کو جاننا ضروری ہے

مفسر کے لیے علوم عقلیہ ونقلیہ سے واقف ہونا ضروری ہے مثلاً علم نحو وصرف، علم اشتقاق، علم ادب، علم بلاغت (معانی بیان، بدیع)، اصول فقہ، علم اسباب نزول، علم ناسخ ومنسوخ اور علم قرأت میں مہارت رکھتا ہو۔ الغرض مفسر کے لیے تمام علوم کا ماہر ہونا ضروری ہے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے) سال دوم برائے طلباء

سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی سے دو دو سوال حل کریں

حصہ اوّل: مشکوٰۃ شریف

سوال نمبر 1: عن ابی هريرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اعان على قتل مؤمن شطر كلمة لقى الله مكتوب عينيه : ائسٌ من رحمة الله

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟ (۱۰)

(ب) خط کشیدہ جملہ کی نحوی ترکیب کریں؟ (۸)

(ج) قتل ناحق کی مذمت پر کم از کم تین احادیث بیان کریں؟ (۱۲)

سوال نمبر 2: وعن ابی هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لعن الله السارق يسرق البيضة فتقطع يده ويسرق الحبل فتقطع يده

(الف) ترجمہ تحریر کریں؟ (۸)

(ب) نصاب سرقہ میں اختلاف ائمہ لکھیں؟ اپنا مذہب مع دلائل بیان کریں؟ (۱۲)

(ج) حدیث مذکور کے ظاہر پر عمل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو، توجیہ کیا ہے؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: قال رسو الله صلى الله عليه وسلم ماذئبان جائعان ارسلافى

غنم بافسد لها من حرص المرء على المال والشرف لدينه

(الف) ترجمہ تحریر کریں؟ (۸)

(ب) حدیث کی اس طرح تشریح کریں کہ مطلب ومفہوم مکمل واضح ہو جائے۔ (۱۲)

(ج) خط کشیدہ الفاظ کس کے متعلق ہیں اور کیا بن رہے ہیں؟ (۱۰)

(حصہ دوم: تیسیر مصطلح الحدیث)

سوال نمبر 4: متواتر، غریب، مرسل، معضل، صحیح، منکر کی تعریف تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 5: المعلق لغة اسم مفعول من علق الشئى بالشئى اى ناطه وربطه به و جعله معلقا وسمى هذاالسند معلقابسبب اتصاله با لجهة العليا فقط .

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں کہ مطلب ومفہوم مکمل واضح ہو جائے؟ (۱۰)

(ب) حدیث معلق کا حکم لکھیں۔ صحیحین کی معلقات کا حکم کیا ہے؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: (الف) متصل، مرفوع، شاہد کی تعریف کریں؟ (۱۰)

(ب) جرح وتعدیل کے اسباب لکھنے کے بعد بتائیں ''لاباس بہ'' جرح ہے یا تعدیل اور اس کا درجہ کون سا ہے؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿دوسرا پرچہ......حدیث واصول حدیث﴾

(حصہ اوّل: مشکوٰۃ شریف)

سوال نمبر 1: عن ابی هریرة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اعان علی قتل مؤمن شطر کلمة لقی الله مکتوب عینیه ۔ ائس من رحمة الله

(الف) ترجمہ وتشریح کریں؟

(ب) خط کشیدہ جملہ کی نحوی ترکیب کریں؟

(ج) قتل ناحق کی مذمت پر کم از کم تین احادیث بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مومن شخص کے قتل پر بطور مشاورت مدد کی، تو وہ اللہ سے ملے گا اس حال میں کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوگا: یہ شخص اللہ کی رحمت سے مایوس ہوا۔

اس حدیث پاک میں قتل مومن کی مذمت کا بیان ہے وہ اس طرح کہ ایک شخص کسی کو قتل نہیں کرتا صرف قتل مومن پر بطور مشاورت کلمہ کا کچھ حصہ استعمال کرتا ہے۔

مثلاً یوں کہتا ہے: "اُقْ" (اُقْتُلْ کی بجائے) تو ایسا شخص قیامت کے دن اللہ کی رحمت سے مایوس ہوگا۔ اب لفظ اُقْتُلْ کی بجائے صرف اُقْ (جو کہ اُقْتُلْ کا حصہ ہے) کہتا ہے تو اس کے لیے اتنی وعید ہے تو قاتل کے لیے پھر کتنی ہوگی؟

(ب) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب: (مکتوب بین عینیه ائسٌ من رحمة الله)

مکتوب، اسم مفعول و نائب فاعل، بین مضاف، عینیه عینین مضاف الیه بعده مضاف۔ ہ مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر پھر مضاف الیہ ہوا بین مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ہوا۔ اس مفعول اپنے نائب فاعل جو کہ اس میں ہو ضمیر پوشیدہ ہے، سے مل کر خبر ھذا اللفظ، مبتدا محذوف کی۔ ھذا اللفظ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ ہو کر حال ہوا لَقِیَ کے فاعل سے۔

ائس من رحمة الله ائس اسم فاعل و فاعل، من حرف جار رحمتہ مضاف الله مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو۔ اسم فاعل اپنے فاعل کہ اس میں ھو ضمیر پوشیدہ ہے اور ظرف لغو سے مل کر خبر مبتدا محذوف کی جو کہ ھو ہے۔ ھو مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال ثانی ہوا لَقِیَ فعل کے فاعل سے۔

(ج) قتل ناحق کی مذمت میں احادیث مبارکہ:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

سوال نمبر 2: وعن ابی هریرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لعن الله السارق یسرق البیضة فتقطع یده ویسرق الحبل فتقطع یده

(الف) ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) نصاب سرقہ میں اختلاف ائمہ لکھیں اپنا مذہب مع دلائل بیان کریں؟

(ج) حدیث مذکور کے ظاہر پر عمل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو، توجیہ کیا ہے؟ (۱۰)

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو ایسے چور پر جو انڈہ چراتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور رسّی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

(ب) نصاب سرقہ:

احناف کے نزدیک یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور آپ کے اصحاب کے نزدیک

دس درہم سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اگر دس درہم یا ان کی قیمت کے برابر مال ہو تو پھر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوعاً روایت کردہ حدیث پاک ہے:

آپ نے فرمایا: ''لاقطع الا فی دینار''۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ دینار کے چوتھائی حصہ کے برابر چوری شدہ چیز ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا، اگر کم ہے تو نہیں۔

دینار کا چوتھا حصہ تین درہم ہیں۔ اسی طرح حاکم نے اپنی مستدرک میں مجاہد سے انہوں نے ایمن سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مجن کے ثمن سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا اور مجن کی ثمن اس دن ایک دینا تھی۔

امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لا تقطع یدالسارق الا بربع الدینا ر فصاعدا''۔

(ج) حدیث مذکو ہر کی توجیہہ:

مذکورہ حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوعاً اور موقوفاً روایت کردہ حدیث کے معارض ہے۔ لہٰذا جب دو حدیثوں میں تعارض آجائے تو ترجیح مرفوع حدیث کو ہوتی ہے۔

لہٰذا احناف کے نزدیک مذکورہ حدیث کے ظاہر پر عمل نہ ہوگا۔

سوال نمبر3: **قال رسو اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماذئبان جائعان ارسلافی غنم بافسد لھا من حرص المرء علی المال والشرف لدینہ**

(الف) ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) حدیث کی اس طرح تشریح کریں کہ مطلب و مفہوم مکمل واضح ہو جائے۔ (۱۲)

(ج) خط کشیدہ الفاظ کس کے متعلق ہیں اور کیا بن رہے ہیں؟

جواب: (الف) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں اتنا نقصان نہیں کر سکتے جتنا مال پر حریص اور دین کی وجہ سے عزت کا طالب آدمی نقصان پہنچاتا ہے۔

(ب) حدیث پاک کا مفہوم: اس حدیث پاک میں سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی مذمت بیان کی ہے جو مال پر حریص اور دین کی وجہ سے عزت وشرف کا طالب ہو۔ ایسا آدمی ان دو بھیڑیوں سے بھی زیادہ نقصان اور خطرے کا باعث ہے جن کو بکریوں میں چھوڑ دیا جائے، کیونکہ جو شخص دنیا کا طالب ہو اور دنیا سے محبت کرتا ہو اس کی آخرت برباد ہو جاتی ہے جبکہ تخلیق انسان کا مقصد اپنے خالق کی پہچان اور اپنی آخرت کو سنوارنا ہے۔

(ج) خط کشیدہ کے متعلق:

من حرص الخ اور لدینہ دونوں ہی اَفْسَدَ اسم تفضیل کے متعلق ہیں اور یہ دونوں اس کے ظرف لغو ہیں۔ بافسد میں باء زیادہ ہے اور حروف زیادہ کسی کے متعلق نہیں ہوتے۔ اس کا زیادہ ہونا قیاسی ہے، کیونکہ نفی کی خبر پر باء کا زائد ہونا قیاسی ہوتا ہے۔ جس طرح کہ مازید بقائم میں باء زائد ہے اور بِاَفْسَدَ مجرور لفظاً منصوب تقدیراً مَا مشابھہ لَیْسَ کی خبر ہے۔

حصہ دوم: تیسیر مصطلح الحدیث

سوال نمبر4: متواتر، غریب، مرسل، معضل، صحیح، منکر کی تعریف تحریر کریں؟ (۲۰)

جواب: متواتر: وہ حدیث ہے جس کو ہر دور میں اتنے لوگ روایت کریں کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔

غریب: وہ حدیث ہے جس کا راوی ایک ہو۔

مرسل: وہ حدیث ہے جس کی سند کے آخر سے راوی محذوف ہو۔

معضل: جس کی سند سے دو یا دو سے زائد راوی محذوف ہوں۔

صحیح: وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو اور راوی عادل ہوں۔ مگر ضبط میں خفیف ہوں، اپنی مثل سے نقل کریں جبکہ تا آخر اس میں شذوذ و علت نہ ہو۔

منکر: وہ حدیث ہے جس کی سند کے کسی راوی میں غلطیاں واضح اور علی الاعلان ہوں یا نہایت غفلت پر ہو یا تقویٰ کے خلاف امور کا مرتکب ہو۔

سوال نمبر 5: المعلق لغة اسم مفعول من علق الشئی بالشئی ای ناطه وربطه به و جعله معلقا وسمی هذاالسند معلقابسبب اتصاله با لجهة العليا فقط ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں کہ مطلب ومفہوم مکمل واضح ہو جائے؟

(ب) حدیث معلق کا حکم لکھیں۔ صحیحین کی معلقات کا حکم کیا ہے؟

جواب: (الف): ترجمہ: معلق لغت میں اسم مفعول کا صیغہ ہے اور یہ علق الشی ء بالشی ء سے ماخوذ ہے (جس کا معنی ہے) شی ء کا شی ء کے ساتھ ملنا اور اس کو معلق کرنا۔ اس سند کو معلق کا نام دیا گیا اس کے صرف جہت علیا کے ساتھ متصل ہونے کی وجہ سے۔

تشریح: اس عبارت میں معلق کی لغوی وصرفی تحقیق کر رہے ہیں کہ صرفی لحاظ سے اس مفعول کا صیغہ ہے اور علق الشی ء بالشی ء والے محاورے سے مشتق ہے اور یہ محاورہ اس وقت بولتے ہیں جب کوئی شی ء کسی شی ء سے مل جاتی ہے۔ پھر اس حدیث کو معلق کہتے ہیں' کیونکہ یہ حدیث صرف جہت علیا کے ساتھ مل ہوتی ہے۔ گویا اس میں معلق کی وجہ تسمیہ کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

(ب) حدیث معلق کا حکم:

یہ حدیث غیر مقبول اور مردود ہوتی ہے، کیونکہ اس کی سند سے ایک یا زیادہ راوی ساقط ہوتے ہیں جس وجہ سے لزوم شرط معدوم ہوتی ہے۔

صحیحین کی معلق کا حکم: صحیحین کی معلق کا حکم خاص ہے یعنی جو روایت یقینی الفاظ پر مشتمل ہو جیسے: قال، ذکر اور حُکِیَ تو ایسی روایات راوی کی طرف تو منسوب کی جا سکتی ہیں مگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) متصل، مرفوع، شاہد کی تعریف کریں؟

(ب) جرح و تعدیل کے اسباب لکھنے کے بعد بتائیں "لاباس بہ" جرح ہے یا تعدیل اور اس کا درجہ کون سا ہے؟

جواب: (الف) متصل: وہ مرفوع یا موقوف حدیث ہے جس کی سند متصل ہو۔

مرفوع: وہ حدیث ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقدیر کا ذکر ہو۔

شاہد: غریب اور منفرد روایت کے راوی کی لفظاً اور معناً یا صرف معناً دوسرے راوی کی موافقت اور مشارکت کریں بشرطیکہ صحابی مختلف ہوں۔

(ب) جرح وتعدیل کے اسباب ومراتب:

جرح وتندیل کا تعلق سند کے راویوں کی بحث سے ہے، ہر ایک کے چھ چھ مراتب ہیں۔

تعدیل کے اسباب ومراتب:

۱- وہ جو توثیق کے حوالے سے مبالغہ پر دلالت کرے اور اسم تفصیل کے وزن پر ہو یہ بلند ترین مرتبہ ہے جیسے: فُلَانٌ اَثْبَتُ النَّاسِ۔

۲- جو توثیق کی صفات پر دلالت کرنے والی ایک یا دو صفات سے مؤکد ہو جیسے: ثقہ، ثقہ، فلان معتبر ہے۔

۳- جو توثیق پر دلالت کرنے والی صفات میں سے ایک سے غیر مؤکد بیان کی جائے مثلاً ثقہ ثقہ۔

۴- جو الفاظ ضبط کو بیان کیے بغیر تعدیل راوی پر دلالت کرتے ہوں مثلاً: لَا بَاْسَ بِهٖ یا صَادِقٌ وغیرہ۔

۵- ایسے الفاظ جن کی جرح یا تعدیل پر دلالت نہ ہو، مثلاً فُلَانٌ شَيْخٌ یعنی فلان شخص اس فن کا امام ہے۔

۶- ایسے الفاظ جو جرح کے قرب کا شعور دلائیں مثلاً فُلَانٌ صَالِحُ الْحَدِيْثِ ۔

جرح کے اسباب ومراتب:

۱- وہ لفظ جو راوی کے حافظہ کی کمزوری پر دلالت کرے۔ یہ سب سے کم درجہ کی جرح ہے جیسے: فُلَانٌ لِيِّنُ الْحَدِيْثِ ۔

۲- وہ الفاظ ہیں، جن سے حجت نہ لانے کی صراحت ہو یا اس کے مشابہہ ہو جیسے: فُلَانٌ لَا يُحْتَجُّ بِهٖ۔

۳- جن کے نہ لکھنے کی صراحت ہو یا ان جیسے الفاظ ہوں جیسے: لَا يُكْتَبُ الْحَدِيْثُ ۔

۴- جن الفاظ میں جھوٹ کی تہمت ہو یا ان جیسے ہوں مثلاً فُلَانٌ مُتَّهَمٌ بِالْكِذْبِ۔

۵- ایسے الفاظ جو راوی کے جھوٹا ہونے پر دلالت کریں جیسے: كَذَّابٌ دَجَّالٌ يَكْذِبُ۔

۶- وہ الفاظ ہیں جو جھوٹ میں مبالغہ پر دلالت کریں مثلاً فُلَانٌ اَكْذَبُ النَّاسِ ۔

لابأس کا تعلق

اس کا تعلق تعدیل سے ہے اور یہ چوتھے درجے میں ہے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے) سال دوم برائے طلباء

سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿الورقة الثالثة: الفقه﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

نوٹ: کوئی سے چار سوالات کا حل مطلوب ہے۔

السوال الأول: ومن باع صبرة طعام كل قفيز بدرهم جاز البيع في قفيز واحد عند ابي حنيفة

(الف) مذکورہ مسئلہ کی تشریح اس انداز سے کریں کہ ائمہ احناف کا باہم اختلاف بالدلائل واضح ہو جائے؟ (۱۲)

(ب) بیع مرابحہ وتولیہ کی تعریف کریں اور ان کے صحیح ہونے کے لیے کیا شرط ہے؟ واضح کریں؟ (۶)

(ج) خیار رؤیت بائع کو حاصل ہوتا ہے یا مشتری کو یا دونوں کو؟ دلیل سے ثابت کریں۔ (۷)

السوال الثانی: درج ذیل کی وضاحت اس انداز سے کریں کہ حکم بھی اور علت بھی واضح ہو جائے؟ (۲۵)

بيع اللبن في الضرع، بيع الصوف على ظهر الغنم، بيع لبن امرأة في قدح، بيع الطير في الهواء، بيع شعر الخنزير، بيع شعر الانسان و الانتفاع به

السوال الثالث: (الف) کیا عہدۂ قضاء کے لیے خود کو پیش کرنا یا عہدہ کا مطالبہ کرنا درست ہے؟ وضاحت کریں (۱۰)

(ب) قاضی کو تحائف لینا جائز ہے یا نہیں؟ جواز وعدم جواز کی وجہ کیا ہے؟ (۱۰)

(ج) قاضی کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے خلاف فیصلہ کرتے وقت کیا کرے؟ (۵)

السوال الرابع: (الف) مضاربت کا لغوی وشرعی معنی تحریر کر کے اس کی مشروعیت کی حاجت، دلیل اور مال مضاربت کا حکم ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟ (۱۰)

(ب) مضاربت مطلقہ میں مضارِبْ کون کون سے کام کرسکتا ہے؟ واضح کریں؟ (۵)

(ج) **ولا تجوز الهبة فيما يقسم الامحوزة مقسومة وهبة المشاع فيما لا يقسم جائزة.**

مذکورہ مسئلہ کی وضاحت ہدایہ کی روشنی میں اس انداز سے کریں کہ احناف وشوافع کا مؤقف بالدلائل واضح ہوجائے؟

السوال الخامس: **الاجارة عقد يرد على المنافع بعوض لأن الاجارة فی اللغة بيع المنافع و القياس يابى جوازه .** (۸)

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟ (۸)

(ب) قیاس کے اعتبار سے تو اجارہ، ناجائز ہونے کی وجہ اور جواز کی صور ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟ (۸)

(ج) اجارہ فاسدہ میں کون سی اور کتنی اجرت واجب ہوتی ہے؟ واضح کریں؟ (۵)

(د) غصب کا لغوی وشرعی معنی بیان کر کے اس کا حکم بیان کریں؟ (۴)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء 2015ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

سوال نمبر 1: **ومن باع صبرة طعام كل قفيز بدرهم جاز البيع فی قفيز واحد عند ابی حنيفة**

(الف) مذکورہ مسئلہ کی تشریح اس انداز سے کریں کہ ائمہ احناف کا باہم اختلاف بالدلائل واضح ہوجائے۔ (۱۲)

(ب) بیع مرابحہ وتولیہ کی تعریف کریں اور ان کے صحیح ہونے کے لیے کیا شرط ہے؟ واضح کریں؟ (۶)

(ج) خیار رؤیت بائع کو حاصل ہوتا ہے یا مشتری کو یا دونوں کو؟ دلیل سے ثابت کریں۔ (۷)

جواب: (الف) مذکورہ مسئلہ کی تشریح: مذکورہ عبارت میں یہ مسئلہ بیان ہوا ہے کہ کسی شخص نے غلے کا ڈھیر فروخت کیا اور کہا کہ ہر قفیز ایک درہم کے بدلے اور کل ڈھیر کی مقدار کو بیان نہیں کیا۔ اس صورت میں امام صاحب فرماتے ہیں: صرف ایک قفیز میں بیع جائز ہوگی باقی میں نہیں بلکہ باقی میں موقوف رہے گی۔ امام صاحب کی یہ ہے کہ بیع کے لیے ثمن اور مقدار کا معلوم ہونا ضروری ہے اور مذکورہ صورت میں صرف ایک قفیز کی ہی ثمن اور مقدار معلوم ہے اور باقی کی مجہول۔ لہٰذا صرف ایک قفیز کی بیع جائز ہوگی۔ اگر کل کی مقدار بیان کردے تو پھر تمام کی بیع جائز ہوگی۔ صاحبین اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ دونوں صورتوں میں بیع جائز ہے، کیونکہ باقی مقدار میں جو جہالت ہے وہ دور کردینا قدرت وطاقت میں ہے۔ لہٰذا تمام میں بیع جائز ہوگی۔

(ب) بیع مرابحہ: وہ بیع ہے جو ثمن اوّل سے زیادتی کے ساتھ ہو۔ یعنی کسی نے اگر کوئی چیز 1000 میں خریدی تو اب اس ہزار پر کچھ زائد کسر کے فروخت کرنا مرابحہ کہلاتا

ہے۔

تولیہ: وہ بیع ہے جو ثمن اوّل کے ساتھ ہو یعنی جتنی رقم کی کوئی شئی خریدی اتنی کی ہی آگے فروخت کرنا۔

صحت کی شرائط: دونوں کی صحت کے لیے شرط یہ ہے کہ عوض اوّل یعنی ثمن مثلی ہو جیسے درہم و دنانیر اور کیلی یا وزنی ہو، کیونکہ اگر ثمن مثلی نہ ہوگی تو پھر اس کا مالک قیمت میں با اختیار ہوگا اور قیمت مجہول ہے، یہ درست نہیں۔

(ج) خیار رویت کا حصول: خیار رویت صرف بامشتری کو ہوتا ہے بائع کو نہیں، کیونکہ حدیث پاک ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "من اشتری شیئًا لم یرہ فلہ الخیار" حدیث پاک میں اختیار صرف مشتری کو دیا گیا۔ بائع کو خیار نہیں ہے، کیونکہ خیار رؤیت مشتری کے ساتھ معلق ہے جس طرح حدیث پاک اس پر دال ہے۔ لہٰذا بائع کے لیے ثابت نہ ہوگا۔

سوال نمبر2: درج ذیل کی وضاحت اس انداز سے کریں کہ حکم بھی اور علت بھی واضح ہو جائے؟ (۲۵)

بیع اللبن فی الضرع، بیع الصوف علی ظهر الغنم، بیع لبن امرأة فی قدح، بیع الطیرفی الهواء، بیع شعر الخنزیر، بیع شعرالانسان و الانتفاع به

جواب: بیع الطیر فی الھواء: پرندے کی ہوا میں بیع باطل ہے، کیونکہ وہ اس کی ملک میں ہی نہیں۔ اگر ہاتھ سے چھوڑ کر بیع کی تو یہ فاسد ہے، کیونکہ اب وہ مشتری کے حوالے کرنے پر قادر نہیں ہے۔

بیع الصوف علی ظھر الغنم: بکری کی پشت پر اون کی بیع جائز نہیں، کیونکہ اون حیوان کے اوصاف سے ہے تو یہ مال متقوم نہیں۔ اس لیے کہ اون اسفل سے اُگتی ہے تو یہ مبیع میں داخل نہیں ہے۔

بیع اللبن فی الضرع: تھن میں دودھ کی بیع جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں دھوکہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ تھن ہوا کہ وجہ سے پھولے ہوں۔ اس لیے بھی کہ یہ کبھی جھگڑے کی

طرف پہنچا دیتی ہے، کیونکہ کبھی زیادہ بھی نکل آتا ہے کبھی کم تو اس میں بھی مبیعہ غیر کے ساتھ مل جاتا ہے۔

بیع لبن المرأة فی قدح: پیالے میں عورت کے دودھ کو بیچنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ آدمی کی جزء ہے اور آدمی اپنے تمام اجزاء کے ساتھ معزز و مکرم ہے۔ اس کی عزت و کرامت کی وجہ سے اس کی ہر جزء کی بیع ناجائز ہے۔

بیع شعر الخنزیر: بالاتفاق سور کے بالوں کی بیع ناجائز ہے، کیونکہ نجس العین ہونے کی وجہ سے یہ مال نہیں ہے۔ لہٰذا اس کی اہانت کی وجہ سے اس کی بیع جائز نہیں ہے۔

بیع شعر الانسان والانتفاع به: انسان کے بالوں کی بیع ناجائز ہے۔ اس سے نفع لینا بھی منع ہے، کیونکہ انسان مکرم و معزز ہے تو اس کے کسی جزاء کی توہین بھی جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر3: (الف) کیا عہدۂ قضاء کے لیے خود کو پیش کرنا یا عہدہ کا مطالبہ کرنا درست ہے؟ وضاحت کریں۔

(ب) قاضی کو تحائف لینا جائز ہے یا نہیں؟ جواز وعدم جواز کی وجہ کیا ہے؟

(ج) قاضی کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے خلاف فیصلہ کرتے وقت کیا کرے؟ (۵)

جواب: (الف) عہدۂ قضاء کے مطالبہ کا حکم: قضاء کے عہدے کے لیے خود کو پیش کرنا اور اس کا سوال کرنا جائز نہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من طلب القضاء و کل الی نفسه و من اُجبر علیه نزل علیه ملك یسدده" اور اس لیے بھی کہ جو شخص اس کو طلب کرتا ہے اور وہ اپنے آپ پر اعتماد کرتا ہے یعنی اپنے علم، تقویٰ اور فطانت پر ناز کرتا ہے تو وہ صحیح فیصلہ نہیں کرسکتا، کیونکہ ناز کرنا حرام ہے۔ ایسا شخص توفیق و رشد سے محروم رہتا ہے۔

(ب) قاضی کا تحفہ لینا: قاضی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کا تحفہ قبول کرے۔ صرف دو بندوں سے تحفہ لے سکتا ہے: ایک ذی محرم سے اور دوسرا اس شخص سے جس سے عہدہ قضاء پر فائز ہونے سے پہلے لیتا رہا، کیونکہ ذی محرم کے ساتھ صلہ رحمی ہوگی اور دوسرے

سے قضاء کے لیے نہیں بلکہ سابقہ عادت پر ہوگا۔ ان دو کے علاوہ کسی سے تحفہ نہ لے تاکہ فیصلہ کرتے وقت اس کی طرفداری کا خیال نہ آجائے۔

(ج) کسی کی غیر موجودگی میں فیصلہ کرنے کا حکم: قاضی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے خلاف فیصلہ کرے۔ ہاں اگر کوئی شخص غائب ہو تو ضروری ہے کہ اس کا قائم مقام یعنی اس کے وکیل کو حاضر کرے۔ اس کا وکیل بھی حاضر نہ ہو تو فیصلے کو موقوف رکھا جائے گا۔

سوال نمبر 4: (الف) مضاربت کا لغوی وشرعی معنی تحریر کرکے اس کی مشروعیت کی حاجت، دلیل اور مال مضاربت کا حکم ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟

(ب) مضاربت مطلقہ میں مضارب کون کون سے کام کرسکتا ہے؟ واضح کریں؟

(۵)

(ج) ولاتجوز الهبة فيما يقسم الامحوزة مقسومة وهبة المشاع فيما لا يقسم جائزة.

مذکورہ مسئلہ کی وضاحت ہدایہ کی روشنی میں اس انداز سے کریں کہ احناف وشوافع کا موقف بالدلائل واضح ہوجائے؟

جواب: (الف) مضاربت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

جواب: حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

مشروعیت کی حاجت: مضاربت مشروع ہے اور اس کے مشروع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جانبین کو اس کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ کچھ لوگ مالدار ہوتے ہیں مگر وہ تصرف کرنے کے معاملے میں غبی ہوتے ہیں یعنی کاروبار نہیں کرسکتے۔ کچھ کام تو کرسکتے ہیں مگر مال سے ان کا ہاتھ خالی ہوتا ہے۔ اس حاجت نے شرع کا دروازہ کھٹکھٹایا تو شرع نے اجازت دے دی۔ اس جیسی شرکت کو جائز قرار دے دیا کہ غبی وذکی اور فقیر وغنی دونوں کی مصلحت اور حاجت پوری ہوجائے۔

دلیل: اس پر دلیل یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا لوگ یہ

معاملہ کرتے تھے۔ آپ نے منع نہ فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی عقد مضاربت کے معاملات فرماتے تھے۔

مال مضاربت کا حکم: مال مضاربت جو مضارب کی طرف سونپا جاتا ہے وہ مال مضارب کے پاس بطور امانت ہوتا ہے، کیونکہ مضارب اس مال پر مالک کی اجازت سے قبضہ کرتا ہے، وہ مال کسی کا بدل نہیں ہوتا۔ گویا یہ مضارب اس مال میں بحیثیت وکیل ہے، کیونکہ وہ اس مال میں مالک کی اجازت سے تصرف کرتا ہے۔ جب نفع ہو تو مضارب اس نفع میں شریک ہوگا، کیونکہ مضارب کام کرنے کی وجہ سے نفع کا مالک ہے۔ لہٰذا وہ نفع میں شریک ہوگا۔

(ب) مضاربت مطلقہ میں مضارب کا تعین:

اگر عقد مضاربت مطلقہ ہو تو پھر مضارب وہ تمام کام کرسکتا ہے جو عادۃً ایک تاجر کرتا ہے مثلاً بیع کرسکتا ہے خواہ نقد ہو یا ادھار اسی طرح فروخت کرسکتا ہے۔ وکیل بنانا، سفر کرنا اور بضاعت پر مال دینا، یہ سب کام کرسکتا ہے۔ البتہ وہ آگے کسی اور کو مال مضاربت پر نہیں دے سکتا۔ ہاں اگر رب المال کی طرف سے اجازت ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ ان کاموں کے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عقد مطلق ہے، اس سے مقصود نفع حاصل کرنا ہے اور نفع تجارت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔ پھر تاجروں کی طرح یہ بھی تمام کام کرسکتا ہے۔

(ج) مذکورہ مسئلہ کی وضاحت: احناف کے نزدیک قابل تقسیم چیزوں میں ہبہ جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر ان میں تقسیم ہونے کی صلاحیت ہے وہ محوزہ میں یعنی واہب کی ملک سے فارغ ہو اور تقسیم شدہ ہو تو ہبہ درست ہے۔ اگر ملکیت اور حقوق سے فارغ نہ ہو اور نہ ہی مقسوم ہو تو پھر درست نہیں ہے۔ ہبہ مشاع غیر مقسوم چیزوں میں جائز ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ دونوں صورتوں میں ہبہ مشاع جائز ہے خواہ مقسوم ہو یا غیر مقسوم۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ہبہ بیع کی طرح ایک عقد تملیک ہے۔ تو جس طرح بیع مشاع اور غیر مشاع دونوں صورتوں میں صحیح ہے اسی طرح ہبہ بھی درست ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ قبضہ منصوص علیہ ہے۔ جس طرح ہدایہ ہے: "**لاتجوز الهبة حتى تقبض**" جب قبضہ منصوص علیہ ہوا تو

پھراس پر کمال قبضہ شرط ہے اور مشاع کمال قبضہ کو قبول نہیں کرتا' کیونکہ اس میں کمال قبضہ کی صلاحیت نہیں ہے۔لہٰذا ہبہ مشاع مقسوم چیزوں میں جائز نہ ہوگا۔

اس لیے بھی کہ مشاع میں ہبہ کے عقد کو جائز قرار دینا یہ واہب پر ایسی چیز لازم قرار دینا ہے، جس کا وہ التزام نہیں کرسکتا اور وہ تقسیم ہے اور یہ تجویز جائز نہیں، کیونکہ اس میں نقصان کی زیادتی ہے۔اسی لیے ہے قبضہ سے پہلے ہبہ منع ہے۔بخلاف ان چیزوں کے جو غیر مقسوم ہوں وہاں ہبہ مشاع جائز ہے، کیونکہ وہاں قبضہ ممکن ہے۔

سوال نمبر 5: اَلْاَجَارَۃُ عَقَدٌ یَرُدُّ عَلَی الْمَنَافِعِ بِعَوْضٍ لِاَنَّ الْاِجَارَۃَ فِی اللُّغَۃِ بَیْعُ الْمَنَافِعِ وَالْقِیَاسُ یَابٰی جَوَازَہٗ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ کریں؟

(ب) قیاس کے اعتبار سے تو اجارہ، ناجائز ہونے کی وجہ اور جواز کی صور ہدایہ کی روشنی میں بیان کریں؟

(ج) اجارہ فاسدہ میں کون سی اجرت واجب ہوتی ہے؟ واضح کریں؟ (۵)

(د) غصب کا لغوی وشرعی معنی بیان کر کے اس کا حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

''اور اجارہ عقد ہے جو منافع پر عوض کے ساتھ منعقد ہوتا ہے' کیونکہ اجارۃ لغت میں منافع کی بیع کو کہتے ہیں اور قیاس اس کے جواز کا انکار کرتا ہے''۔

(ب) اجارۃ فاسدہ میں اجرت کا تعین:

اجارہ فاسدہ میں اجرت مثل واجب ہے۔اس کے ناجائز ہونے کی وجہ عدم انتفاع ہے۔

قیاساً اجارہ کے عدم جواز اور احتیاجاً جواز کی وجوہات:

عقد اجارہ کی صورت میں خواہ منافع بھی ہوے لیکن منافع معدوم ہوے اور معدوم شیء کی بیع صحیح نہیں ہے۔ہم اسے جائز قرار دیتے ہیں کہ لوگ اس کے محتاج ہیں۔اجارہ کی صحت پر آثار بھی شاہد ہیں۔جس کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مزدور کو اس کا پسینہ

خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دو۔

(د) غصب کا لغوی وشرعی معنیٰ:

جواب: حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائی۔

حکم: مغصوبہ چیز اگر غاصب کے ہاتھ میں ہلاک ہوگئی تو اس پر اسی کی مثل تاوان واجب ہے۔اگر وہ چیز مثلی نہ ہو تو پھر اس کی قیمت واجب ہے۔غاصب پر عین مغصوب کو واپس کرنا ضروری ہے۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے) سال دوم برائے طلباء

سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿الورقة الرابعة: البلاغة﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے   کل نمبر 100

نوٹ: پہلا سوال لازمی ہے باقیوں میں سے کوئی سے دوسوال حل کریں۔

السوال الاول: والفصاحة فی الکلام خلوصه من ضعف التالیف و تنافر الکلمات و التعقید مع فصاحتها ۔

(الف) مع فصاحتها کو الکلمات سے حال بنانا جائز نہیں۔عدم جواز کی وجہ تحریر کریں؟اس صورت میں معنی کیا ہوگا؟(۱۲)

(ب) کریم متی امدحه امدحه والوریٰ معنی
واذا مالمته لمته وحدی

۱-شعر کا ترجمہ کریں؟ ۲-محل استشہاد واضح کریں؟

۳-''اذا مالمته ''میں''اذا''لانے کا نکتہ کیا ہے؟وضاحت کے ساتھ بیان کریں؟(۱۲)

(ج) مدح کے مقابلہ میں ذم آتا ہے پھر شاعر نے مقابلہ میں ذم کی بجائے ملامت کیوں ذکر کی؟(۱۰)

السوال الثانی: (الف) فائدہ خبر،لازم فائدہ خبر،ابتدائی،طلبی،انکاری میں سے ہر ایک کی تعریف کریں اور مثال دیں۔(۱۵)

(ب) وما مثله فی الناس الاممملکا   ابو امه حی ابو ه یقاربه ۔

۱-شعر کا ترجمہ کریں اور بتائیں شعر کس کا ہے؟

۲-شعر کی اصل عبارت کس طرح ہے؟

۳-شعر میں واقع خلل خوب واضح کریں؟(۱۸)

السوال الثالث: وعلی ابصارهم غشاوة ای نوع من الاغطية غير مايتعارفه الناس وهو غطاء التعامی عن ايات الله وفی المفتاح انه للتعظيم

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح کریں؟ای نوع سے کیا اشارہ کیا گیا؟ اور ھو ضمیر کا مرجع کیا ہے؟(۱۰)

(ب) غشاوۃ پر تنوین تعظیم کے لیے ہے یا نوع کے لیے؟ مصنف کا مختار کیا ہے اس پر دلیل کیا ہے؟ دونوں قولوں میں راجح کون سا ہے؟رجحان پر کم از کم دو دلیلیں دیں؟(۱۳)

(ج) له حاجب ای مانع عظيم فی کل امر يشينه ای يعيبه ۱-شعر میں محل استشہاد واضح کریں؟۲-ای مانع عظیم سے کیا اشارہ کیا گیا؟۳-خط کشیدہ الفاظ پر حرکات لگائیں؟(۱۰)

السوال الرابع: (الف) مسندالیہ کو حذف کرنے،معرفہ بالعلم لانے،معرفہ باسم الاشارۃ لانے کے تین تین فائدے مع مثال لکھیں؟(۱۲)

(ب) درج ذیل میں معرفہ لانے کی وجوہات تحریر کریں؟

اولئك علی هدی من ربهم الذین کذبوا شعیبا

فغشيهم من اليم ماغشيهم   راودته التی هو فی بيتها

(ج) تلخیص تکمیل مفتاح کا خلاصہ ہے یا اس کی مخصوص قسم کا برتقدیر ثانی تکمیل مفتاح کی طرف نسبت کیوں کی گئی؟نیز مفتاح العلوم کے مصنف کا نام لکھیں اور اس کو سکا کی کہنے کی وجہ بیان کریں؟(۱۱)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء 2015ء

﴿چوتھا پرچہ: بلاغت﴾

سوال نمبر ۱: **والفصاحة فی الكلام خلوصه من ضعف التاليف وتنافر الكلمات و التعقيد مع فصا حتها .**

(الف) مع فصاحتها کو الکلمات سے حال بنانا جائز نہیں؟ عدم جواز کی وجہ تحریر کریں؟ اس صورت میں معنی کیا ہوگا؟

(ب) **کریم متی امدحه امدحه والوریٰ معنی**

واذا مالمته لمته وحدی

۱۔شعر کا ترجمہ کریں؟ ۲۔محل استشہاد واضح کریں؟

۳۔''اذا مالمته'' میں ''اذا'' لانے کا نکتہ کیا ہے؟ وضاحت کے ساتھ بیان کریں؟ (۱۲)

(ج) مدح کے مقابلہ میں ذم آتا ہے پھر شاعر نے مقابلہ میں ذم کی بجائے ملامت کیوں ذکر کی؟

جواب: (الف) حال نہ بنانے کی وجہ: مع فصاحتها خلوصه کی ضمیر سے حال ہے، الکلمات سے حال نہیں ہے' کیونکہ اگر اس کو الکلمات سے حال بنائیں تو اگرچہ ذوالحال اور حال میں لفظی مطابقت ہوجاتی ہے مگر معنیٰ درست نہیں بنتا، کیونکہ پھر معنیٰ ہوگا کہ فصاحت فی الکلام یہ ہے کہ کلام کی ضعف تالیف، تعقید اور تنافر کلمات درانحالیکہ وہ کلمات فصیحہ سے خالی ہونا۔ جب کلام کلمات فصیحہ سے خالی ہوگی تو وہ کیسے فصیح ہوگی؟ اس صورت میں فصیح کلام ایسے کلمات پر مشتمل ہوگی جو غیر فصیحہ ہوں اور کوئی بھی عاقل غیر فصیحہ کلمات پر مشتمل کلام کو فصیح نہیں کہتا۔

(ب) شعر کا ترجمہ:

میرا کریم وممدوح ایسا ہے کہ جب میں اس کی مدح کرتا ہوں تو میں مدح اس حال میں کرتا ہوں کہ مخلوق میرے ساتھ ہوتی ہے اور جب میں اس کی ملامت کرتا ہوں تو اکیلا ہی ملامت کرتا ہوں۔

محل استشہاد: اس شعر میں محل استشہار ''امدحه امدحه'' ہے۔

اذا لانے کی وجہ:

اذا اور اس کے ساتھ فعل ماضی کا استعمال ایک لطیف اعتبار کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ وہ اعتبار لطیف یہ کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت کا وہم ڈالنا ہے کہ گویا دعویٰ ثابت اور متحقق ہے کہ ملامت صرف شاعر کی طرف سے ہی ہوتی ہے کسی اور کی طرف سے نہیں۔ کوئی دوسرا ملامت میں شریک نہیں ہوتا۔

(ج) ذم کی بجائے ملامت ذکر کرنے کی وجہ:

ذم سے عدول اس لیے کیا کیونکہ شاعر نے اس شعر کو طویل مقبوض کے وزن پر بنایا ہے جس کے ارکان یہ ہیں: فعولن مفاعیلن فعولن مفاعلن۔ ارکان ثانی یہ ہیں: فعولن مفاعیلن فعول مفاعیلن۔ اگر ملامت کی جگہ مذمت یعنی لمته کی جگہ ذممته کا استعمال کرتا تو وزن شعر برقرار نہ رہتا۔

صاحب تجرید نے اس کا جواب یوں دیا ہے:

''عدل عن الذم (الى الملامة) استارة الى انه لاينبغى ان يخطر بالبال لعلومقام الممدوح عن ان يخطر ذمه ببال احد'' .

بعض علماء نے اس جواب دیا ہے کہ ذم کی جگہ ملامت ذکر کر کے شاعر نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ کبھی کبھی مدح کا مقابلہ ملامت سے بھی ہوجاتا ہے خواہ عموماً مدح کا مقابل ذم ہے۔ دوسرا یہ بتانا مقصود تھا کہ ذم کی بجائے ملامت میں زیادہ عزت نفس مجروح ہوتی ہے' کیونکہ اس میں زیادہ عیب' بے عزتی اور لامعنیٰ پایا جاتا ہے۔ شاعر نے ملامت کا ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ میرے ممدوح کی جب کوئی ملامت نہیں کرتا تو

مذمت بطریق اولیٰ نہیں کرتا ہوگا' کیونکہ ملامت خاص ہے اور مذمت عام ہے۔ خاص کی نفی تو عام کی نفی کو مستلزم ہے مگر عام کی نفی سے خاص منتفی ہوئے یہ ضروری نہیں۔ یہاں ملامت کی نفی سے مذمت کی نفی بھی ہوگی لیکن اگر ملامت کا ذکر کرتا تو ضروری نہیں تھا کہ اس سے ملامت کی نفی بھی ہو جاتی۔

سوال نمبر 2: (الف) فائدہ خبر، لازم فائدہ خبر، ابتدائی، طلبی، انکاری میں سے ہر ایک کی تعریف کریں اور مثال دیں؟

(ب) وما مثله فى الناس الامملكا ابو امه حى ابو ه يقاربه ۔

۱-شعر کا ترجمہ کریں اور بتائیں شعر کس کا ہے؟ ۲- شعر کی اصل عبارت کس طرح ہے؟

۳-شعر میں واقع خلل خوب واضح کریں؟

جواب: (الف) فائدہ خبر: مخبر کا اگر اپنی خبر سے مقصود مخاطب کو فائدہ دینا ہو تو یہ فائدہ خبر ہے جیسے: ضَرَبَ زَیْدٌ، اس کو کہنا جو زید کی ضاربیت کو نہیں جانتا۔

لازم فائدہ خبر: مخبر کا اپنی خبر سے مقصود اگر مخاطب کو اس بات کا فائدہ دینا ہو کہ میں خبر کو جانتا ہوں تو یہ لازم فائدہ خبر ہے جیسے: اَنْتَ حَضَرْتَ اَمْسِ، حالانکہ مخاطب کو اپنی کل کی حاضری کا پتہ تھا۔

ابتدائی: جب کلام تاکید سے خالی ہو تو اس کو ابتدائی کہتے ہیں' کیونکہ وہ طلب یا انکار کے لیے نہیں چلائی گئی جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

طلبی: جب کلام کو مؤکد کرنا مستحسن ہو تو اس کو طلبی کہتے ہیں' کیونکہ وہ کلام طلب کرنے کے لیے چلائی گئی ہے جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ، جو قیام زید میں متردد ہو۔

انکاری: جب کلام کو مؤکد کر کے لانا واجب ہو تو اسے انکاری کہتے ہیں جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ اس کو کہنا جو قیام زید کا منکر ہو۔

(ب) شعر کا ترجمہ:

اس کی مثل لوگوں میں کوئی زندہ نہیں، جو اس کے مشابہ اور قریب ہو مگر بادشاہ کہ اس

بادشاہ کی ماں کا باپ اس ممدوح کا باپ ہے۔

شاعر کا نام: فرزدق

شعر کی اصل عبارت: **مامثله فى الناس حتى يقاربه الا مملكا ابو امه ابوه**

خلل کی وضاحت: اس شعر میں چند وجوہ سے معنی مرادی سمجھنے میں خرابی آرہی ہے۔

☆ مبتدا یعنی ابو امه اور اس کی خبر یعنی ابوہ کے درمیان حی اجنبی کا فاصلہ ہے۔

☆ موصوف یعنی حی اور اس کی صفت یقاربه کے درمیان ابوہ اجنبی کا فاصلہ ہے۔

☆ مبدل منہ یعنی مثله اور اس کے بدل یعنی حی کے درمیان تو بہت ہی فاصلہ ہے۔

☆ مستثنیٰ یعنی مملکا مستثنیٰ منہ یعنی حی پر مقدم ہے۔

سوال نمبر 3: **وعلىٰ ابصارهم غشارة اى نوع من الاغطية غير مايتعارفه الناس وهو غطاء التعامى عن ايات الله وفى المفتاح انه للتعظيم**

(الف) عبارت مذکورہ کا ترجمہ وتشریح کریں؟ ای نـــوع سے کیا اشارہ کیا گیا؟ اور ھو ضمیر کا مرجع کیا ہے؟

(ب) غشاوۃ پر تنوین تعظیم کے لیے ہے یا نوع کے لیے؟ مصنف کا مختار کیا ہے اس پر دلیل کیا ہے؟

دونوں قولوں میں راجح کون سا ہے؟ رجحان پر کم از کم دو دلیلیں دیں؟ (۱۳)

(ج) له حاجب اى مانع عظيم فى كل امر يشينه اى يعيبه ۱-شعر میں محل استشہاد واضح کریں۔ ۲-ای مانع عظیم سے کیا اشارہ کیا گیا؟ ۳-خط کشیدہ الفاظ پر حرکات لگائیں؟

جواب: (الف) ترجمہ وتشریح: اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے یعنی پردہ کی ایک قسم جو اس کا غیر ہے جس کو لوگ جانتے ہیں۔ وہ اللہ کی آیات سے اندھا ہونے کا پردہ ہے اور مفتاح میں ہے کہ وہ تنوین تعظیم کے لیے ہے۔

یہاں سے ماتن علیہ الرحمۃ مسند الیہ کو نکرہ کر کے لانے کی ایک غرض (یعنی نوعیۃ پر دلالت کروانا) کی مثال دے رہے ہیں۔ شارح علامہ تفتازانی غشاوۃ کی معنوی تحقیق

کرکے بتایا ہے کہ اس جگہ پردہ سے خاص قسم کا پردہ مراد ہے وہ پردہ نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان متعارف ہے۔ یعنی کپڑے وغیرہ کا۔ پھر اس پردے کا تعین فرمایا اور ساتھ ہی علامہ سکاکی کا مؤقف بیان کردیا کہ انہوں نے غشاوۃ میں تنوین کو تعظیم کے لیے بنایا ہے نوع کے لیے نہیں۔

نوع سے اشارہ: نوع سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ غشارۃ میں تنوین نوعیت کے لیے ہے۔ ایک خاص طرح کی نوع مراد لینے کے لیے۔

ھوضمیر کا مرجع: ھو ضمیر کا مرجع نوع ہے۔

(ب) غشاوۃ کی تنوین میں اختلاف، مختار مصنف اور دلیل:

علامہ سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمہ کے نزدیک غشاوۃ پر تنوین نوعیت کے لیے ہے جبکہ علامہ سکاکی کے نزدیک تعظیم کے لیے ہے۔

مصنف کے نزدیک وحدت نوعی مراد ہے یعنی تنوین نوع کے لیے ہے۔ یہ معنی مراد لینا راجح اس لیے ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے قول عذاب عظیم کے زیادہ مناسب ہے، کیونکہ غشاوۃ کی تنکیر کو نوعیت پر محمول کرنے سے تعظیم کا فائدہ زیادہ حاصل ہوتا ہے بخلاف اس کے کہ جب اس کی صراحت کی جائے اور اس کو تعظیم پر محمول کیا جائے، اس سے تعظیم کا فائدہ زیادہ حاصل نہیں ہوتا۔

(ج) شعر میں محل استشہاد: مذکورہ شعر میں لفظ حَاجِبٌ ہے کہ اس پر جو تنوین ہے، وہ عظمت پر دال ہے۔

مانع عظیم سے اشارۃ: اس سے ایک تو حاجب کا معنی بیان کرنا مقصود ہے کہ حاجب کا معنی ہے مانع یعنی رکاوٹ اور دوسرا اس بات کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ حاجب کی صفت مقدم ہے جس پر حاجب کی تنوین جو تعظیم کے لیے ہے دلالت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس میں تنوین تعظیم کی ہے۔

خط کشیدہ عبارت پر اعراب: يُشِينُهُ يَعِيبُهُ

سوال نمبر 4: (الف) مسندالیہ کو حذف کرنے، معرفہ بالعلم لانے، معرفہ باسم

الاشارۃ لانے کے تین تین فائدے مع مثال لکھیں؟

(ب) درج ذیل میں معرفہ لانے کی وجوہات تحریر کریں؟

اولئك على هدى من ربهم الذين كذبو اشعيبا

فغشيهم من اليم ماغشيهم راودته التى هو فى بيتها

(ج) تلخیص مکمل مفتاح کا خلاصہ ہے یا اس کی مخصوص قسم کا برتقدیر ثانی مکمل مفتاح کی طرف نسبت کیوں کی گئی؟ نیز مفتاح العلوم کے مصنف کا نام لکھیں اور اس کو سکاکی کہنے کی وجہ بیان کریں؟

جواب: (الف) مسندالیہ کو حذف کرنے کی وجوہات:

۱- ظاہری کلام پر بناء کرتے ہوئے عبث سے بچنے کے لیے کیونکہ قرینہ کی موجودگی میں ذکر بے فائدہ ہے۔

۲- دو دلیلوں میں سے اقوی کی طرف عدول کرتے ہوئے بھی حذف کردیا جاتا ہے۔

دونوں صورتوں کی مثال جیسے: قَالَ لِیْ کَیْفَ اَنْتَ؟ قُلْتُ عَلِیْلٌ اصل میں اَنَا عَلِیْلٌ تھا۔

۳- یا اس لیے تاکہ ضرورت کے وقت انکار کرسکے جیسے: فَاسِقٌ فَاجِرٌ کہنا اس وقت جب زید کا ذکر ہو چکا ہو۔

معرفہ بالعلم لانے کے تین فوائد:

۱- تاکہ ابتداء ہی مسندالیہ کو سامع کے ذہن میں اس کے خاص نام کے لیے حاضر کردیا جائے جیسے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔

۲- عظمت و تعظیم بیان کرنے کے لیے جیسے: رَکِبَ عَلِیٌّ۔

۳- اس کی اہانت کرنے کے لیے جب لفظ اہانت پر دال ہو جیسے: رُجِمَ اِبْلِیْسُ۔

معرفہ بالاسم الاشارہ لانے کے تین فوائد:

۱- سامع کی عبارت پر دلالت کرنے کے لیے جیسے

اولئك آبائى فجئنى بمثلهم اذا جمعتنا يا جرير المجامع

۲۔مسندالیہ کو ماعدا سے ممتاز کے لیے جیسے

هذا ابو الصقر فردا فی محاسنه

من نسل شيبان بين الضال و السلم

۳۔رتبے کے لحاظ سے مسندالیہ کے قرب وبعد اور توسط کی طرف اشارہ کرنے کے لیے جیسے: ذَالِكَ اَوْ ذَاكَ اَوْ هٰذَا زَيْدٌ

(ب) مثالوں کی وضاحت:

أُولٰئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ: اس میں مسندالیہ کو معرفہ بصورت اسم اشارہ اس لیے لایا گیا تا کہ اس بات کی طرف اشارہ ہو جائے کہ مسندالیہ اپنے مابعد کے لائق تب ہوگا جب اس میں وہ صفات پائی جائیں' جو اس سے پہلے مذکور ہیں۔

اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا ۔ اس میں مسندالیہ کو معرفہ بصورت اسم موصول اس لیے لایا گیا تا کہ غیر خبر کی شان اور عظمت بیان ہو جائے۔

فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ: اس میں مسندالیہ کو معرضہ بصورت موصول لایا گیا اس کی عظمت اور ہیئت کو بیان کرنے کے لیے۔

رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَفِیْ بَيْتِهَا: اس میں مسندالیہ کو معرفہ بصورت موصول مسندالیہ کی تصریح کو قبیح جانتے ہوئے لایا گیا۔

(ج) تلخیص:

تلخیص مکمل مفتاح کا خلاصہ نہیں ہے بلکہ اس کی تیسری قسم کا خلاصہ ہے۔ تلخیص اگر چہ بعض مفتاح کا خلاصہ ہے مگر اس کا نام تلخیص المفتاح اس لیے رکھا گیا کہ اس کا نام اصل کے نام کے موافق ہو جائے۔ یا اس لیے کہ قسم ثالث باقی تمام قسموں سے اعظم' بڑی اور عمدہ ہے۔ گویا یہی حصہ پوری کتاب ہے۔

مفتاح کے مصنف کا نام: علامہ ابو یعقوب السکا کی

سکا کی کہنے کی وجہ:

نیشا پور کی بستی سکا کہ کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو سکا کی کہا جاتا ہے۔

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شہادۃ العالیۃ (بی اے) سال دوم برائے طلباء

سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿الورقة الخامسة: الفلسفة و المناظر﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے ، کل نمبر 100 ،

نوٹ: دونوں قسموں سے دو دو سوال حل کریں۔

(القسم الاوّل: الفلسفة)

السّوال الاوّل: الهيولىٰ لاتتجرد عن الصورة

(الف) صاحب کتاب نے اس دعوے پر جو دلیل دی اسے تحریر کریں؟ (۱۵)

(ب) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریف لکھیں؟ (۱۰)

هيولى ۔ صورة جسمية ۔ سطح جوهری ۔ خطاجوهری

السوال الثانی: قوۃ مدرکۃ اور قوۃ محرکۃ کی تعریف مع اقسام بیان کریں؟ نیز واضح کریں کہ قوت مدرکہ کس کا خاصہ ہے؟ (۲۵)

السوال الثالث: فی اثبات کثرة العقول

صاحب ہدایۃ الحکمۃ نے کثرت العقول کے اثبات پر جو دلیل دی ہے اسے قلمبند کریں؟ (۲۵)

القسم الثانی: المناظرة

السّوال الرابع: المنع طلب الدليل على مقدمة معينة ويسمى ذالك الطلب مناقضة و نقضا تفصيليا ايضا كما يسمى منعا ترك اضافة المقدمة الى ضمير الدليل لانه يوهم ظاهره ان المطلوب طلب دليل على

مقدمة ذالك الدليل المطلوب وليس الامر كذلك

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟ (۵)

(ب) عبارت مذکورہ کی تشریح ایسے انداز میں قلمبند کریں کہ مفہوم کلام واضح ہو جائے؟ (۱۰)

(ج) مقدمہ کی علم مناظرہ کے مطابق تعریف کریں؟ نیز مقدمہ کی اقسام بیان کریں؟ (۱۰)

السوال الخامس: والمدعى من نصب نفسه الاثبات الحكم بالدليل او التنبيه

(الف) عبارت کا اُردو میں ترجمہ کریں اور لفظ والمدعی بطور صیغہ متعین کریں؟ (۵)

(ب) مصنف نے لفظ ما کے بجائے لفظ من اختیار کیا ہے اس کی وجہ بیان کریں؟ (۵)

(ج) لاثبات الحکم سے بقول شارح ایک اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے اعتراض کی تقریر مع توضیح جواب تحریر کریں؟ (۱۰)

(د) مخطوطہ الفاظ ماقبل کی قید بن رہے ہیں۔ ان قیود کے فوائد بیان کریں؟ (۵)

السوال السادس: منع۔ نقض اور معاوضہ کی تعریف اور معارضہ کی اقسام مع وجہ حصر تحریر کریں؟ (۲۵)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2015ء

﴿پانچواں پرچہ: مناظرہ وفلسفہ﴾

القسم الاوّل :......مناظرہ

السوال الاول: الهيولى لاتتجرد عن الصورة

(الف) صاحب کتاب نے اس دعوے پر جو دلیل دی اسے تحریر کریں؟

(ب) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریف لکھیں؟

هيولى ۔ صورة جسمية ۔ سطح جوهرى ۔ خطاجوهرى

جواب: (الف) مذکورہ دعویٰ پر دلیل: ہیولیٰ صورت سے مجرد ہو کر نہیں پایا جاتا۔ ہماری یہ بات مان لو تو ٹھیک ہے اگر نہیں مانتے تو ہم دلیل دیتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ اگر ہیولیٰ صورت جسمیہ کے بغیر پایا جائے تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ ذات وضع ہو کر پایا جائے گا یا بغیر ذات وضع ہو کر۔ پہلی صورت باطل ہے کہ ہیولیٰ صورت جسمیہ کے بغیر ذات وضع کے ساتھ پایا جائے، کیونکہ اگر وہ ذات وضع ہو کر پایا جاتا ہے تو پھر دو حال سے خالی نہ ہوگا کہ وہ تقسیم کو قبول کرتا ہے یا نہیں۔ بصورت اوّل باطل ہے، کیونکہ وہ ذات وضع ہے اور ہر ذات وضع تقسیم کو قبول کرتا ہے اور تقسیم کو قبول کرنا بھی باطل ہے، کیونکہ اگر وہ تقسیم کو قبول کرتا ہے تو تین حال سے خالی نہ ہوگا کہ وہ صرف ایک جہت میں تقسیم کو قبول کرے گا تو یہ خط ہوگا یا پھر وہ دو جہتوں میں تقسیم کو قبول کرے گا تو یہ سطح جوھری ہے یا پھر تین جہتوں میں تقسیم کو قبول کرے گا تو یہ جسم ہے۔ یہ تینوں صورتیں باطل ہیں۔ اس کا خط یعنی خط جوہری ہونا تو اس لیے باطل ہے کہ اگر ہم خط جوہری کو تسلیم کریں تو پھر ہم اس خط کو طرفین کے درمیان رکھتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ یہ خط تلاقی طرفین سے مانع ہے یا نہیں۔ بصورت ثانی باطل ہے، کیونکہ تداخل لازم آئے گا جو کہ باطل ہے۔ اگر وہ خط تلاقی طرفین سے مانع نہ ہو تو پھر اس کی تقسیم ہو جائے گی، کیونکہ اس خط کی وہ جانب جو ایک طرف کو ملی ہوئی ہے وہ غیر ہے اس کے

جو دوسری طرف کو ملی ہوئی ہے۔ لہٰذا خط کا عرضاً تقسیم ہونا لازم آیا جو کہ باطل ہے۔ جب عرض میں تقسیم ہونا باطل ٹھہرا تو پھر خط جوہری کا وجود ہی باطل ہوا...... بصورت ثانی یعنی اگر وہ دو جہتوں میں قابل تقسیم ہو تو اسے سطح جوہری کہتے ہیں۔ اس کا سطح جوہری ہونا بھی باطل ہے، کیونکہ اگر جو سطح جوہری کو تسلیم کیا جائے تو پھر اس کو دو جسموں کی دو طرفوں کے درمیان رکھتے ہیں۔ دو طرفوں کے درمیان رکھنے سے وہ دو سطحوں کے درمیان آجائے' کیونکہ جسم کی طرف جسم کی سطح ہوتی ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ وہ سطح جوہری طرفین کو ملنے سے مانع ہے یا نہیں۔ بصورت ثانی باطل ہے، کیونکہ اس طرح ان کا ایک دوسرے کے اندر تداخل لازم آئے گا اور تداخل باطل ہے۔ اگر بصورت اوّل یعنی اگر وہ تلاقی طرفین سے مانع ہو تو یہ بھی باطل ہے' کیونکہ اس صورت میں سطح کا عمق میں تقسیم ہونا لازم آئے گا جو کہ باطل ہے۔ اس لیے کہ ہر سطح صرف طول اور عرض میں تقسیم کو قبول کرتی ہے۔ لہٰذا جب دونوں صورتیں باطل ہوئیں تو پھر اس کا خط سطح جوہری ہونا بھی باطل ہو گیا۔

تیسری صورت کو اگر وہ تین جہتوں میں تقسیم کو قبول کرے تو وہ جسم ہو گا۔ ہیولیٰ کا جسم ہونا بھی باطل ہے' کیونکہ اگر یہ جسم ہوا تو ہر جسم ہیولیٰ اور صورت سے مرکب ہوتا ہے۔ جس طرح ہیولیٰ کو صورت سے مجرد تسلیم کیا تھا' اس کا صورت کے ساتھ پایا جانا لازم آ رہا ہے۔ لہٰذا پتہ چلا کہ ہیولیٰ صورت سے مجرد ہو کر ذات وضع کے ساتھ نہیں پایا جاتا۔

بصورت ثانی یعنی اگر وہ صورت جسمیہ سے مجرد ہو کر غیرات وضع ہو کر پایا جائے تو یہ بھی باطل ہے' کیونکہ اگر وہ غیر ذات وضع ہو گا تو اس کی دو صورتیں ہیں کہ وہ اس صورت کے ساتھ مقترن ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو یہ باطل ہے، کیونکہ پھر تو وہ ہیولیٰ ہی نہیں رہے گا۔ حالانکہ ہم نے اسے ہیولیٰ فرض کیا تھا کہ ہر ہیولیٰ صورت جسمیہ کا محل ہوتا ہے اگر اقتران صورت ہو۔ یہ بھی باطل ہے' کیونکہ اقتران کی صورت میں ہیولیٰ تین حال سے خالی نہ ہو گا کہ وہ کبھی بھی چیز میں حاصل نہیں ہو گا یا تمام چیزوں میں حاصل ہو گا یا بعض میں ہو گا اور بعض میں نہیں۔ کسی بھی چیز میں نہ ہو یا تمام میں ہو تو یہ دونوں صورتیں باطل ہیں' کیونکہ ہیولیٰ مقترن بالصورۃ ہو کر جسم ہو گیا اور ہر جسم کسی نہ کسی چیز میں ضرور ہوتا ہے۔ تمام چیزوں

میں ایک جسم کا ہونا بھی محال ہے۔ تیسری صورت کہ بعض میں ہو اور بعض میں نہ ہو یہ بھی باطل ہے کہ اس صورت میں ترجیح بلا مرجح لازم آتا ہے۔

جب ہیولیٰ کا صورت جسمیہ کا بغیر ذات وضع ہو کر پایا جانا بھی باطل اور غیر ذات وضع ہو کر پایا جانا بھی باطل ہوا۔ پھر ثابت ہو گیا کہ ہیولیٰ صورت سے مجرد ہو کر نہیں پایا جاتا اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفیں:

ہیولیٰ وصورت جسمیہ: ہر جسم دو جزؤں سے مرکب ہوتا جن میں سے ایک نے دوسری میں حلول کیا ہو، محل کو ہیولیٰ کہتے ہیں اور حال کی صورت جسمیہ۔

سطح جوہری:

ہیولیٰ کو اگر سطح تسلیم کریں تو یہ سطح جوہری ہے۔

خط جوہری: ہیولیٰ کو اگر خط تسلیم کریں تو یہ خط جوہری ہے۔

السوال الثانی: قوۃ مدرکۃ اور قوۃ محرکۃ کی تعریف مع اقسام بیان کریں؟

نیز واضح کریں کہ قوت مدرکہ کس کا خاصہ ہے؟

جواب: قوت مدرکہ: حیوان ناطق کا حواس خمسہ میں سے کسی چیز کو معلوم کرنا۔

اقسام: قوت مدرکہ دو حال سے خالی نہیں کہ وہ دماغ سے خارج ہو گی یا دماغ کے بیچ سے حاصل ہو گی۔ بصورت اوّل قسم اوّل اور بصورت ثانی قسم ثانی۔ یوں قوت مدرکہ کی دو اقسام ہوئیں۔ ان میں سے ہر ایک کی پانچ پانچ قسمیں ہیں: قسم اوّل کی پانچ اقسام درج ذیل ہیں:

۱-قوت سامعہ: سننے کی قوت

۲-قوت باصرہ: دیکھنے کی قوت

۳-قوت شامہ: سونگھنے کی وقت

۴-قوت ذائقہ: چکھنے کی صورت

۵-قوت لامسہ: چھونے کی قوت

اسی طرح قسم ثانی کی پانچ قسمیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-خیال ۔۲-وہم ۔۳-حس مشترک ۔۴-حافظہ ۔۵-متصرفہ

نوٹ: پہلی قسم کی پانچ اقسام کو حواس خمسہ ظاہرہ جبکہ دوسری قسم کی پانچ اقسام کو حواس خمسہ باطنہ کہتے ہیں۔

قوت محرکہ کی تعریف:

وہ قوت ہے جو عضلات میں پائی جاتی ہے۔

اقسام: اس کی دو قسمیں ہیں:

۱-قوت باعثہ ۔۲-قوت فاعلہ۔

السوال الثالث: فی اثبات کثرۃ العقول

صاحب ہدایۃ الحکمۃ نے کثرت العقول کے اثبات پر جو دلیل دی ہے اسے قلمبند کریں؟

جواب: اس کی دلیل یہ ہے کہ افلاک کے لیے کسی مبدا اور مؤثر کا بلاواسطہ ہونا ضروری ہے۔ وہ مؤثر تین حال سے خالی نہ ہوگا کہ وہ عقل واحد ہوگا یا فلک واحد ہوگا یا پھر عقول کثیرہ یوں گی۔ پہلی صورت یعنی عقل واحد کا افلاک کے لیے مؤثر ہونا باطل ہے کہ افلاک متعدد ہیں یعنی ۹- واحد سے صرف معلول واحد ہی صادر ہوسکتا ہے۔ لہٰذا عقل واحد سے جمیع افلاک کا صدور محال ہوا۔ اسی طرح فلک واحد کا مؤثر ہونا بھی باطل ہے، کیونکہ افلاک واحد کو مؤثر ماننے کی دو صورتیں ہیں:

۱-حاوی مؤثر وعلت ہو وجود محوی کے لیے

۲-محوی موثر وعلت ہو وجود حاوی کے لیے

دوسری صورت باطل ہے، کیونکہ محوی ادنیٰ و اصغر ہوتا ہے اور حاوی اشرف و اعظم ہوتا ہے۔ ادنیٰ کا اشرف کے لیے علت ہونا باطل ہے۔ پھر حاوی کا وجود محوی کے لیے علت

ہونا بھی باطل ہوا، کیونکہ اگر حاوی وجود محوی کے لیے علت ہوتو وجوہ محوی کا وجوب وجود حاوی کے وجوب سے متاخر ہوگا۔ اس لیے وجود معلوم کا وجوب وجود علت کے وجوب سے متاخر ہوتا ہے۔ اس سے یہ لازم آئے گا کہ حاوی کے موجود ہوتے ہوئے محوی کا عدم ممتنع لذاتہ نہ ہو بلکہ ممکن ہو، کیونکہ اگر حاوی کے موجود ہوتے ہوئے محوی کا عدم ممکن نہ ہوتو پھر اس کا وجود حاوی کے وجود کے ساتھ لازم ہوگا جبکہ ہم نے اسے مؤخر فرض کیا تھا۔ یہ خلاف مفروض ہوا۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ حاوی کے موجود ہوتے ہوئے محوی کا عدم ممکن ہے، اس سے خلا کا ممکن ہونا لازم آیا جو کہ باطل ہے۔ پتہ چلا کہ افلاک میں مؤثر نہ تو عقل واحد ہے اور نہ ہی فلک واحد تو تیسری صورت ثابت ہوگئی کہ افلاک میں مؤثر عقول کثیرہ ہیں اور یہی ہمارا مطلوب تھا۔

(القسم الثانی: المناظرۃ)

السوال الرابع: المنع طلب الدلیل علی مقدمة معینة ویسمی ذالك الطلب مناقضة و نقضا تفصیلیا ایضا کما یسمی منعا ترك اضافة المقدمةالی ضمیر الدلیل لانه یوهم ظاهره ان المطلوب طلب دلیل علی مقدمة ذالك الدلیل المطلوب ولیس الامر کذلك

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) عبارت مذکورہ کی تشریح ایسے انداز میں قلمبند کریں کہ مفہوم کلام واضح ہو جائے؟

(ج) مقدمہ کی علم مناظرہ کے مطابق تعریف کریں؟ نیز مقدمہ کی اقسام بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ: منع مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کرنا ہے۔ اس طلب کا نام مناقضہ اور نقض تفصیلی بھی رکھا جاتا ہے۔ مقدمہ کی اضافت دلیل کی ضمیر کی طرف چھوڑ دی گئی اس لیے کہ اس کا ظاہر وہم ڈالتا ہے کہ مطلوب اسی دلیل کے مقدمہ میں دلیل طلب

کرنا ہے حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔

(ب) تشریح العبارۃ: مصنف یہاں سے منع کی تعریف اور اس کے دوسرے نام بیان کر رہے ہیں۔ ایک سوال کا جواب دے رہے ہیں۔ منع کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کرنے کو منع کہتے ہیں۔ منع کو مناقضہ بھی کہتے ہیں اور نقص تفصیلی بھی۔ اضافۃ المقدمۃ الخ سے ایک سوال کا جواب دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مقدمہ تو دلیل کا ہوتا ہے تو پھر مقدمہ کی وضاحت دلیل کی ضمیر کی طرف کرتے ہوئے علی مقدمۃ کہنا چاہیے۔ مقدمہ کی دلیل میں ضمیر کی اضافت کو کیوں ترک کیا؟ اس کا جواب دیا کہ اگر دلیل کی ضمیر کی طرف اضافت ہو جاتی تو پھر وہم ہوتا کہ شاید اسی خاص دلیل کے مقدمہ پر دلیل طلب کرنا منع کہلاتا ہے، حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ منع خاص دلیل کے مقدمہ پر دلیل طلب کرنے میں بند نہیں ہے۔

(ج) مقدمہ کی تعریف: جس پر دلیل کی صحت موقوف ہو، مقدمہ کہلاتا ہے۔

اقسام مقدمہ: مقدمہ کی دو اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- مقدمۃ الکتاب: وہ کلام ہے جو مقصد سے قبل ذکر کیا جائے' اس کا مقصد سے ربط ہوتا ہے اور وہ مقصد میں نافع ہوتا ہے۔

۲- مقدمۃ العلم: یہ وہ مقدمہ ہے جس پر علم میں شروع ہونا وجہ البصیرت موقوف ہو جیسے: تعریف، موضوع اور غرض۔

السوال الخامس: والمدعی من نصب نفسہ لاثبات الحکم بالدلیل اور التنبیہ

(الف) عبارت کا اُردو میں ترجمہ کریں اور لفظ والمدعی بطور صیغہ متعین کریں؟

(ب) مصنف نے لفظ ما کے بجائے لفظ من اختیار کیا ہے اس کی وجہ بیان کریں؟

(ج) لاثبات الحکم سے بقول شارح ایک اعتراض کا جواب دیا جا رہا ہے اعتراض کی تقریر مع توضیح جواب تحریر کریں؟

(د) مخطوطہ الفاظ ماقبل کی قید بن رہے ہیں۔ ان قیود کے فوائد بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: مدعی وہ شخص ہے جو دلیل یا تنبیہ کے ساتھ کسی حکم کو ثابت کرنے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرے۔

المدعی: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب افتعال۔ اس کا معنیٰ ہے: دعویٰ کرنے والا۔

(ب) مَا کی جگہ مَنْ لانے کی وجہ: لفظ ما عام ہے جو ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں کو شامل ہوتا ہے جبکہ مَن صرف ذوی العقول کے ساتھ خاص ہے۔ چونکہ مناظرہ صرف ذوی العقول کے درمیان ہوتا ہے تو غیر ذوی العقول کو نکالنے کے لیے لفظ مَا کی بجائے مَنْ استعمال کیا ہے۔ گویا لفظ مَنْ سے یہ بتا دیا کہ مناظرہ صرف ذوی العقول کے درمیان متحقق ہوتا ہے۔

(ج) لاثبات الحکم سے سوال اور اس کا جواب:

یہاں سے مصنف ایک سوال مقدر کا جواب دے رہے ہیں۔ سوال کی تقریر یہ ہے کہ مدعی اپنا دعویٰ دلیل سے ثابت کرتا ہے مگر تنبیہ سے نہیں کرتا' پھر لفظ تنبیہ کا استعمال درست نہیں؟ اس کا جواب دیا کہ اس جگہ عبارت مقدر ہے۔ تقدیر عبارت یوں ہے: ''لاثبات تمکین الحکم بالالیل او بالدلیل اور التنبیہ''، یعنی اپنے حکم کو پختہ کرنا، حکم کی پختگی جس طرح دلیل سے ہوتی ہے اس طرح تنبیہ سے بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا لفظ تنبیہ کا استعمال درست ہوا۔

(د) قیود کے فوائد: مدعی کی تعریف میں بالدلیل او التنبیہ کی قیود کا اضافہ کر کے مصنف نے دعویٰ کی دو اقسام کی طرف اشارہ کر دیا۔ ایک وہ دعویٰ ہے جو دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوتا اور ایک وہ دعویٰ ہے جو محض تنبیہ سے ثابت ہو جاتا ہے۔

السوال السادس: منع، نقض اور معارضہ کی تعریف اور معارضہ کی اقسام مع وجہ حصر تحریر کریں؟

جواب: منع کی تعریف:

مقدمہ معینہ پر دلیل طلب کرنا' منع کہلاتا ہے۔

نقض: مستدل کی دلیل کے مکمل ہونے پر اس کو ایسی بات سے باطل قرار دینا جس

سے مستدل کی دلیل کا فساد نمایاں ہو جائے' گویا وہ فساد یا محال کو مستلزم ہے۔

معارضہ کی تعریف واقسام:

جواب: حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان

سالانہ امتحان شهادة العالية (بی اے) سال دوم برائے طلباء

سال ۱۴۳۶ھ/2015ء

﴿الورقة السادة: الادب العربی﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے   کل نمبر 100

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاول......دیوان حماسه

السوال الاول: (الف) درج ذیل کا ترجمہ کری کہ مفہوم واضح ہو جائے؟ (۲۰)

لولا امیمة لم اجزع من العدم   ولم اقاس الدجی فی حندس الظلم

داو ابن عم السوء بالنأی والغنی   کفی بالغنی والنأی عنه مداویا

الا ان خیر الودود تطوعت   به النفس لاوداتی وهو متعب

نزلت علی ال المهلب شاتیا   غریبا عن الاوطان فی زمن محل

(ج) لم اقاس، داو، تطوعت اور شاتیًا ہفت اقسام کیا ہیں؟ (۱۰)

السوال الثانی: (الف) درج ذیل اشعار کا ترجمہ ومفہوم بیان کریں؟ (۲۰)

لکنه حوض من اودی باخوته   ریب الزمان فامسی بیضة البلد

نهل الزمان وعل غیر مصرد   من ال عتاب وال الاسود

طلبت فلم ادرك بوجهی ولیتنی   قعدت فلم ابغ الندی بعد سائب

فجئت الیه والرماح تنوشه   کوقع الصیاصی فی النسیج الممدد

(ب) درج ذیل میں مفردات کی جموع وجموع کے مفردات لکھیں؟ (۱۰)

حوض، اخوة، ریب، زمان، بیضة، البلد، وجه، رماح، صیاصی۔

السوال الثالث: علم ادب کی تعریف، موضوع اور غرض لکھیں۔ حماسہ کا مصنف کون ہے، اس کتاب کو حماسہ کیوں کہا گیا؟ صاحب حماسہ طبقات شعراء میں سے کس طبقے کا تھا؟ (۳۰)

(القسم الثانی ...... متنبی)

السوال الرابع: (الف) درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں کہ مفہوم واضح ہوجائے۔

وقی الامیر ھوی العیون فانه	مالا یزول بباسه وسخائه
طبع الحدید فکان من اجناسه	وعلی المطبوع من ابائه

خط کشیدہ الفاظ کے مفرد لکھیں "وعلی المطبوع" میں علی کس کا نام ہے اس سے کون مراد ہے؟ (۱۰)

السوال الخامس: (الف) اشعار کا ترجمہ وتشریح کریں خط کشیدہ لفظ ترکیب میں کیا بن رہا ہے؟ (۱۰)

کفل الثناء له برد حیاته	لما انطوی فکانه منشور
وکانما عیسی بن مریم ذکره	وکان اذر شخصه المقبور
والشمس فی کبد السماء مریضة	والارض واجفة تکاد تمور

(ب) آذر سے مراد کون ہے؟ شمس، شخص، ارض، کبد، ذکر کی جموع لکھیں؟ (۱۰)

السوال السادس: (الف) درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے؟ (۱۰)

وما تاب حتی غادر الکر وجهه	جریحا و خلی جفنه النقع ارمدا
فان کان ینجی من علی ترهب	تربت الاملاك مثنی وموحدا
وماقتل الاحرار کا لعفو عنهم	ومن لك بالحر الذی یحفظ الیدا

(ب) الاملاك، وجه، جفن، نقع، الاحرار، حر، الید

مندرجہ بالا مفردات کی جموع، جموع کے مفردات لکھیں؟ (۱۰)

پرچہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت سال 2015ء

﴿چھٹا پرچہ: ادب عربی﴾

القسم الاوّل ...... دیوان حماسہ

السّوال الاول: (الف) درج ذیل کا ترجمہ کری کہ مفہوم واضح ہوجائے؟

لولا امیمة لم اجزع من العدم	ولم اقاس الدجی فی حندس الظلم
داو ابن عم السوء بالنأی والغنی	کفی بالغنی والنأی عنه مداویا
الا ان خیر الودود تطوعت	به النفس لاوداتی وهو متعب
نزلت علی ال المهلب شاتیا	غریبا عن الاوطان فی زمن محل

(ج) لم اقاس، داو، تطوعت اور شاتیًا ہفت اقسام کیا ہیں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار:

☆ اگر امیدنہ ہوتی تو میں فقر سے نہ گھبراتا اور رات کی شدید تاریکیوں میں مشقت نہ جھیلتا۔

☆ چچا کے برے لڑکے کی دوری اور بے رخی کا علاج کر، کیونکہ اس کے لیے دوری اور بے رخی کا علاج کرنا مناسب ہے۔

☆ خبردار! بہترین دوست وہ ہے جس کے لیے دل آمادہ ہو، نہ وہ دوستی کہ جس سے دل رنجیدہ ہو۔

☆ میں موسم سرما میں قحط سالی کے دور میں وطن سے دور ال مہلب کا مہمان بنا۔

(ب) کلمات کا ہفت اقسام سے تعلق:

۱ – لم اقاس ...... ناقص یائی

۲ – داو ...... ناقص یائی

۳–تطوعت......اجوت واوی

۴–شاتیا......ناقص یائی۔

السوال الثانی: (الف) درج ذیل اشعار کا ترجمہ ومفہوم بیان کریں؟

لکنہ حوض من اودی باخوتہ ریب الزمان فامسی بیضۃ البلد

نھل الزمان وعل غیر مصرد من ال عتاب وال الاسود

طلبت فلم ادرک بوجھی ولیتنی قعدت فلم ابغ الندی بعد سائب

فجئت الیہ والرماح تنوشہ کوقع الصیاصی فی النسیج الممدد

(ب) درج ذیل میں مفردات کی جموع وجموع کے مفردات لکھیں؟

حوض، اخوۃ، ریب، زمان، بیضۃ، البلد، وجہ، رماح، صیاصی .

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار:

۱- مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ میرے بھائی دنیا سے رخصت ہوگئے اور احباب نے بھی علیحدگی اختیار کرلی تو میں کمزور ہو چکا ہوں۔

۲- زمانے کی تمام مشکلات ومصائب ال عتاب وال اسود پر حملہ آور ہوئیں، انہوں نے ان کا خون چوس لیا اور انہیں قریب المرگ بنادیا۔

۳- سائب کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد میں نے بذریعہ سفر اس جیسا فیاض وسخی تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔

۴- میں ممدوح کے پاس آیا تو وہ تیروں کی لپیٹ میں تھا جس طرح بنا ہوا کپڑا، کپڑا بنانے والے کے آلات کی ضد میں ہوتا ہے۔

(ب) مفرد کے جمع وجمع کے مفرد:

مفرد	جمع	جمع	مفرد
حَوْضٌ	اَحْوَاضٌ	اِخْوَةٌ	اَخٌ
رَيْبٌ (مصدر)	رَيْبٌ (مصدر)	رِمَاحٌ	رِمْحٌ
زَمَانٌ	اَزْمِنَةٌ	صَيَاصِيٌّ	صِيصَةٌ

بَيْضَةٌ	بَيْضَاتٌ		
بَلَدٌ	بِلَادٌ		
وَجْهٌ	وُجُوهٌ		

السوال الثالث: علم ادب کی تعریف، موضوع اور غرض لکھیں، حماسہ کا مصنف کون ہے، اس کتاب کو حماسہ کیوں کہا گیا؟ صاحب حماسہ طبقات شعراء میں سے کس طبقے کا تھا؟

جواب: تعریف، موضوع اور غرض ونام مصنف حماسہ:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

حماسہ کی وجہ تسمیہ:

اس کتاب میں چونکہ "حماسہ" تمام موضوعات اور ابواب سے بڑا اور اہم ہے، کیونکہ یہ بہادری اور شجاعت کے موضوع پر مشتمل ہے۔ شجاعت وبہادری اہل عرب کے ہاں پسندیدہ موضع ہے، اس اہم جزء پر ہی پوری کتاب کا نام رکھ دیا۔

صاحب حماسہ کا طبقہ:

ان کا طبقہ "اسلامی شعراء" ہے۔

القسم الثانی ......متنبی

السوال الرابع: (الف) درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں کہ مفہوم واضح ہوجائے؟

وقی الامیر ھوی العیون فانہ مالا یزول بباسہ وسخائہ

طبع الحدید فکان من اجناسہ وعلی المطبوع من ابائہ

(ب) خط کشیدہ الفاظ کے مفرد لکھیں "وعلی المطبوع" میں علی کس کا نام ہے اس سے کون مراد ہے؟

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار ومفہومہا:

۱- امیر کو آنکھوں کی خواہش ومحبت سے بچایا جائے، کیونکہ یہ ایسی چیز ہے جو اس کی شجاعت وبہادری سے بھی ختم نہیں ہوتی۔

۲- لوہے کو ڈھالنے سے اس کی اصل جنس ظاہر ہوگئی، علی اپنے اباء واجداد کے حسب ونسب اور دیگر اوصاف سے ڈھالا گیا ہے۔

(ب) جمع کے مفرد:

عیون کا مفرد عین ہے جبکہ اجناس کا مفرد جنس ہے۔

"علی" سے مراد:

اس سے مراد سیف الدولہ ہے' کیونکہ اس کا اصل نام "علی" ہے۔

السوال الخامس: (الف) اشعار کا ترجمہ وتشریح کریں خط کشیدہ لفظ ترکیب میں کیا بن رہا ہے؟

کفل الثناء له برد حیاته — لما انطوی فکانه منشور

وکانما عیسی بن مریم ذکره — وکان اذر شخصه المقبور

والشمس فی کبد السماء مریضة — والارض واجفة تکاد تمور

(ب) آذر سے مراد کون ہے؟ شمس، شخص، ارض، کبد، ذکر کی جموع لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار:

پہلے اور دوسرے اشعار کا ترجمہ حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

۳- آفتاب آسمان کے درمیان بیمار ہے اور زمین پریشان ہے کہ لرزہ بر اندام ہوجائے۔

ترکیب لما انطوی:

لما حرف شرط، انطوی فعل وفاعل جملہ فعلیہ ہو کہ شرط آئندہ جملہ اس کی جزاء۔

شرط اور جزاء مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(ب) آذر سے مراد:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا مراد ہے جو بت پرست اور مشرک تھا۔

مفردات کی جموع:

شَمْسٌ کی جمع شُمُوْسٌ — شَخْصٌ کی جمع اَشْخَاصٌ

اَرْضٌ کی جمع اَرْضُوْنَ — کَبِدٌ کی جمع اَکْبَادٌ

ذِکْرٌ کی جمع اَذْکَارٌ

السوال السادس: (الف) درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے؟

وما تاب حتی غادر الکر وجهه — جریحا و خلی جفنه النقع ارمدا

فان کان ینجی من علی ترهب — تربت الاملاك مثنی وموحدا

وماقتل الاحرار کالعفو عنهم — ومن لك بالحر الذی یحفظ الیدا

(ب) الاملاك، وجه، جفن، نقع، الاحرار، حر، الید

مندرجہ بالا مفردات کی جموع، جموع کے مفردات لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمۃ الاشعار: (۱) اس نے توبہ نہیں کی حتی کہ اس پر مشکلات و مصائب کا نزول ہوا اور اس کے چہرے کو زخمی کردیا اور غبار نے اسے آشوب چشم کا سرمہ لگادیا۔

☆ اگر راہب بن کر وہ علی (سیف الدولہ) سے نجات حاصل کرتا تو تمام حکمران راہب بننا پسند کرتے۔

☆ آزاد لوگوں کو قتل کرنا' ان کو معاف کرنے کی مثل نہیں ہے اور آزادی کی نعمت کو یاد رکھنے کی تجھے کوئی ضمانت دیتا۔

مفہوم: شاعر نے اپنے ان اشعار میں اپنے ممدوح سیف الدولہ علی کے کمالات و محاسن بیان کیے ہیں جنہیں خواص وعوام سب پسند کرتے ہیں۔

(ب) مفرد کے جموع اور جموع کے مفرد:

سوالات	جوابات
املاک	ملک
وجہ	وجوہ
جفن	اجفان
نقع	نقاع
احرار	حر
حر	احرار
ید	ایدی

☆☆☆☆☆

الاختیار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالیة "السنة الثانیة" للطلاب

المو افق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر و اصول تفسیر﴾

الوقت المحدد: ثلٰث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

سوال نمبر 1 اور 5 لازمی ہیں باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

(القسم الاوّل ...... تفسیر)

سوال نمبر 1: **اٰمین اسم الفعل الذی هو استجب وعن ابن عباس رضی الله عنهما سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن معناه فقال افعل بنی علی الفتح کاین لالتقاء الساکنین وجاء مدالفه وقصرها ۔**

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۵)

(۲) لفظ "امین" جزو قرآن ہے یا نہیں؟ بصورت دیگر اسے سورۃ الفاتحہ کے آخر میں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اپنا موقف مدلل تحریر کریں؟ (۱۰)

(۳) نماز آمین بالجہر کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۰)

(۴) سورۃ الفاتحہ کی فضیلت میں قاضی بیضاوی نے جو احادیث مبارکہ بیان کی ہیں ان میں سے کوئی ایک حدیث مبارک نقل کریں؟ (۵)

سوال نمبر 2: **ومما رزقنهم ینفقون الرزق فی اللغة الحظ قال الله تعالیٰ وتجعلون رزقکم أنکم تکذبون والعرف خصصه بتخصیص الشیء بالحیوان وتمکینه من الانتفاع به ۔**

(۱) کلام الٰہی وکلام مفسر کا ترجمہ کرکے اغراض مفسر سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۲) حرام کے رزق ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں معتزلہ اور اشاعرہ کے درمیان اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: **ومایضل به الا الفاسقین ای خارجین عن حدالایمان کقوله تعالیٰ ان المنافقین هم الفاسقون ۔**

(۱) فاسق کا لغوی و اصطلاحی معنی کرنے کے بعد بتائیں کہ معتزلہ کے نزدیک فاسق مومن ہے یا کافر؟ تفسیر بیضاوی کی روشنی میں جواب دیں؟ (۱۰)

(۲) قاضی بیضاوی نے فسق کے تین درجے ذکر کیے ہیں' آپ ان کے نام مع تعریفات تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: **فذبحوهافیه اختصار والتقدیر فحصلوا البقرة المنعوتة فذبحوها وما کادوا یفعلون**

(۱) وما کادوا یفعلون کے تحت قاضی بیضاوی نے جو وجوہات بیان کی ہیں ان کی وضاحت کریں؟ (۱۰)

(۲) کاد کون کون سے معانی میں استعمال ہوتا ہے؟ قاضی بیضاوی کے مختار معنی پر ہونے والے اعتراض اور اس کے جواب کی وضاحت کریں؟ (۱۰)

(القسم الثانی ......اصول تفسیر)

سوال نمبر 5: درج ذیل میں کسی تین اجزاء کا جواب دیں۔

(۱) نزول قرآن کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں؟ (۱۰)

(۲) نزول کے اسباب متعدد ہوتے ہیں یا نہیں؟ بصورت اول ان میں سے کوئی تین سبب سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

(۳) روایت بالماثور کے اسباب ضعف کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیلاً بیان کریں؟ (۱۰)

(۴) تفسیر بالرائے کے جواز وعدم جواز میں اختلاف مع الدلائل قلمبند کریں؟ (۱۰)

(سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پہلا پرچہ: تفسیر واصول تفسیر﴾

(القسم الاول ......تفسیر)

سوال نمبر 1: **اٰمین اسم الفعل الذی هو استجب وعن ابن عباس رضی الله عنهما سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن معناه فقال افعل بنی علی الفتح کاین لالتقاء الساکنین وجاء مدالفه وقصرها ۔**

(۱) کلام باری وکلام مفسر کا ترجمہ تحریر کریں؟

(۲) لفظ ''امین'' جزو قرآن ہے یا نہیں؟ بصورت دیگر اسے سورۃ الفاتحہ کے آخر میں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اپنا مؤقف مدلل تحریر کریں؟

(۳) نماز آمین بالجہر کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟

(۴) سورۃ الفاتحہ کی فضیلت میں قاضی بیضاوی نے جو احادیث مبارکہ بیان کی ہیں ان میں سے کوئی ایک حدیث مبارک نقل کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ: آمین اسم فعل ہے جو استجب کے معنی میں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے معنی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: افعل (یعنی اے خدا میرا کام کر دے) اس کو مبنی بر فتح قرار دیا گیا جس طرح کہ این کو التقائے ساکنین کی وجہ سے اور اس کے الف پر مد اور قصر دونوں پڑھ سکتے ہیں۔

(ب) آمین کا جزء قرآن ہونا:

لفظ آمین بالاتفاق قرآن کریم کا جز نہیں ہے۔

سورۃ فاتحہ کے آخر میں پڑھنے کا حکم: اس کو سورۃ فاتحہ کے آخر میں پڑھنا سنت ہے،

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سورۃ فاتحہ کے ختم ہو جانے کے بعد آمین کی تعلیم دی اور کہا: آمین کی حیثیت سورۃ فاتحہ کے اندر ایسی ہے جو مہر کی حیثیت خط کے اندر ہے۔ یعنی جس طرح مہر لگانے سے خط فساد سے محفوظ ہو جاتا ہے اسی طرح آمین سے سورۃ فاتحہ جو کہ دعا بھی ہے زائل ہونے سے محفوظ ہو جاتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے آمین رب العالمین کی مہر ہے جس کو لگا کر اللہ نے اپنے بندے کی دعا کو مہر بند کر دیا۔

(ج) آمین بالجہر کے بارے میں اختلاف: عندالشوافع آمین کو بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔ دلیل: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہتے تو آپ امین کہتے تھے اور اپنی آواز کو اس کے ساتھ بلند کرتے۔

عندالاحناف نماز میں آمین آہستہ کہنا سنت ہے۔

دلیل: حضرت علقمہ بن وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آمین آہستہ سے کہی۔

(د) سورۃ فاتحہ کی فضیلت پر حدیث پاک:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کسی قوم کا فیصلہ فرما دیتا ہے، پھر اس قوم کا کوئی بچہ سورۃ فاتحہ کی تلاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سنتے ہی اس قوم سے چالیس سال تک عذاب اٹھالیتا ہے۔

سوال نمبر2: وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ الرزق فی اللغة الحظ قال اللہ تعالیٰ و تجعلون رزقكم أنكم تكذبون والعرف خصصه بتخصيص الشیء بالحيوان وتمكينه من الانتفاع به۔

(۱) کلام الٰہی وکلام مفسر کا ترجمہ کر کے اغراض مفسر سپرد قلم کریں؟

(۲) حرام کے رزق ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں معتزلہ اور اشاعرہ کے درمیان اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: ''اور اس سے جو ہم نے ان کو رزق دیا خرچ کرتے ہیں'' رزق لغت میں ''حصہ'' کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اپنے جھوٹ بولنے کو اپنا حصہ اور نصیب بناتے ہو۔ عرف نے کسی شئی کو حیوان کے ساتھ خاص کرنے اور حیوان کو اس کے نفع پر قادر کر دینے کے ساتھ رزق کو خاص کر دیا ہے۔

اغراض مفسر: علامہ مفسر رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبارت چلا کسر رزق کا لغوی معنیٰ بیان کیا پھر لغوی معنیٰ میں دلیل دی، بعدازاں رزق کا اصطلاحی معنیٰ بیان کیا۔

(ب) حرام کے رزق ہونے یا ہونے میں اختلاف:

معتزلہ کا مذہب: ''معتزلہ کے نزدیک حرام رزق نہیں ہے۔

دلائل: معتزلہ نے اپنے مؤقف پر درج ذیل دلائل دیئے ہیں۔

دلیل نمبر۱: رزق کے مفہوم میں تمکین من الانتفاع ہے یعنی اللہ بندوں کو اس شئی سے نفع دینے پر قادر کر دے اور حرام شرعاً ممنوع الانتفاع ہے۔ جو چیز شرعاً ممنوع الانتفاع ہو وہ قبیح ہوتی ہے، کیونکہ منع کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور ناہی کی حکمت مقتضی ہے منہی عنہ کے قبیح ہونے کے لیے۔ لہٰذا حرام قبیح ٹھہرا۔ اللہ تعالیٰ اس کے اوپر بندوں کو متمکن نہیں کرے گا۔ لہٰذا حرام کے اندر رزق کے معنیٰ نہیں پائے جاتے، کیونکہ رزق کہتے ہی تمکین من الانتفاع کو ہیں۔

دلیل نمبر۲: دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کی نسبت اپنی طرف کر کے رَزَقْنَا فرمایا۔ اب اگر حرام کو رزق کہیں تو پھر حرام کی نسبت اللہ کی طرف ہوگی اور یہ جائز نہیں ہے۔

دلیل نمبر۳: اللہ تعالیٰ نے مَارَزَقْنَا کے انفاق کی وجہ سے مومنوں کی مدح فرمائی ہے۔ اگر حرام کو رزق کہیں تو پھر انفاق حرام بھی موجب مدح ہونا چاہیے حالانکہ حرام کو خرچ کرنا مدح کا باعث نہیں ہے۔

اشاعرہ کا مذہب:

اشاعرہ کے نزدیک حرام رزق ہے۔

دلیل: حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت عمرو بن مرۃ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے بارے میں بدبختی نے فیصلہ کردیا ہے میں تو نہیں جانتا کہ مجھ کو سوائے اپنے ہاتھوں سے دف بجانے کے کسی اور وسیلے کے رزق ملے۔ لہٰذا آپ مجھے اپنے گانوں کی اجازت فرمائیں جن میں فحش گوئی نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو اس کی اجازت نہیں دے سکتا' کیونکہ دوں گا۔ اس میں کوئی عزت اور نعمت نہیں ہے۔ اے دشمن خدا تو نے جھوٹ بولا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے حلال رزق دیا۔ تو نے وہ رزق حاصل کیا' جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھا ہے۔ اس حدیث پاک میں جس طرح گانے کی کمائی کا حرام ہونا ثابت ہوتا ہے، اسی طرح حرام کا رزق ہونا بھی ثابت ہے۔

اللہ نے جو رزق کا اسناد اپنی طرف کیا ہے وہ تعظیم کے لیے کیا ہے یا انفاق پر ابھارنے کے لیے۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر حرام رزق نہ ہوتا تو لمبی عمر حرام کے ساتھ غذا دیا جاتا ہے اس کو رزق نہ کہنا چاہیے حالانکہ ایسا نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا عَلَى اللّٰہِ رِزْقُهَا۔۱۲

سوال نمبر3: وَمَا يُضِلُّ بِهٖ اِلَّا الْفَاسِقِيْنَ اى خارجين عن حدالایمان کقوله تعالى: اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ .

(۱) فاسق کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ کرنے کے بعد بتائیں کہ معتزلہ کے نزدیک فاسق مومن ہے یا کافر؟ تفسیر بیضاوی کی روشنی میں جواب دیں؟

(۲) قاضی بیضاوی نے فسق کے تین درجے ذکر کیے ہیں' آپ ان کے نام مع تعریفات تحریر کریں؟

جواب: (الف) فسق کا لغوی معنیٰ: اعتدال سے نکل جانا' صراط مستقیم سے نکل جانا۔

اصطلاحی معنیٰ: اللہ کے حکم سے نکلنا بوجہ ارتکاب کبیرہ گناہ کے۔

معتزلہ کے نزدیک فاسق کا حکم: عندالمعتزلہ فاسق نہ مومن ہے اور نہ کافر بلکہ دونوں کے درمیان واسطہ ہے' کیونکہ ایمان تصدیق، اقرار اور عمل کے مجموعہ کا نام ہے۔ کفر حق کو جھٹلا

نا اور اس کا انکار کرنا ہے۔ لہٰذا انہوں نے ایک تیسری قسم بنا ڈالی جو نہ مومن ہے اور نہ کافر۔

(ب) فسق کے درجے: فسق کے تین درجے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- التغابی: جو کبیرہ گناہ کا کبھی کبھی ارتکاب کرے اور اسے قبیح خیال کرے۔

۲- انهماك: جو لاپرواہی کے عالم میں کبیرہ کے مرتکب ہونے کا عادی بن جائے۔

۳- جحود: جو کبیرہ گناہ کو درست خیال کرکے اس کا ارتکاب کرے۔

سوال نمبر4: فذبحوها فيه اختصار والتقدير فحصلوا البقرة المنعوتة فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ

(۱) وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ کے تحت قاضی بیضاوی نے جو وجوہات بیان کی ہیں ان کی وضاحت کریں؟

(۲) کاد کون کون سے معانی میں استعمال ہوتا ہے؟ قاضی بیضاوی کے مختار معنیٰ پر ہونے والے اعتراض اور اس کے جواب کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) وجوہات کا بیان:

☆ ان کے ٹال مٹول کے لمبا ہونے کی وجہ۔

☆ قاتل کے نمایاں ہونے میں رسوائی کے ڈر سے۔

☆ اس گائے کی ثمن زیادہ ہونے کی وجہ سے۔

(ب) کاد کا معنیٰ: کا افعال مقاربہ سے ہے۔ خبر کو حصول کے قریب کرنے کے لیے موضوع ہے۔ جب اس پر حرف نفی داخل ہوتا ہے تو اس کا معنیٰ عندالبعض مطلقاً اثبات ہوتا ہے خواہ ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر۔ بعض نے کہا: اگر ماضی پر داخل ہو اثبات کے لیے ہوتا ہے اور اگر مضارع پر داخل ہو تو نفی کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔

صحیح بات یہ ہے کہ اس کا حکم باقی افعال کی طرح ہے۔ اس معنی پر اعتراض ہوتا ہے کہ اگر ماضی منفی پر داخل ہونے کی صورت میں نفی والا معنیٰ مراد لیں تو یہ معنیٰ فَذَبَحُوْهَا کے منافی ہوگا کہ وہ اثبات پر دلالت کرتا ہے جبکہ ما کادوا منفی پر؟ اس کا جواب دیا: نفی اور اثبات کا اجتماع لازم نہیں آرہا' کیونکہ نفی کا زمانہ اور ہے اور فعل ذبح کا زمانہ اور ہے۔ اعترا

ض تو تب ہوتا ہے جب دونوں کا زمانہ ایک ہو۔

القسم الثانی ...... اصول تفسیر

سوال نمبر 5: درج ذیل میں کسی تین اجزاء کا جواب دیں۔

(۱) نزول قرآن کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟ اپنا مؤقف دلائل سے ثابت کریں؟ (۱۰)

(۲) نزول کے اسباب متعدد ہوتے ہیں یا نہیں؟ بصورت اول ان میں سے کوئی تین سبب سپرد قلم کریں؟

(۳) روایت بالماثور کے اسباب ضعف کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیلاً بیان کریں؟

(۴) تفسیر بالرائے کے جواز وعدم جواز میں اختلاف مع الدلائل قلمبند کریں؟

جواب: (الف) نزول قرآن کی ابتداء: چالیس سال عمر ہونے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلان نبوت کا حکم دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں جا کر تنہاء اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ سترہ (۱۷) رمضان المبارک کو حضرت جرائیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو پڑھنے کا کہا تو آپ نے فرمایا: ''مَا اَنَا بِقَارِئٍ'' حضرت جرائیل علیہ السلام نے آپ کو سینے سے لگایا اور تین مرتبہ چمٹایا تو آپ نے پڑھنا شروع ہو گئے۔ یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے جسے امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں باب کیف بدء الوحی کے تحت نقل فرمایا۔ قرآن مجید کا رمضان میں نزول نص قرآن سے ثابت ہے۔

(ب) نزول قرآن کے اسباب: جی ہاں! نزول قرآن کے متعدد اسباب ہیں جن میں سے تین درج ذیل ہیں:

نمبر۱۔ اگر کسی آیت کی تفسیر میں دو روایتیں ہوں۔ ایک میں نَـزَلَتِ الْاٰیَۃُ فِیْ کَذَا کے الفاظ ہوں اور دوسری روایت میں صراحۃً کسی واقعہ کو سبب نزول قرار دیا گیا ہو، دوسری

روایت پر اعتماد کیا جائے گا اور پہلی روایت کو راوی کے اجتہاد پر محمول کیا جائے گا۔

نمبر۲۔ اگر کسی آیت کی تفسیر میں دو مختلف روایتیں ہوں، دونوں میں یہ الفاظ مستعمل ہوں ''نَـزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيٰتُ فِیْ كَذَا'' لیکن دونوں میں الگ الگ معاملات ذکر کیے گئے ہوں، درحقیقت دونوں میں تضاد نہیں بلکہ دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہوتے ہیں' کیونکہ اس سے کسی کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ یہ معاملہ اس آیت کا سبب نزول ہے بلکہ منشاء یہ ہوتا ہے کہ یہ معاملہ آیت کے حکم اور مفہوم میں داخل ہے۔

نمبر۳۔ بعض دفعہ دو روایتیں جو شان نزول کے بارے میں متضاد ہوتی ہیں اور سند کے اعتبار سے دونوں درست ہوتی ہیں لیکن کسی ایک روایت کے حق میں کوئی وجہ ترجیح پائی جاتی ہے مثلاً ایک کی سند دوسری کے مقابلہ میں قوی ہوتی ہے یا ایک کا راوی ایسا ہوتا ہے جو واقعہ کے وقت موجود ہوتا ہے' ایسی روایت کو اختیار کیا جائے گا۔

(ج) روایت بالماثورہ کے اسباب ضعف: وہ پانچ ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ صحیح احادیث کا غیر صحیح احادیث سے مل جانا، جو بغیر تحقیق کے صحابہ کرام اور تابعین کی طرف منسوب ہوں۔

۲۔ اسرائیلی روایات کی بھرمار جو اسلامی عقائد سے متصادم ہوں۔

۳۔ بعض منحرف اصحاب مذہب کی من گھڑت باتیں جن کو صحابہ کی طرف منسوب کر دیا گیا ہو جیسے اہل روافض حضرات' حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن سے آپ بری الذمہ ہیں۔

۴۔ عباسی خلفاء کی خوشامد کی خاطر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیے گئے اقوال جن کی نسبت درست نہیں۔

۵۔ اسلام دشمن افراد کی احادیث اور صحابہ کرام کے خلاف سازشیں جن کی وجہ سے انہوں نے جھوٹی احادیث گھڑ لیں...... لہٰذا روایت بالماثورہ کے اسباب ضعف پانچ ہوئے۔

(د) تفسیر بالرائے کے جواز وعدم جواز میں اختلاف:

اس مسئلہ میں دو مذاہب ہیں:

پہلا مذہب: عدم جواز کا ہے جو تفسیر سماع پر موقوف ہے۔

دوسرا مذہب: کچھ شرائط کے ساتھ جائز ہے' یہ جمہور کا مذہب ہے۔

مانعین کے دلائل: تفسیر بالرائے بغیر علم کے اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور اس کی حدیث شریف میں بھی سخت وعید وارد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھ پر جھوٹ باندھنے سے بچو۔

ارشادِ ربانی ہے: "وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ" اس میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اور تفسیر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تفسیر قرآن کا کسی دوسرے کو کوئی حق نہیں ہے۔

جمہور کے دلائل: قرآن نے تدبر کی تعلیم دی ہے اور تدبر صرف اسرار قرانی میں ہوسکتا ہے جب اس میں غوطہ زن ہوں گے اور اس کے معانی میں اجتہاد کریں گے۔

لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔عوام ۔۲۔علماء

عوام کو علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور رجوع کرنے کا حکم بھی ہے۔ علماء ایسے ہوں جو احکام قرآنی کا استنباط کر سکتے ہوں۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ
لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ

☆ اگر اجتہاد کے ساتھ تعبیر نا جائز ہوئی تو اجتہاد سرے سے ہی نا جائز ہوتا۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بے شک قرآن کی تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی ہے۔ اس کے باوجود ان کی تفسیر میں کئی طرح کے اقوال واختلاف ہیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنیادی تفسیر پڑھائی ہے جبکہ بقیہ انہوں نے اپنی خداداد فطری صلاحیتوں اور عقل سلیم سے حاصل کیا ہے۔

☆ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا کی: "اے اللہ! ان کو دین میں فقاہت عطا فرما"۔

یہ دعا بھی اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالیة "السنة الثانیة" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات مجموع الأرقام: ۱۰۰

(القسم الاوّل......حدیث)

سوال نمبر1: عن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایقام الحدود فی المساجد ولایقاد بالولد الوالد .

(۱) حدیث مبارک پر اعراب لگائیں اور سلیس اُردو میں ترجمہ کریں، نیز مساجد میں حدود قائم کرنے سے منع کرنے کی وجہ تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟ نیز اس میں اگر اختلاف ائمہ ہو تو مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر2: عن عکرمة قال اتی علی بزنادقة فاحرقهم فبلغ ذلك ابن عباس فقال لو کنت انا لم أحرقهم لنهی رسول الله صلی الله علیه وسلم لاتعذبوا بعذاب الله ولقتلتهم لقول رسول الله صلی الله علیه وسلم من بدل دینه فاقتلوه

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں؟ نیز زنادقہ کے عقائد کے بارے میں مختلف اقوال سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسی سزا کیوں دی؟ وجہ تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر3: عن انس قال ان کان النبی صلی الله علیه وسلم لیخالطنا حتی یقول لاخ لی صغیر یااباعمیر مافعل النغیر کان له نغیر یعلب به فمات .

(۱) حدیث مبارک کا ترجمہ سپرد قلم کریں، نیز مزاح کا لغوی و اصطلاحی معنی بیان کریں؟ (۱۵)

(۲) حدیث مبارک سے ثابت ہونے والے کوئی تین مسائل کی نشاندہی کریں؟ (۱۵)

القسم الثانی ...... اصول حدیث

سوال نمبر 4: (۱) خبر واحد کا لغوی و اصطلاحی معنی اور حکم قلمبند کریں؟ (۱۰)

(۲) قوت وضعف کے اعتبار سے خبر واحد کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: **اختلفت اقوال العلماء فی تعریف الحسن**

(۱) حسن کی تعریف میں محدثین کا اختلاف تحریر کرنے کے بعد مصنف کے مختار قول کی تعیین کریں؟ (۱۰)

(۲) حدیث قدسی اور قرآن کے درمیان فرق کی کوئی دو صورتیں بیان کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: (۱) حدیث موضوع کی پہچان کے کوئی تین طریقے تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) وضع کی کوئی پانچ وجوہات سپرد قلم کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿دوسرا پرچہ...... حدیث واصول حدیث﴾

(القسم الاوّل...... حدیث)

سوال نمبر 1: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُقَامُ الْحُدُوْدُ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَا يُقَادُ بِالْوَلَدِ الْوَالِدُ .

(۱) حدیث مبارک پر اعراب لگائیں اور سلیس اُردو میں ترجمہ کریں، نیز مساجد میں حدود قائم کرنے سے منع کرنے کی وجہ تحریر کریں؟

(۲) خط کشیدہ کی وضاحت کریں؟ نیز اس میں اگر اختلاف ائمہ ہو تو مع الدلائل سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں ترجمہ درج ذیل ہے۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مساجد میں حدیں قائم نہ کی جائیں اور بیٹے کو قتل کرنے کے سبب باپ کو قصاصاً قتل نہ کیا جائے''۔

وجہ ممانعت: زنا اور چوری وغیرہ کی حدیں مساجد میں قائم نہیں کی جائیں گی' کیونکہ مساجد صرف فرض نماز اور اس کے تابع نفلی عبادت، ذکر اور تدریس علوم کے لیے بنائی جاتی ہیں۔

(ب) خط کشیدہ کی وضاحت اور اس میں اختلاف:

اگر والد نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا' تو قصاصاً باپ کو قتل نہیں کیا جائے گا یعنی باپ سے قصاص نہیں لیا جائے۔

مذکورہ مسئلہ میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا اختلاف ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر باپ

اپنے بیٹے کو ذبح کرے تو اس سے قصاص لیں گے' کیونکہ یہ بلاشبہ قتل عمل ہے اور یہ جرم ہونے کی حیثیت سے زیادہ شدید ہے' کیونکہ اس میں قطع رحمی بھی پائی گئی ہے۔ یہ ایسے ہو گیا جیسے کسی شخص نے اپنی بیٹی سے زنا کیا تو اس پر حد لازم ہے۔ اگر تلوار سے مارے تو قصاص نہیں ہے' کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ اس نے ادب سکھانے کے لیے مارا ہو قتل کے ارادہ سے نہ مارا ہو۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ باقی آئمہ فقہ کا وہی مؤقف ہے جو حدیث کا ظاہر ہے اور یہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلاف حجت ہے۔

سوال نمبر2: **عن عكرمة قال اتى على بزنادقة فاحرقهم فبلغ ذلك ابن عباس فقال لو كنت انا لم أحرقهم لنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم لاتعذبوا بعذاب الله ولقتلتهم لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بدل دينه فاقتلوه**

(۱) حدیث شریف کا ترجمہ تحریر کریں؟ نیز زنادقہ کے عقائد کے بارے میں مختلف اقوال سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسی سزا کیوں دی وجہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ مرتدین لائے گئے تو آپ نے انہیں جلا دیا۔ یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں فرمایا: اگر میں ہوتا تو انہیں نہ جلاتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے: تم اللہ کے عذاب جیسا عذاب نہ دو۔ میں انہیں قتل کرتا' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا دین بدلے اسے قتل کرو۔

زنادقہ کے عقائد: زنادقہ کے عقائد میں مختلف اقوال ہے کچھ نے کہا: ☆ زندیق شخص بقاء زمانہ کا قائل ہوتا ہے ☆ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا ☆ خالق کو نہیں مانتا ☆ ان کا عقیدہ ہے کہ حلال اور حرام مشترک ہیں۔ کچھ نے کہا کہ زندیق وہ ہے جو کسی شیء کی حرمت کا قول نہیں کرتا اور مذکورہ باتوں کا قائل ہوتا ہے۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ زندیق وہ ہے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اور خالق کی

وحدانیت کا منکر ہے۔ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زندیق اصل میں مجوسیوں کی ایک قوم کو کہتے ہیں جو زردشت مجوسی کی تیار کردہ کتاب ژند کے پیروکار ہیں۔ اب وہ شخص ہے جو آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو اور اللہ کی ربوبیت کا منکر ہو۔

(ب) ایسی سزا دینے کی وجہ:

بعض محدثین فرماتے ہیں کہ یہ عبداللہ بن سباء کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ ہیں جن کا تعلق سبائیہ سے تھا۔ انہوں نے فتنہ پردازی اور اُمت کو گمراہ کرنے کے لیے اسلام ظاہر کیا اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خدا ہیں۔ آپ نے انہیں گرفتار کیا اور انہیں توبہ کا موقع وحکم دیا مگر انہوں نے توبہ نہ کی۔ آپ نے ان کے لیے گڑھے کھدوائے' ان میں آگ جلائی اور انہیں اس میں جلا دیا۔

سوال نمبر3: **عن انس قال ان كان النبى صلى الله عليه وسلم ليخالطنا حتى يقول لاخ لى صغير يااباعمير مافعل النغير كان له نغير يعلب به فمات .**

(۱) حدیث مبارک کا ترجمہ سپرد قلم کریں، نیز مزاح کا لغوی واصطلاحی معنیٰ بیان کریں؟

(۲) حدیث مبارک سے ثابت ہونے والے کوئی تین مسائل کی نشاندہی کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ گھل مل جایا کرتے تھے (یعنی خوش طبعی فرمایا کرتے تھے) حتیٰ کہ میرے چھوٹے بھائی کو فرماتے: ''اے ابو عمیر وہ چڑیا کہاں گئی؟'' اس کی ایک چڑیا تھی جس سے وہ کھیلتا تھا، پس وہ مر گئی تھی۔

مزاح کا لغوی واصطلاحی معنیٰ: مزاح کا لغوی معنیٰ ہے: مخول کرنا' خوش طبعی کرنا۔ اصطلاحی معنیٰ ہے: بغیر انداز کے کسی کے ساتھ خوش طبعی کرنا، اس کے ساتھ مذاق کرنا، بغیر تکلیف کے کسی کو خوش کرنا۔ اگر دوسرے کو ایذا پہنچے تو اس کو سخریہ، یا مسخرہ کہتے ہیں۔

(ب) حدیث پاک سے ثابت ہونے والے مسائل:

۱- اگر کسی کی دل آزاری کے بغیر خوش طبعی کر سکتے ہیں۔

۲- چھوٹے بچوں کی کنیت رکھنا جائز ہے۔

۳- کلام میں سجع کی رعایت کرنا جائز ہے۔

۴- بچوں کا پرندوں کے ساتھ کھیلنا جائز ہے جب کہ انہیں اذیت نہ دی جائے۔

۵- مدینہ منورہ میں شکار کرنا جائز ہے۔

۶- اسماء کی تصغیر جائز ہے۔

(القسم الثانی ...... اصول حدیث)

سوال نمبر 4: (۱) خبر واحد کا لغوی و اصطلاحی معنی اور حکم قلمبند کریں؟

(۲) قوت وضعف کے اعتبار سے خبر واحد کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ تحریر کریں؟

جواب: (الف) خبر کا لغوی اور اصطلاحی معنی: لغت میں خبر واحد وہ خبر ہے جس کو ایک شخص روایت کرے اور اصطلاح میں وہ خبر ہے جس میں متواتر کی شرائط جمع نہ ہوں۔

حکم: خبر واحد علم نظری کا فائدہ دیتی ہے۔ علم نظری سے مراد وہ علم ہے جو غور و فکر اور استدلال پر موقوف ہو۔

(ب) خبر واحد کی اقسام: خبر واحد کی قوت وضعف کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں:

۱- مقبول۔ ۲- مردود

مقبول کی تعریف: ما ترجح صدق المخبر به: جس حدیث میں خبر دینے والا کے صدق کو ترجیح حاصل ہو۔ حدیث مقبول پر عمل کرنا اور اس سے دلیل پکڑنا واجب ہے۔

مردود کی تعریف: مالم یترجح صدق المخبر به: جس حدیث میں خبر دینے کا صدق راجح نہ ہو۔ اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس پر عمل واجب ہے۔

سوال نمبر 5: اختلفت اقوال العلماء فی تعریف الحسن

(۱) حسن کی تعریف میں محدثین کا اختلاف تحریر کرنے کے بعد مصنف کے مختار قول کی

تعیین کریں؟

(۲) حدیث قدسی اور قرآن کے درمیان فرق کی کوئی دو صورتیں بیان کریں؟

جواب: (الف) حسن کی تعریف میں اختلاف:

حسن کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حسن کی تعریف یوں کی ہے: ''وہ حدیث ہے جس کا مخرج معلوم ہو اور اس کے رجال متحد ہوں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یوں تعریف کی ہے: ''وہ حدیث ہے جس کی سند میں ایسا راوی نہ جس پر جھوٹ کی تہمت ہو اور وہ حدیث شاذ بھی نہ ہو''۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ پوری تعریف یوں کی ہے: وہ حدیث صحیح ہے جس کے راوی کا ضبط خفیف ہو یعنی اس کا ضبط قلیل ہو۔

حضرت مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کو مختار قرار دیا ہے۔

(ب) حدیث قدسی اور قرآن کے درمیان فرق کی صورتیں:

حدیث قدسی اور قرآن کریم میں فرق کی بہت سی وجوہات ہیں جس میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

☆ قرآن کریم کے الفاظ اور معانی دونوں من جانب اللہ ہیں جبکہ حدیث قدسی کا مفہوم اللہ کی طرف سے ہے لیکن الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔

☆ قرآن کے ثبوت میں تواتر شرط ہے جبکہ حدیث قدسی کے ثبوت میں تواتر شرط نہیں ہے۔

☆ قرآن وحی متلو ہے اور حدیث قدسی وحی غیر متلو۔

سوال نمبر 6: (۱) حدیث موضوع کی پہچان کے کوئی تین طریقے تحریر کریں؟

(۲) وضع کی کوئی پانچ وجوہات سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) حدیث موضوع کی پہچان کے طریقے:

۱- واضع وضع کا اقرار کرے۔

۲- وضع کے اقرار کے قائم مقام کوئی چیز پائی جائے جیسے کوئی اپنے شیخ سے روایت کرے تو اس کی پیدائش کا سوال کیا جائے گا۔ وہ جو تاریخ بتائے وہی تاریخ اس کے شیخ کی وفات کی بنتی ہو یا اس کا شیخ اس تاریخ سے پہلے ہی فوت ہو جائے۔ وہ حدیث بھی صرف اسی کے پاس ہو۔

۳- راوی میں کوئی قرینہ پایا جائے مثلاً راوی رافضی ہو اور حدیث اہل بیت کے بارے میں ہو۔

(ب) وضع کی پانچ وجوہات:

۱- تقرب الی اللہ: حدیث وضع کر کے لوگوں کو نیکیوں میں رغبت دلائی جائے اور فعل منکر سے خوف دلایا جائے۔

۲- انتصار المذہب: مذہب کی تقویت کے لیے جھوٹی احادیث گھڑ لینا جیسا کہ خوارج وغیرہ لوگ کرتے ہیں۔

۳- اسلام میں طعن کرنے کے لیے جیسا کہ زنادقہ وغیرہ کرتے ہیں۔

۴- کسب اور طلب رزق کے لیے۔

۵- شہرت کا قصد کرتے ہوئے۔

۶- حکمرانوں اور بڑے لوگوں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النہائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات — مجموع الأرقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: ومن باع نخلا او شجرا فيه ثمر فثمرته للبائع الا ان يشترط المبتاع

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ وتشریح سپرد قلم کریں؟ (۱۳)

(۲) مذکورہ مسئلہ کے جواز پر عقلی ونقلی دلائل سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: خيار الشرط جائز فی البيع للبائع و المشتری ولهما الخيار ثلاثة ايام فما دونها

(۱) عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مسئلہ مذکورہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں ثابت ہو جائے؟ (۱۳)

(۲) خیار شرط کی مدت کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 3: من اشتری شيئا مما ينقل ويحول لم يجز له بيعه حتى يقبضه

(۱) عبارت کا ترجمہ کر کے مذکورہ مسئلہ کو دلائل سے ثابت کریں۔ (۱۳)

(۲) بیع العقار قبل القبض کے جواز وعدم جواز کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 4: بيع ضربة القانص، بيع النحل، بيع القز، بيع عظام الميتة کی وضاحت اس انداز سے کریں کہ حکم اور علت واضح ہو جائیں؟ (۳۴)

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿تیسرا پرچہ: فقہ﴾

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1: وَمَنْ بَاعَ نَخْلًا اَوْ شَجَرًا فِیْهِ ثَمَرٌ فَثَمَرَتُهٗ لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ

(۱) عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ وتشریح سپر دقلم کریں؟

(۲) مذکورہ مسئلہ کے جواز پر عقلی ونقلی دلائل سپر دقلم کریں؟

جواب: (الف) اعراب وترجمہ: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں: اور جس شخص نے کھجور کے درخت کی بیع کی یا ایسے درخت کی کہ اس میں پھل موجود ہو تو اس کا پھل بائع کے لیے مگر یہ کہ مشتری شرط لگا دے۔

(ب) دلائل بر مذکورہ مسئلہ:

نقلی دلیل: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من اشتری ارضا فیھا نخل والثمرة للبائع الآان یشترط البتاع''یعنی جس نے زمین خریدی کہ اس میں کھجوروں کے درخت ہوں تو پھل بائع کے لیے ہیں مگر یہ کہ مشتری شرط لگالے۔

عقلی دلیل: پھل کا درخت کے ساتھ خلقۃً اتصال ہے مگر اتصال قطع کے لیے ہے بقا کے لیے نہیں ہے تو یہ کھیت کی طرح ہوا یعنی زمین بیچنے کی طرح۔ لہٰذا ذکر کیے بغیر عقد میں داخل نہ ہوگا۔

سوال نمبر 2: خیار الشرط جائز فی البیع للبائع و المشتری و لھما الخیار ثلاثة ایام فما دونھا

(۱) عبارت کی تشریح اس انداز سے کریں کہ مسئلہ مذکورہ احادیث مبارکہ کی روشنی میں

ثابت ہو جائے۔

(۲) خیار شرط کی مدت کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل سپر دقلم کریں؟

جواب: (الف) تشریح العبارت: مذکورہ عبارت میں خیار شرط کے بارے میں بتایا گیا ہے' پھر خیار شرط کی مدت کا بیان کیا گیا ہے۔ خیار شرط کا حکم یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔ یہ خیار بائع اور مشتری دونوں کو حاصل ہوتا ہے۔ عندالاحناف اس کی زیادہ سے زیادہ مدت تین دن ہے۔

خیار شرط جائز ہے، اس پر یہ حدیث مبارکہ دلالت کرتی ہے کہ ایک صحابی حضرت حبان بن منقذ بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ بیع میں دھوکہ ہو جاتا تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: جب تم بیع کرو تو یہ الفاظ کہہ لیا کرو: ''لاخلابة ولی الخیار ثلاثة ایام''اس طرح صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان سے بچانے کے لیے یہ الفاظ جو خیار شرط پر دلالت کرتے ہیں، کو مقرر فرمایا۔ اس حدیث سے خیار شرط کا ثبوت ملتا ہے۔

(ب) مدت خیار میں آئمہ کا اختلاف:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک خیار شرط کی مدت تین دن تک ہے، اس سے زائد جائز نہیں اور یہی مذہب امام شافعی اور امام زفر رحمہا اللہ کا ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک خیار شرط کی مدت تین دن سے زائد بھی جائز ہے۔

صاحبین کی دلیل: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے خیار کو دو ماہ تک جائز قرار دیا۔ اس پر عقلی دلیل یہ ہے کہ خیار شرط حاجت کے لیے ہوا کرتی ہے کہ اس کی مدد سے نقصان سے بچا جا سکے۔ لہٰذا اس کے لیے زیادہ سے زیادہ مدت ہونی چاہیے۔

امام صاحب کی دلیل: یہ ہے کہ خیار شرط عقد کے تقاضا کے خلاف ہے' کیونکہ عقد کا مقتضی لزوم ہے لیکن ہم نے قیاساً اس کو جائز قرار دیا ہے' حقیقۃً یہ عقد کے خلاف ہے۔

لہٰذا اسی مدت پر عمل ہوگا جو حدیث کے اندر موجود ہے اور وہ تین دن ہے۔

سوال نمبر 3: من اشتری شیئا مما ینقل ویحول لم یجزله بیعه حتی یقبضه

(۱) عبارت کا ترجمہ کر کے مذکورہ مسئلہ کو دلائل سے ثابت کریں؟

(۲) بیع العقار قبل القبض کے جواز وعدم جواز کے بارے میں اختلاف ائمہ مع الدلائل تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ ودلائل: جس شخص نے ایسی چیز خریدی جو منتقل ہوتی ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف یا تبدیل ہونے والی ہے تو اس کی بیع جائز نہیں حتیٰ کہ اس پر قبضہ کر لے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بیع سے منع فرمایا ہے جس پر قبضہ نہ ہو۔ دوسرا اس میں یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ قبضہ کرنے سے پہلے بیع کرنے کی صورت میں مبیعہ ہلاک ہو جائے یا عقد ہی فسخ ہو چکا ہو۔ لہٰذا ان خرابیوں کی وجہ سے قبل القبض بیع جائز نہیں ہے۔

بیع العقاد قبل القبض میں اختلاف:

قبضہ سے پہلے زمین کی بیع امام صاحب اور امام ابو یوسف علیہما الرحمہ کے نزدیک جائز ہے جبکہ امام رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے، جس میں قبضہ کرنے سے پہلے بیع کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

اس کو منقولی چیزوں پر قیاس کرتے ہیں کہ جس طرح منقولی چیزوں میں قبل القبض بیع جائز نہیں ہے، اسی طرح یہاں بھی جائز نہیں ہے۔ عقار کی بیع اجارہ کی طرح ہے جس طرح اجارہ کی بیع قبل القبض شائز نہیں ہے، اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے۔

شیخین کی دلیل: یہ ہے کہ بیع کا رکن ایسے شخصوں سے صادر ہوا جو بیع کے اہل ہیں یعنی وہ عاقل وبالغ ہیں۔ دوسری بات کہ اس میں کوئی دھوکہ بھی نہیں ہے، کیونکہ عقار کا ہلاک ہونا نادر ہے بخلاف منقولی چیزوں کے کہ ان کا ہلاک ہونا نادر نہیں ہے۔ اس طرح دونوں میں فرق واضح ہو گیا۔

سوال نمبر 4: **بیع ضربة القانص، بیع النحل، بیع القز، بیع عظام المیتة**

کی وضاحت اس انداز سے کریں کہ حکم اور علت واضح ہو جائیں؟

جواب: بیع ضربة القانص: اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی ایک مرتبہ جال پھینکنے پر بیع کرے اور یوں کہے کہ جال میں جتنے شکار پھنس گئے، اتنی قیمت میں ہوں گے۔ ایسی بیع جائز نہیں ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس میں مبیعہ مجہول ہے، کیونکہ یقین سے معلوم نہیں ہے کہ جال میں کتنے شکار پھنسیں گے اور مجہول شئی کی بیع منع ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں دھوکا ہے، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ جال میں کوئی شکار بھی نہ پھنسے۔ حدیث شریف میں بیع غرر سے منع فرمایا گیا ہے۔

۲- بیع النحل: شہد کی مکھی کی بیع کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف ہے شیخین کے نزدیک جائز نہیں جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی شرط یہ ہے کہ مکھیاں بائع کی حفاظت اور اس کی تحویل میں جمع ہوں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ مکھیاں جائیداد ہیں اور حقیقتاً اور شرعاً دونوں طرح ان سے انتفاع کیا جاتا ہے۔ لہٰذا اس کی بیع جائز ہوگی۔ شیخین کی دلیل یہی ہے کہ ان مکھیوں کی حیوانیت کے ہم بھی قائل ہیں لیکن آپ یہ تو دیکھیں کہ یہ حشرات الارض اور زمین کے کیڑے مکوڑوں میں سے ہیں۔ حشرات الارض مثلاً سانپ اور بچھو وغیرہ کی بیع ناجائز ہے۔ لہٰذا ان کی بیع بھی ناجائز ہے۔

۳- بیع القز:

اس سے مراد ریشم کے کیڑوں کی بیع ہے۔ یہ مسئلہ بھی اختلافی ہے۔ امام صاحب کے نزدیک جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ حشر الارض ہے جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہے، کیونکہ جائیداد ہے۔

۴- بیع عظام المیتة:

مردہ کی ہڈیوں کی بیع جائز ہے، کیونکہ ان میں زندگی نہیں ہوتی اور یہ پاک ہوتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

الاختبارالسنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادةالعالية "السنة الثانية" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿چوتھا پرچہ: بلاغت﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات **مجموع الأرقام:۱۰۰**

نوٹ: سوال نمبر 4 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:

قیل و من الکرهة فی السمع نحو الجرشی وفیه نظر

(۱) عبارت کا سیاق وسباق بیان کرتے ہوئے مذکورہ عبارت کی تشریح کریں، نیز "وفیہ نظر" کی مکمل وضاحت مع توجیہات ورد سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) مطول کی روشنی میں تنافر کلمات اور تعقید کی تعریفات قلمبند کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: **وارتفاع شان الکلام فی الحسن والقبول بمطابقته للاعتبار المناسب و انحطاطه أی انحطاط شان بعد مها أی بعدم مطابقة الکلام للاعتبار المناسب .**

(۱) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ اور غرض بیان کریں؟ (۱۵)

(۲) الکلام سے مراد کون سا کلام مراد ہے؟ مطلق کلام یا مقید بالفصاحۃ؟ مطول روشنی میں وجہ بھی قلمبند کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) کلام ابتدائی، طلبی اور انکاری کی تعریف، امثلہ اور موقع ومحل سپرد قلم کریں؟ نیز اس کی وجہ تسمیہ لکھیں؟ (۱۵)

(۲) مؤکدات حکم کون سی اشیاء ہیں اور غیر منکر کو منکر قرار دیکر کلام مؤکد لانے کی مثال تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: کسی پانچ اجزاء کا جواب دیں؟ 8x5

(۱) فائدۃ الخبر، لازم فائدۃ الخبر کی تشریح سپرد قلم کریں؟ (۲) مطول کی روشنی میں ذکی، فطین اور غبی کے درمیان فرق کی تحقیق سپرد قلم کریں؟ (۳)۔ اعتبار مناسب سے کیا مراد ہے؟ اس کا دوسرا نام بھی لکھیں؟ (۴)۔ حال، مقتضائے حال اور مطابقت مقتضائے حال کی تعریفات تحریر کریں؟ (۵)۔ کلمہ بلیغ کیوں نہیں ہوتا؟ تفصیلاً تحریر کریں۔ (۶) اضمار قبل الذکر کا کیا حکم ہے؟ مصنف کی بیان کردہ وضاحت سپرد قلم کریں؟

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿چوتھا پرچہ: بلاغت﴾

نوٹ: سوال نمبر 4 لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر 1:

قیل و من الکرھۃ فی السمع نحو الجرشی و فیہ نظر

(۱) عبارت کا سیاق وسباق بیان کرتے ہوئے مذکورہ عبارت کی تشریح کریں؟ نیز ''وفیہ نظر'' کی مکمل وضاحت مع توجیہات ورد سپرد قلم کریں؟

(۲) مطول کی روشنی میں تنافر کلمات اور تعقید کی تعریفات قلمبند کریں؟

جواب (الف) عبارت کی تشریح: بعض لوگوں نے فصاحت فی المفرد کی تعریف اس طرح کی ہے کہ مفرد کا تنافر حروف، غرابت اور مخالفت قیاس سے خالی ہونے کے ساتھ ساتھ کراھت فی السمع سے بھی خالی ہونا ضروری ہے۔ کراھت فی السمع کا مطلب یہ ہے کہ کان اس کو سننے سے ایسے بیزار ہوں جیسے ناپسندیدہ آوازوں کو سننے سے بیزار ہوتے ہیں۔

''لفظ'' اصوات کے قبیلہ سے ہے اور بعض اصوات سے نفس لذت پاتا ہے اور بعض کو ناپسند کرتا ہے جیسے ابوالطیب کے شعر میں ہے کریم الجرشی شریف النسب، کراھت فی السمع کو مستلزم ہے۔

فیہ نظر کہہ کر اس بات کو واضح کر دیا کہ اس میں تو کراھت فی السمع کی قید لگانے کی ضرورت نہیں ہے' کیونکہ یہ فائدہ تو غرابت کی قید سے حاصل ہو جاتا ہے۔ غرابت کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے۔ کراھت فی السمع کا تعلق تو نغمہ کے ساتھ ہے بہت سارے لفظ فصیح ایسے ہوتے ہیں کہ نغمہ کی وجہ سے ناپسندیدہ ہو جاتے ہیں اور غیر فصیح نغمہ آواز کے حسن کی وجہ سے لذت والے ہو جاتے ہیں۔

اگر یہ کلمہ ثقل کی طرف لے جاتا ہے تو تنافر کے تحت داخل۔ اگر پھر بھی کراھت فی السمع کی ضرورت نہ رہی اور اگر اس میں تنافر نہ ہو تو یہ فصیح ہے۔

قائل کہتا ہے کہ لفظ قبیل اصوات سے ہے' یہ بات فاسد ہے' کیونکہ لفظ صوت نہیں ہے بلکہ اس کی کیفیت ہے۔ ان دونوں وجھوں کا ضعف ظاہر ہے۔ اس جیسی مثالیں تو قرآن پاک میں بھی ہیں جیسے لفظ ضیزی وغیرہ۔ اس لیے کہ کبھی اخلال بالفصاحۃ کے اسباب کو وہ چیز عارض ہوتی ہے جو سببیت کے مانع ہو تو لفظ فصیح ہو جاتا ہے۔ مفرد الفاظ مقام کے مختلف ہونے کے اعتبار سے متفاوت ہوتے ہیں۔ اسی طرح ضیزی وغیرہ ہیں۔

(ب) تنافر کلمات: کلام کے اندر ایسے وصف کا ہونا جس کی وجہ سے کلام کی ادائیگی مشکل ہو۔

تعقید: کلام کا کسی فعل کی وجہ سے اس طرح مشکل ہونا کہ اس کا معنیٰ مرادی ظاہر الدلالت نہ ہو یعنی اس کا معنیٰ جلدی سے معلوم نہ ہوتا ہو۔

سوال نمبر 2: **وَارْتِفَاعُ شَانِ الْكَلَامِ فِي الْحُسْنِ وَالْقَبُوْلِ بِمُطَابَقَتِهٖ لِلْاِعْتِبَارِ الْمُنَاسِبِ وَانْحِطَاطُهٗ اَيْ اِنْحِطَاطُ شَانٍ بِعَدَمِهَا اَيْ بِعَدَمِ مُطَابَقَةِ الْكَلَامِ لِلْاِعْتِبَارِ الْمُنَاسِبِ۔**

(۱) مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر اس کا ترجمہ اور غرض بیان کریں؟

(۲) الکلام سے مراد کون سا کلام مراد ہے؟ مطلق کلام یا مقید بالفصاحۃ؟ مطول روشنی میں وجہ بھی قلمبند کریں؟

جواب (الف) اعراب و ترجمہ و غرض: اعراب اوپر لگا دیئے گئے ہیں اور ترجمہ سطور ذیل میں ملاحظہ کریں:

''اور کلام کی شان کا بلند ہونا حسن اور قبول میں، کلام کا اعتبار مناسب کے مطابق ہونے کے سبب ہے۔ اس کا اگر جانا یعنی شان کلام کا اگر جانا اعتبار مناسب کی عدم مطابقت کی وجہ سے ہے۔

الغرض! شارح کا انحطاط کے بعد والی عبارت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ لفظ شان

مضاف یعنی انحطاط اور مضاف الیہ یعنی "ضمیر کے درمیان مقدر ہے۔ کلام کا پست ہونا یہ ہے کہ اس کی شان پست ہو۔ بعد مہا کے بعد والی عبارت سے "ھا" ضمیر کا مرجع بیان کرنا مقصود ہے یعنی شان کلام کا گرنا اور پست ہونا یہ ہے کہ کلام اعتبار مناسب کے مطابق نہ ہو۔

(ب) کلام سے مراد: کلام سے مراد کلام فصیح ہے' کیونکہ یہ ماسبق کی طرف اشارہ ہے ،اس لیے کہ غیر فصیح کلام کیلیے تو ارتفاع شان ہوتا ہی نہیں ہے۔

سوال نمبر3: (ا) کلام ابتدائی، طلبی اور انکاری کی تعریف، امثلہ اور موقع محل سپرد قلم کریں؟ نیز اس کی وجہ تسمیہ لکھیں؟

(۲) مؤکدات حکم کون سی اشیاء ہیں اور غیر منکر کو منکر قرار دیکر کلام مؤکد لانے کی مثال تحریر کریں؟

جواب: (الف) جزاء اوّل کا جواب حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) مؤکداتِ حکم اشیاء:

اِنَّ، جملہ اسمیہ، لام تاکید با نون تاکید ثقیلہ، جملہ کا تکرار اور الفاظ کا تکرار وغیرہ۔

غیر منکر کو منکر قرار دینے کی مثال جیسے:

جَاءَ شَقِيقٌ عَارِضًا رُمْحَهُ   اِنَّ بَنِي عَمِّكَ فِيهِمْ رِمَاحٌ

سوال نمبر4: کسی پانچ اجزاء کا جواب دیں۔

(۱) فائدۃ الخبر ،لازم فائدۃ الخبر کی تشریح سپرد قلم کریں؟

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ کریں۔

(۲) مطول کی روشنی میں ذکی، فطین اور غبی کے درمیان فرق کی تحقیق سپرد قلم کریں؟

جواب: ذکی: ذکاء کا مفہوم ہے نفس کی قوت کا شدید ہونا ہے جیسے اکتساب افکار کے لیے تیار کیا گیا ہو، اس قوت کو ذہن کہتے ہیں۔

فطانۃ: فطین کا مادہ ہے بمعنی باشعور ہونا اور اغیار کے کلام کو سمجھنے میں تیز ہونا۔

غبی: غباوت سے ہے جس کا معنیٰ ہے کند ذہن اور غیر شعور ہونا۔

(۳)۔ اعتبار مناسب سے کیا مراد ہے؟ اس کا دوسرا نام بھی لکھیں؟

جواب: وہ امر جس کا متکلم اعتبار کرے اس حال میں وہ سلیقہ کا اعتبار مناسب ہو یا بلغاء کی ترکیب سے تتبع کے اعتبار سے مناسب ہو۔

دوسرا نام: اس کا دوسرا نام مقتضی الحال ہے۔

(۴)۔ حال، مقتضائے حال اور مطابقت مقتضائے حال کی تعریفات تحریر کریں؟

جواب: حال و مقتضاء حال: حال سے مراد وہ شئی ہے جو متکلم کو ایک مخصوص انداز پر کلام کو لانے کی دعوت دے حتیٰ کہ اس کلام کے ساتھ جس سے اصل معنی ادا کیا جارہا ہے، کسی خصوصیت کا اعتبار ہو اور یہ خصوصیت مقتضاء حال ہے مثلاً مخاطب کا منکر حکم ہونا ایک حال ہے جو تقاضا کرتا ہے کہ کلام کو تاکید کے ساتھ لایا جائے اور تاکید حال کا مقتضا ہے۔

مطابقۃ: یہ مراد ہے کہ حال اگر تاکید کا تقاضا کرے تو کلام مؤکدہ اور اگر تاکید کا تقاضا نہ کرے تو کلام غیر مؤکدہ حذف مسند الیہ کا تقاضا کرے تو مسند الیہ محذوف ہو وغیرہ

(۵)۔ کلمہ بلیغ کیوں نہیں ہوتا؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: عرب سے مسموع نہیں ہے کہ انہوں نے کلمہ بلیغ کہا ہو۔

(۶) اضمار قبل الذکر کا کیا حکم ہے؟ مصنف کی بیان کردہ وضاحت سپرد قلم کریں؟

جواب: حکم: جمہور کے نزدیک منع ہے۔ ضَرَبَ غُلَامُهُ زَيْدًا غیر فصیح ہے باوجود اس جیسی مثالیں اخفش اور ابن جنی نے جائز قرار دی ہے' کیونکہ فعل مفعول بہ کے تقاضا میں فاعل کی طرح شدید ہے۔ ان کی دلیل ہے:

جزی ربه غنی عدی بن حاتم

جزاء الکلاب العادیات و قد فعل

اس کا ردّ یہ ہے کہ ربہ میں ضمیر کا مرجع الجزاء ہے تو تقدیر رب الجزاء ہوئی۔

☆☆☆☆☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس لأهل السنة باکستان

الشهادة العالیة "السنة الثانیة" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿پانچواں پرچہ: فلسفہ ومناظرہ﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات **مجموع الأرقام: ۱۰۰**

نوٹ: دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل ...... فلسفہ

سوال نمبر 1: (۱) بسائط عنصریہ کی تعداد اور نام لکھ کر بتائیں کہ ان میں کون وفساد کی صلاحیت ہے یا نہیں؟ تفصیلاً وضاحت کریں؟ (۱۵)

(۲) "**فصل فی ان الفلك بسیط**" ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں مذکورہ دعویٰ پر دلیل تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 2: (۱) ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں علت ومعلول کی تعریف کریں؟ نیز علت کی اقسام اربعہ کی تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) علت تامہ کی موجودگی میں معلول کا پایا جانا کیا ہے؟ صاحب کتاب نے جو دلیل دی ہے وہ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 3: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں۔ (۲۵)

(۱) حس مشترک (۲) عقل ہیولانی (۳) حرکت مستقیمہ (۴) جزء لایتجزیٰ (۵) حرکت

القسم الثانی ...... مناظرہ

سوال نمبر 4: (۱) رشیدیہ کے مصنف، متن اور ماتن کا نام تحریر کریں؟ نیز علم مناظرہ کی تعریف، موضوع اور غرض سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) مناظرہ کی تعریف پر وارد ہونے والے اعتراضات اور ان کا ردّ قلمبند کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: (۱) نقض کی لغوی و اصطلاحی تعریف لکھیں؟ نیز نقض اجمالی اور نقض تفصیلی میں فرق بیان کریں؟ (۱۵)

(۲) خصم کا مؤاخذہ کب دلیل سے ہوگا اور کب تنبیہ سے؟ وضاحت کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ کی تعریف کریں؟ (۲۵)

(۱) منع (۲) نقض (۳) شاہد (۴) دعویٰ (۵) مقدمہ (۶) مجادلہ

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿پانچواں پرچہ: فلسفہ ومناظرہ﴾

القسم الاوّل ......فلسفہ

سوال نمبر 1: (۱) بسائط عنصریہ کی تعداد اور نام لکھ کر بتائیں کہ ان میں کون وفساد کی صلاحیت ہے یانہیں؟ تفصیلاً وضاحت کریں؟

(۲) ''فصل فی ان الفلک بسیط'' ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں مذکورہ دعویٰ پر دلیل تحریر کریں؟

جواب: (الف) بسائط عنصریہ کی تعداد: بسائط عنصریہ چار ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-آگ ۲-پانی ۳-مٹی ۴-ہوا

یہ کون وفساد کو قبول کرتے ہیں۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ یہ بات مشاہدے کی ہے کہ ان میں ہر ایک دوسرے سے بدل جاتا ہے۔ پانی، ہوا اور ہوا پانی بن جاتا ہے۔ پانی پتھر اور پتھر پانی کی صورت اختیار کرلیتا ہے۔ جس طرح پانی کو ابالیں تو ہوا بن کر اڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح گلاس میں ٹھنڈا پانی ہو تو اس کے باہر ہوا پانی بن جاتی ہے۔ ہوا آگ کی صورت اختیار کرلیتی ہے جیسا کہ آگ کی بھٹی میں ایسا ہوتا ہے اور آگ بھی ہوا کی صورت اختیار کرلیتی ہے جیسا کہ چراغ میں اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ آگ ہوا میں تبدیل ہو تو ہر شیء راکھ ہو جائے۔

(ب) مذکورہ دعویٰ پر دلیل: فلک بسیط ہے کیونکہ فلک نا قابل حرکت مستقیم ہے اور جو نا قابل حرکت مستقیمہ ہو وہ بسیط ہوتا ہے۔ لہٰذا افلاک بھی بسیط ہے۔

سوال نمبر 2: (۱) ہدایۃ الحکمۃ کی روشنی میں علت ومعلول کی تعریف کریں؟ نیز علت کی اقسام اربعہ کی تعریفات وامثلہ سپردقلم کریں؟ (۱۵)

(۲) علت تامہ کی موجودگی میں معلول کا پایا جانا کیا ہے؟ صاحب کتاب نے جو دلیل دی ہے وہ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: علت کی تعریف: علت وہ شئے ہے جو خود موجود ہو اور اس کے وجود سے اس کے غیر کا وجود حاصل ہو یعنی معلول کا وجود۔

معلول کی تعریف: وہ شئی ہے، جس کا وجود علت کی وجہ سے حاصل ہو۔

علت کی اقسام اربعہ:

علت مادیہ، علت صوریہ، علت فاعلیہ، علت غائیہ

۱-علت مادیہ: جو معلول کی جز ہو مگر اس کے پائے جانے سے معلول کا پایا جانا بالفعل واجب نہ ہو جیسے مٹی کوزہ کے لیے علت مادیہ ہے۔

۲-علت صوریہ: جو معلول کی جزء ہو اور اس کے پائے جانے سے معلول کا پایا جانا بالفعل واجب ہو جیسے صورتِ کوزہ، کوزہ کے لیے۔

۳-علت فاعلیہ: وہ علت ہے جو معلول کی جزء نہ ہو اور اس کے پائے جانے سے معلول پایا جائے جیسے: کوزہ بنانے والا کوزہ کے لیے۔

۴-علت غائیہ: جو معلول کی جزء نہ ہو اور اس کے لیے معلول موجود ہو جیسے: کوزہ بنانے کی غرض سے یعنی پانی کے لیے استعمال ہونا۔

(ب) علت تامہ کی موجودگی میں معلول کا حکم: جب علت تامہ پائی جائے تو معلول کا پایا جانا واجب ہوتا ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ اگر علت تامہ کے پائے جانے سے معلول کا پایا جانا ضروری نہ ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں: یا ممتنع ہوگا یا ممکن۔ پہلی صورت محال ہے' کیونکہ جو ممتنع ہوتا ہے وہ پایا نہیں جاتا اور دوسری صورت بھی محال ہے کہ وہ ممکن ہو، کیونکہ اگر اس کا پایا جانا ممکن ہوتا تو اپنے وجود میں کسی مرجح کا محتاج ہوتا۔ اس طرح وہ سب امور نہ پائے گئے جو اس کے متحقق ہونے میں معتبر ہوں تو یہ خلاف مفروض ہے' کیونکہ ہم نے تمام امور کا پایا جانا تسلیم کیا تھا۔ جب دونوں صورتیں باطل ہوگئیں تو پھر معلول کا پایا جانا علت تامہ کی پائے جانے کے وقت ثابت ہوگیا اور یہی ہمارا دعویٰ تھا۔

سوال نمبر 3: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟

(۱) حس مشترک (۲) عقل ہیولانی (۳) حرکت مستقیمہ (۴) جزء لایتجزیٰ (۵) حرکت

جواب: حس مشترک: وہ قوت ہے جو دماغ کے جوف اوّل میں پائی جاتی ہے اوران تمام صورتوں کاادراک کرتی ہے جوحواس خمسہ ظاھرہ میں مرتسم ہوں۔

عقل ہیولانی:

نفس ناطقہ جوتمام معقولات سے خالی اوران کوحاصل کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے۔

حرکت مستقیمہ: جب جسم کے اجزاء قسری شکل پرہوں گے توان میں ہرایک شکل طبعی کامطالبہ کرے گااور شکل قسری کوچھوڑے گا،ایسی حرکت کوحرکت مستقیمہ کہتے ہیں۔

جزء الذی لایتجزی: وہ جوہر ہے جواشارہ حقیقیہ کا قابل ہواور تقسیم کا قابل نہ ہو۔

حرکت: حرکت سکون کی ضد ہے یعنی کسی شئی کا آہستہ آہستہ اپنی قوت سے فعل کی طرف نکلنا۔

القسم الثانی......مناظرہ

سوال نمبر 4: (۱) رشیدیہ کے مصنف، متن اور ماتن کا نام تحریر کریں؟ نیز علم مناظرہ کی تعریف، موضوع اورغرض سپردقلم کریں؟

(۲) مناظرہ کی تعریف پروارد ہونے والے اعتراضات اوران کا ردّ قلمبند کریں؟

جواب: (الف) مصنف کا نام: علامہ عبدالرشید

متن کا نام: شریفیہ۔ ماتن کا نام: میرسید شریف جرجانی

مناظرہ کی تعریف، موضوع اورغرض:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

(ب) تعریف مناظرہ پروارد ہونے والے اعتراض:

پہلا اعتراض: آپ کی بیان کردہ مناظرہ کی تعریف اپنے افراد کو جامع نہیں، کیونکہ

مناظرہ کی تعریف میں ''اظہارِ الصّواب'' کی قید ہے جبکہ مناظرہ میں کبھی ایسے نہیں ہوتا۔اس لیے کہ متخاصمین میں سے ہرایک کادوسرے پرالزام ہی دیتا ہے۔یہ اظہارحق تو نہ ہوا بلکہ مدمقابل کو چپ کرانا ہوا، حالانکہ یہ بھی مناظرہ ہے لیکن تعریف اس پرصادق نہیں آرہی۔

دوسرااعتراض: مناظرہ کی تعریف متخاصمین کالفظ مذکور ہے اور متخاصمین خصوصت سے ماخوذ ہے، جس کامعنیٰ ہے کہ ایک کاقول دوسرے کے مخالف ہو۔اس طرح یہ تعریف اشراقیوں کے مناظرہ پرصادق نہ آئی، کیونکہ وہاں پرایک کی بات دوسرے کے مخالف نہیں ہوتی بلکہ ایک کا مافی الضمیر دوسرے کے ماضی الضمیر کے مخالف ہوتا ہے، تعریف مناظرہ اس پرصادق نہ آئی حالانکہ یہ بھی مناظرہ ہے۔

اعتراضات کاجواب:

اعتراض اوّل کاجواب: پہلا اعتراض تعریف مناظرہ پرتب ہوجب ہم اس کومناظرہ کہیں، ہم کہتے ہیں کہ وہ مناظرہ نہیں ہے' کیونکہ مناظرہ ہوتا ہی اظہارحق کے لیے۔جب وہ مناظرہ ہی نہیں تو تعریف نہیں صادق آئی تو کوئی بات نہیں ہے۔تعریف مناظرہ جامع ہے۔

دوسرے سوال کاجواب:

اشراقیوں کے ساتھ مناظرے میں اگرچہ ایک کی بات دوسرے کے مخالف نہیں لیکن مافی الضمیر تو مخالف ہے۔لہٰذا مناظرے کی تعریف اشراقیوں کے مناظرے پرصادق آتی ہے' لہٰذا جامع ہوئی۔

سوال نمبر 5: (۱) نقض کی لغوی واصطلاحی تعریف لکھیں نیز نقض اجمالی اورنقض تفصیلی میں فرق بیان کریں؟

(۲) خصم کامؤاخذہ کب دلیل سے ہوگااورکب تنبیہ سے؟ وضاحت کریں؟

جواب: (الف) نقض کالغوی واصطلاحی معنی: نقض کالغوی معنی توڑنا ہےاوراصطلاح میں نقض یہ ہے کہ مستدل کی دلیل پوری ہونے پراس کوایسی بات سے ردکرنا جس سے

مستدل کی دلیل سے استدلال کا فساد واضح ہو یعنی یہ واضح ہو کر دلیل فساد یا محال کو مستلزم ہے۔

نقض اجمالی اور نقض تفصیلی میں فرق:

اصل منع کا دوسرا نام نقض ہے اور منع میں مقدمہ معینہ پر دلیل کا مطالبہ ہوتا ہے، کیونکہ سائل یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ مقدمہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا تم اس پر دلیل قائم کرو۔ جبکہ نقض میں ابطال پایا جاتا ہے اور ابطال میں دعویٰ ہے اور دعویٰ دلیل کے بغیر مسموع نہیں ہوتا۔ لہٰذا نقض بھی دلیل کے بغیر قابل قبول نہ ہوگا۔

نقض تفصیلی یعنی منع دلیل کے مکمل ہونے سے پہلے مقدمہ کی کسی جز پر ہوتی ہے۔ مگر نقض تکمیل دلیل کے بعد اور دلیل پر وار ہوتا ہے۔ لہٰذا دونوں میں فرق واضح ہوگیا۔

(ب) خصم کا مؤاخذہ:

خصم کا مؤاخذہ دلیل کے ساتھ تب ہوتا ہے جبکہ وہ اسی شئی کا دعویٰ کرے جو نظری و مجہول ہو جیسا کہ کوئی دعویٰ کرے کہ عالم حادث ہے تو مدمقابل یہ کہے: ''یہ بات تو کس دلیل سے کہہ رہا ہے'' وہ کہے اس لیے کہ عالم متغیر ہے۔ ہر متغیر حادث ہوتا ہے۔ لہٰذا عالم بھی حادث ہوا۔

تنبیہ کے ساتھ مؤاخذہ اس وقت ہوگا جب وہ ایسی شئی کا دعویٰ کرے جو بدیہی ہو۔

سوال نمبر 6: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی پانچ کی تعریف کریں۔

(۱) منع (۲) نقض (۳) شاہد (۴) دعویٰ (۵) مقدمہ (۶) مجادلہ

جواب: منع، نقض اور مقدمہ کی تعریفات حل شدہ پرچہ بابت 2015ء میں ملاحظہ فرمائیں۔ نقض کی تعریف تو اس پرچہ میں سوال نمبر 5 کے تحت بھی گزر گئی ہے۔

شاہد: جو چیز دلیل کے معیار پر دلالت کرے، اس کو شاہد کہتے ہیں۔

دعویٰ: وہ قضیہ ہے جو کسی پر حکم مشتمل ہے۔

مجادلہ: وہ جھگڑا جو اظہار حق کے لیے نہ ہو بلکہ محض مدمقابل کو الزام دینے کے لیے ہو۔

الاختيار السنوى النهائى تحت اشراف تنظيم المدارس لأهل السنة باكستان

الشهادة العالية "السنة الثانية" للطلاب

الموافق سنة ۱۴۳۷ھ 2016ء

﴿چھٹا پرچہ: عربی ادب﴾

الوقت المحدد: ثلث ساعات — **مجموع الأرقام: ۱۰۰**

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

القسم الاوّل: ......دیوان حماسہ

سوال نمبر 1: درج ذیل اشعار میں سے کسی پانچ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی صرفی بحث سپرد قلم کریں؟ ۵x۵=۲۵

۱ ولما رأيت الخيل زورا كانها — جد اول زرع ارسلت فاسبطرّت

۲ فجاشت الى النفس اول مرة — فردت على مكرو هها فاستقرّت

۳ علام تقول الرمح يثقل عاتقى — اذاانا لم اطعن اذا الخيل كرّت

۴ فلوشهدت ام القديد طعاننا — بمرعش خيل الا رمنى ارنّت

۵ عشية ارمى جمعهم بلبانه — ونفسى قد و طنتها فاطمانت

۶ ولاحقة الأطال اسندت صفها — الى صف اخرى من عدى فاقشعرت

سوال نمبر 2: درج ذیل اشعار میں سے کسی پانچ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی لغوی بحث سپرد قلم کریں؟ ۵x۵=۲۵

۱ حمدت الٰهى بعد عروة اذنجا — خراش وبعض الشر اهون من بعض

۲ فوالله ماانسى قتيلا رزئته — بجانب قوسىٰ مامشيت على الارض

۳ على انها تعفوا الكلوم و انما — نوكل بالادنى وان جل مايمضى

۴ ولما رأيت الشيب لاح بياضه — بمفرق رأسى قلت للشيب مرحبا

۵ ولو خفت انی ان کفت تحیتی　　تنکب عنی رمت ان یتنکبا

۶ ولکن اذا ماحل کرہ فسامحت　　بہ النفس یوما کان للکرہ اذھبا

القسم الثانی:.....دیوان متنبی

سوال نمبر3: درج ذیل اشعار میں سے پانچ کا ترجمہ اور خط کشیدہ الفاظ کا اعراب مع وجہ بیان کریں؟ ۵x۵=۲۵

۱ اسد فرائسھا الاسود یقودھا　　اسد تصیر لہ الاسود ثعالبا

۲ فی رتبة حجب الوری عن نیلھا　　وعلی فسموہ علی الحاجبا

۳ کالشمس فی کبد السماء و ضوئھا　　یغشی البلاد مشارقا و مغاربا

۴ ماکنت احسب قبل دفنک فی الثری　　ان الکواکب فی التراب تغور

۵ ماکنت امل قبل نعشک ان اری　　رضوی علی ایدی الرجال تسیر

۶ خرجوابہ ولکل باک خلفہ　　صعقات موسی یوم دک الطور

سوال نمبر4: کسی ایک جزء کا جواب تحریر کریں؟ (۲۵)

(۱) علم ادب کی تعریف، موضوع اور غرض سپرد قلم کریں؟ نیز طبقات شعراء میں صاحب حماسہ کا طبقہ بیان کریں؟ (۲۵)

(۲) دیوان متنبی کا مصنف کون ہے؟ اس کے مختصر حالات ذکر کریں؟ نیز اسے متنبی کہنے کی وجہ تفصیلاً قلمبند کریں۔ ۲۵

☆☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال دوم) برائے طلباء بابت 2016ء

﴿چھٹا پرچہ......ادب عربی﴾

القسم الاوّل......دیوان حماسہ

سوال نمبر1: درج ذیل اشعار میں سے کسی پانچ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی صرفی بحث سپرد قلم کریں؟

۱ ولما رأیت الخیل زورا کانھا　　جد اول زرع ارسلت فاسبطرّت

۲ فجاشت الی النفس اول مرة　　فردت علی مکروھھافاستقرّت

۳ علام تقول الرمح یثقل عاتقی　　اذاانا لم اطعن اذا الخیل کرّت

۴ فلوشھدت ام القدید طعاننا　　بمرعش خیل الا رمنی ارنّت

۵ عشیة ارمی جمعھم بلبانہ　　ونفسی قد و طنتھا فاطمانت

۶ ولاحقة الأطال اسندت صفھا　　الی صف اخری من علدی فاقشعرت

جواب: ترجمۃ الاشعار:

۱-اور جب میں نے دیکھا گھوڑوں کو میدان جنگ سے پلٹتے ہوئے گویا وہ چھوٹی چھوٹی نہریں ہیں جن کو چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ بھر گئی ہیں۔

۲-میرا نفس پہلی بار گھبرایا اسے ناپسندیدہ چیز پر لوٹا دیا گیا تو وہ ٹھہر گیا۔

۳-اے نفس! تو کیسے کہے گا کہ نیزوں نے میرا کندھا بھاری کر دیا جب میں نیزہ زنی نہ کروں جس وقت شاہ سوار حملہ کر رہے ہوں۔

۴-اگر ام قدید حاضر ہوتی مقام برعش میں ارمنی شاہ سواروں کے ساتھ، ہماری نیزہ زنی کے وقت تو چیخ پڑتی۔

۵-جس شام دور کر رہا تھا ان کی جماعت کو اپنی جان اور اپنے گھوڑے کے سینے سے میں نے اپنے نفس کو آمادہ کیا تو وہ مطمئن ہو گیا۔

۶-اور کتنے ہی باریک کمر والے گھوڑے کہ میں نے ان کی ایک صف کو دوسری صف سے ملا دیا تو رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

خط کشیدہ کی صرفی تحقیق:

اُرْسِلَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی مجہول از باب افعال

فَرُدَّتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی مجہول مضاعف ثلاثی از باب نَصَرَ يَنْصُرُ

يُثْقِلُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف صحیح از باب افعال

شَهِدَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف صحیح از باب سَمِعَ يَسْمَعُ

اِطْمَأَنَّتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید باہمزہ وصل از مضاعف رباعی از باب افعیعال۔

اِقْشَعَرَّتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معروف رباعی مجرد باہمزہ از باب افعلال۔

سوال نمبر2: درج ذیل اشعار میں سے کسی پانچ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی لغوی بحث سپرد قلم کریں؟

۱ حمدت الهى بعد عروة اذ نجا | خراش وبعض الشر اهون من بعض

۲ فوالله ماانسى قتيلا رزئته | بجانب قوسى مامشيت على الارض

۳ على انها تعفوا الكلوم و انما | نوكل بالادنى وان جل مايمضى

۴ ولما رأيت الشيب لاح بياضه | بمفرق رأسى قلت للشيب مرحبا

۵ ولو خفت انى ان كففت تحيتى | تنكب عنى رمت ان يتنكبا

۶ ولكن اذا ماحل كره فسامحت | به النفس يوما كان للكره اذهبا

جواب: ترجمۃ الاشعار:

۱-میں نے اللہ کی حمد کی جب عروہ کے بعد خراش نے نجات پائی اور بعض مصیبتیں بعض سے آسان ہوتی ہیں۔

۲-خدا کی قسم جب تک میں زمین پر چلتا رہوں گا تو میں اس مقتول کو نہیں بھولوں گا جس کی وجہ سے مجھے قوسیٰ کی جانب میں تکلیف میں مبتلا کر دیا۔

۳-زخم مٹ جاتے ہیں اور ہم کو سپرد کیا جاتا ہے ادنی مصیبتوں کی جانب اگر چہ جو ماضی میں گزر چکی ہیں وہ بڑی مصیبتیں ہوں۔

۴-اور جب میں نے بڑھاپے کو دیکھا کہ اس کی سفیدی ظاہر ہو گئی ہے۔ میرے سر کے مختلف حصوں میں تو میں نے بڑھاپے کو خوش آمدید کہا۔

۵-اور اگر مجھے امید ہوتی کہ اگر میں نے اسے خوش آمدید نہ کہا تو وہ مجھ سے منہ پھیر لے گا تو میں ارادہ کرتا کہ وہ پہلوتہی کرے۔

۶-مگر جب کوئی ناگوار شئی کسی دن آ پڑے پھر طبیعت اسے قبول کرے تو طبیعت کا اسے قبول کر لینا اس ناپسندیدہ چیز کو دور کر دیتا ہے۔

خط کشیدہ کی لغوی تحقیق:

۱-شَرٌّ: یہ واحد ہے اور اس کی جمع ہے۔ بمعنی برا، مکروہ، ناپسند

۲-قَتِيْلًا: اس کی جمع قتلی ہے۔ بروزن فعیل بمعنی: مقتول۔

۳-كُلُوْم: کلم کی جمع ہے بمعنی زخمی کرنا۔

۴-مفرقٌ: جمع مفارق ہے۔ مختلف جگہیں

۵-تحيةٌ: جمع تحیات ہے۔ سلام، خوش آمدید

۶-كُرْهٌ: مصدر از باب سَمِعَ يَسْمَعُ۔ ناپسند ہونا

القسم الثانی......دیوان متنبی

سوال نمبر3: درج ذیل اشعار میں سے پانچ کا ترجمہ اور خط کشیدہ الفاظ کا اعراب مع وجہ بیان کریں؟

۱ اسد فرائسها الاسود يقودها | اسد تصير له الاسود ثعالبا

۲ فی رتبة حجب الورى عن نيلها — وعلى فسموه على الحاجبا

۳ كالشمس فى كبد السماء و ضوئها — يغشى البلاد مشارقا و مغاربا

۴ ماكنت احسب قبل دفنك فى الثرى — ان الكواكب فى التراب تغور

۵ ماكنت امل قبل نعشك ان ارى — رضوى على ايدى الرجال تسير

۶ خرجوا به ولكل باك خلفه — صعقات موسى يوم دك الطور

جواب: ترجمۃ الاشعار:

۱- وہ ایسے شیر ہیں جن کے گھوڑے بھی ایسے شیر ہیں جن کے سامنے شیر بھی لومڑ بن جاتے ہیں۔

۲- میرا ممدوح رتبے میں اس قدر بلند ہے کہ مخلوق اس کے پانے سے عاجز ہے، اسی وجہ سے لوگوں نے اس کا نام علی حاجب رکھ دیا ہے۔

۳- میرا ممدوح سورج کی طرح اسمان کے جگر میں ہے۔ اس کی روشنی نے شہروں کو ڈھانپ رکھا ہے مشارق ومغارب کی صورت میں۔

۴- میں نہیں گمان کرتا تھا کہ تیرے زمین میں دفن ہونے سے پہلے کہ ستارے بھی زمین میں چھپ جاتے ہیں۔

۵- میں امید نہیں رکھتا تھا تیری لاش سے پہلے کہ میں دیکھوں گا عظیم پہاڑ کو لوگوں کے ہاتھوں میں چلتے ہوئے۔

۶- وہ میرے ممدوح کو لے کر نکلے اس حال میں کہ ہر ایک اس کے پیچھے رو رہا تھا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کا بے ہوش ہونا اس دن جس دن طور (پہاڑ) ٹکڑے ٹکڑے ہوا تھا۔

خط کشیدہ اعراب ووجہ اعراب:

يَقُوْدُ: فعل مضارع، نواصب وجوازم سے خالی ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔

ثُعَالِيًا: منصوب لفظاً خبر تَصِيْرُ فعل ناقص کی۔

وَضُوْءَ ًا: عطف علی شمس۔

يَـغْشٰـى: فعل مضارع معروف از باب افعال مرفوع تقدیراً لخلو من الجوازم والنواصب

تَغُوْرُ: فعل مضارع مرفوع لخلو من الجوازم والنواصب۔

اَنْ اَرٰی: فعل مضارع منصوب بہ ان ناصبہ۔

اَلرِّجَالِ: مجرور بوجہ مضاف الیہ

سوال نمبر 4: کسی ایک جزء کا جواب تحریر کریں؟

(ا) علم ادب کی تعریف، موضوع اور غرض سپرد قلم کریں، نیز طبقات شعراء میں صاحب حماسہ کا طبقہ بیان کریں؟

(۲) دیوان متنبی کا مصنف کون ہے؟ اس کے مختصر حالات ذکر کریں؟ نیز اسے متنبی کہنے کی وجہ تفصیلاً قلمبند کریں؟

جواب: (الف) علم ادب کی تعریف، موضوع اور غرض:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

طبقہ کا تعین:

صاحب حماسہ کا تعلق طبقۂ اسلامی شعراء سے ہے۔

(ب) دیوان متنبی کا مصنف: احمد بن حسین بن الحسن بن عبدالصمد

والد کا نام: حسین

جو محلہ کندہ میں اپنے اونٹ پر پانی لاد کر پلایا کرتے تھے، اس قوم کے لوگ ان کو عبدالسقاء کہا کرتے تھے۔ ان کے والد بچپن میں انتقال کر گئے تھے۔

پرورش: مصنف ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوا اور اس کی والدہ بھی بچپن میں ہی انتقال کر گئیں اور اس کی نانی نے پرورش کی۔

علم وفضل: متنبی بڑا ذہین شخص تھا اس کی ذہانت کا اعتراف بہت سارے مؤرخین نے کیا ہے۔

وفات: اس نے اپنے اشعار میں ایک عورت کی بہت ہی نازیبا الفاظ میں ہجو کی تھی۔ اس عورت کے ماموں کے پاس جب وہ اشعار پہنچے تو اس نے موقعہ پاکر اس کو قتل کردیا۔

متنبی کہنے کی وجہ: اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اس لیے اسے متنبی (جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والا) کہتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

فقیہ اُمت امام اعظم ابوحنیفہ سے مروی احادیث وآثار پر مشتمل ۱۵ مسانید کا مجموعہ

جامع المسانید

الامام الاجل المؤید محمد بن محمود الخوارزمی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

حضرت علامہ ابوالفضل محمد شفیق الرحمان قادری رضوی

مکمل 3 جلدیں

شبیر برادرز ®

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006